حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دروس

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تحقیق

محمد ارشد نقشبندی

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

Musrafa (Women) KHARIAN

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	حیاۃ النبی ﷺ
دروس	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد ارشد نقشبندی
پروف ریڈنگ	:	محمد علی قادری
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اوّل	:	مئی 1991ء (1,100)
اِشاعتِ دوم	:	اپریل 1996ء (5,000)
اِشاعتِ سوم تا ہفتم	:	اکتوبر 2000ء تا ستمبر 2008ء (5,500)
اِشاعتِ ہشتم	:	اکتوبر 2011ء
تعداد	:	1,200
قیمت	:	-/150 روپے

❁❁❁

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور ریکارڈ شدہ خطبات و دروس کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ
وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

Marfat.com

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴۔۸۰/۱ پی آئی وی مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء، گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷۔۴۔۲۰ جنرل وایم ۴/۹۷۰۔۳۔۷ مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱۔۶۷ این۔۱/۱ے ڈی (لائبریری) مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ ۶۳۔۹۲/۸۰۶۱ مؤرخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجز اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۲	پیش لفظ	
۱۵	حصہ اول	
	حیات برزخی	
۱۷	باب اوّل	
	چند وضاحتیں	
۱۹	○ حیات کیا ہے؟	
۲۰	برزخ	
۲۱	○ عذاب وثواب قبر کا معنی ومفہوم	
۲۱	جسم وروح --- محل عذاب وثواب	
۲۲	جسم اور روح کے مابین معنوی تعلق	
۲۵	عذاب وثواب کیلئے بدن کا سلامت رہنا ضروری نہیں	
۲۷	باب دوم	۲
	حیات برزخی آیات قرآنی کی روشنی میں	
۳۰	عذاب قبر	
۳۱	دو موتیں	
۳۱	دو زندگیاں	
۴۱	سماع موتیٰ	
۴۶	مومن کی حیات طیبہ	
۴۷	شہداء کیلئے حیاتِ برزخی	
۴۸	شہداء کے اجسام سلامت رہتے ہیں	
۵۱	باب سوم	۳
	حیات برزخی احادیث کی روشنی میں	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	عذاب قبر	۵۳
	قبر جنت کا باغ بھی' دوزخ کا گڑھا بھی	۵۷
	موت کے بعد انسان پر صبح و شام جنت یا جہنم کا ٹھکانہ پیش ہوتا ہے	۵۷
	قبر میں سوال و جواب	۵۸
	خلاصہ استدلال	۶۲
	میت غسل دینے والے اور کفن پہنانے والے کو پہچانتی ہے	۶۲
	میت جنازہ اٹھتے وقت پکارتی ہے	۶۳
	مردوں سے زندوں کی طرح حیا کرنا	۶۴
	آہ و بکا سے میت کو قبر میں عذاب	۶۴
	میت کو صیغہ خطاب سے سلام کہنا	۶۵
	میت قدموں کی آہٹ بھی سنتی ہے	۷۰
	زندہ' میت سے زیادہ سننے والے نہیں	۷۰
	میت سلام کا جواب دیتی ہے	۷۲
	زائر میت کی دل لگی کا باعث ہوتا ہے	۷۳
	سلام کے وقت میت کی روح لوٹا دی جاتی ہے	۷۳
	میت' زائر کو دیکھتی ہے	۷۴
	میت کو زندوں کی طرح تکلیف محسوس ہوتی ہے	۷۴
	خواب پر اعتماد کرتے ہوئے وصیت کا جاری کرنا	۷۶
	زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں	۷۸
	نیک اعمال پر مردوں کی خوشی	۷۹
	برے اعمال سے مردوں کو اذیت	۷۹
	اچھے کفن پر مردوں کا فخر کرنا	۸۰

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۸۱	میت کا قبر میں تلاوت کرنا	
۸۲	میت اذان کا جواب دیتی ہے	
۸۳	لفظ زائر سے میت کے علم پر استدلال	
۸۴	دفن کے بعد میت کیلئے ثابت قدمی کی دعا	
۸۴	تلقین کرنے کا بیان	
۸۷	باب چہارم	۴
	حیات برزخی۔ اقوال اکابرین کی روشنی میں	
۸۹	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	
۹۰	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	
۹۰	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	
۹۱	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	
۹۱	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	
۹۲	حضرت ابن عمرؓ	
۹۲	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	
۹۳	امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ	
۹۳	امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ	
۹۳	علامہ ابن تیمیہ	
۹۳	علامہ ابن قیم	
۹۴	سید محمود احمد آلوسی	
۹۴	علامہ تقی الدین سبکی	
۹۴	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	
۹۵	علامہ ثناء اللہ پانی پتی	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	امام جلال الدین سیوطی	۹۵
	علامہ عبد الغنی نابلسی	۹۵
	ملا علی قاری حنفی	۹۶
	علامہ شامی حنفی	۹۶
	علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی	۹۶
	علامہ انور شاہ کاشمیری	۹۷
	مولانا خلیل احمد انبیٹھوی	۹۷
	علامہ شبیر احمد عثمانی	۹۷
	مولانا عبد الحیٔ لکھنوی	۹۷
	مولانا وحید الزماں	۹۸
	الشیخ محمد بن علوی المالکی	۹۸
	حیات النبی ﷺ پر عموی استدلال	۹۹
	وجہ استدلال	۹۹
	زندگی دے اور زندہ نہ ہو....؟	۱۰۰
	حصہ دوم	۱۰۳
۵	باب اول	۱۰۵
	حیات النبی ﷺ آیات قرآنی کی روشنی میں	
	حضور ﷺ مرتبہ شہادت پر کیسے فائز ہوئے	۱۰۸
۶	باب دوم	۱۲۹
	حیات النبی ﷺ احادیث کی روشنی میں	
	انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات میں عبادت کرتے ہیں	۱۳۱
	علماء و محدثین کے اقوال سے تائید	۱۳۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	واقعہ معراج اور حیات النبی ﷺ	۱۳۵
	حضور نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس سے اذان واقامت کا سنائی دینا	۱۳۷
	انبیاء علیہم السلام کو مزارات میں رزق دیا جاتا ہے	۱۳۹
	انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ سلامت رہتے ہیں	۱۴۰
	نبی رحمت کی حیات و مَمات امت کے حق میں بہتر کیسے؟	۱۴۲
	حضور اکرم ﷺ سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں	۱۴۵
	ایک علمی نکتہ	۱۴۶
	ایک اہم اشکال اور اس کے نو (۹) جوابات	۱۴۶
	.....بعضوں نے سنا بھی ہے	۱۵۰
	اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ..... حیات النبی کی دلیل	۱۵۱
	حضور ﷺ سفید صحیفے میں نام درج فرماتے ہیں	۱۵۴
	سب سے پہلے افاقہ	۱۵۵
	اندر ہوتے ہوئے بھی باہر	۱۵۵
	ایک تمثیل سے استدلال	۱۵۵
	فرشتے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں درود پیش کرتے ہیں	۱۵۶
	فرشتوں کے درود پہنچانے کی حکمت	۱۵۸
	حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف پیش کرنے والے فرشتوں کی قوت سماعت	۱۵۸
	سلام کا خود بارگاہ مصطفوی ﷺ میں پیش ہونا	۱۶۰
	حضور ﷺ خود درود وسلام کو سنتے ہیں	۱۶۱
	"اہل محبت کے سلام کو خود سنتا ہوں"	۱۶۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	..... حتیٰ کہ کلام بھی	۱۶۲
	آپ ﷺ اب بھی جانتے ہیں	۱۶۳
	حتیٰ کہ دیکھتے بھی ہیں	۱۶۳
	روضہ انور کی زیارت ــــ	۱۶۴
	حیات ظاہری کی جھلک	
	انبیاء علیہم السلام کا ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لیجانا	۱۶۷
۷	باب سوم	۱۶۹
	حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقوال اکابرین کی روشنی میں	
	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۷۱
	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۷۳
	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۱۷۴
	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ	۱۷۵
	حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ	۱۷۵
	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۱۷۶
	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۷۶
	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۱۷۷
	حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ	۱۷۸
	حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ	۱۷۸
	ابو منصور عبد القاہر بن طاہر البغدادی	۱۷۹
	امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ	۱۷۹
	امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ	۱۸۰
	علامہ تقی الدین سبکی	۱۸۰

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۸۰	ملا علی قاری حنفی	
۱۸۱	قاضی ابو بکر ابن العربی	
۱۸۱	علامہ ابن تیمیہ	
۱۸۲	حافظ ابن قیم	
۱۸۳	امام قرطبی	
۱۸۴	علامہ قسطلانی	
۱۸۵	علامہ سید محمود احمد آلوسی	
۱۸۵	علامہ ابن حجر مکی	
۱۸۶	شیخ رملی	
۱۸۶	شیخ تاج الدین بن فاکہانی مالکی	
۱۸۶	شیخ عفیف الدین یافعی	
۱۸۶	شیخ زین الدین مراغی	
۱۸۷	شیخ شمس شوبری شافعی	
۱۸۸	علامہ بارزی	
۱۸۸	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	
۱۸۸	علامہ شامی حنفی	
۱۸۹	علامہ شہاب الدین	
۱۸۹	علامہ صاوی مالکی	
۱۸۹	امام جلال الدین سیوطی	
۱۹۰	علامہ سخاوی	
۱۹۱	حسن بن عمار شرنبلالی	
۱۹۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۹۲
	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی	۱۹۳
	علامہ انور شاہ کاشمیری	۱۹۳
	علامہ شبیر احمد عثمانی	۱۹۳
	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۱۹۳
	مولانا خلیل احمد انبیٹھوی	۱۹۴
	علامہ احمد علی سہارنپوری	۱۹۵
	مولانا اعزاز علی دیوبندی	۱۹۵
	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال	۱۹۵
	الشیخ محمد علوی مالکی	۱۹۶
	خلاصہ کلام	۱۹۶

پیش لفظ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے الفاظ اس حقیقت کو آشکار کر رہے ہیں کہ کسی آدمی کو بھی موت سے فرار نہیں ہے اور دوسری طرف اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھا رہے ہیں کہ یہ موت دائمی نہ ہوگی کیونکہ کسی چیز کا ذائقہ تھوڑی مدت کے لئے ہوتا ہے بلکہ یہ موت حیاتِ ابدی کے نقطۂ آغاز کا کام سرانجام دیتی ہے۔ وہ آدمی جو کہ اس دنیا میں کفروشرک کی وادیوں میں بھٹکتا رہا اس کی زندگی کا آغاز بھی قبر سے ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے کفر اور اعمال بد کے سبب اس کی یہ زندگی اس کے لئے راحت و سکون نہیں بلکہ درد و الم کا باعث ہوتی ہے اور اسے طرح طرح کا عذاب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک عام مسلمان کو بھی یہ زندگی عطا کی جاتی ہے مگر اس کی زندگی کفار و مشرکین کی زندگی سے مختلف نوعیت کی ہوتی ہے پھر اللہ کے صالح بندوں کی زندگی رتبہ کے اعتبار سے عام مسلمانوں سے بلند ہوتی ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور خصوصًا حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور اس کائنات میں عزت و شرف کے اعتبار سے ہر ایک سے بڑھ کر ہیں ان کی حیات بھی اسی نسبت سے بلند تر اور کامل تر ہوگی۔

اس کتاب کے حصہ اول میں حیات برزخی کو بیان کیا گیا ہے تاکہ کتاب کے دوسرے حصے میں حیات النبی ﷺ کے بیان کو احسن طریقے سے سمجھا جاسکے۔ حیات برزخی کا بیان شروع کرنے سے پہلے چند بنیادی اصطلاحات کی ضروری تشریح کی گئی ہے جن کا جاننا نفس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے جیسے حیات کیا ہے؟ برزخ کس کو کہتے ہیں؟ نیز عذاب و ثواب قبر کے حوالے سے بھی حیات برزخی کو ثابت کیا گیا ہے پھر یہ کہ عذاب و ثوابِ قبر کا مفہوم کیا ہے؟ ان تمام چیزوں کو حصہ اول میں "چند وضاحتیں" سے موسوم پہلے باب میں ذکر کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب استاذی مکرم قائد تحریک منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کے ان دروس میں سے بعض دروس مرتب کئے گئے ہیں جو انہوں نے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے طلباء کو "الشفاء"

Marfat.com

پڑھاتے ہوئے دیئے بندہ ناچیز نے اس کو ترتیب دیتے ہوئے کوشش کی ہے کہ قبلہ قادری صاحب کے لیکچر کو حتی المقدور بہتر انداز میں پیش کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ قبلہ قادری صاحب دور حاضر کے علمی ' فکری اور عملی درجات میں ایسا بلند مقام رکھتے ہیں کہ ان کے بارے میں دلائل دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان کا علمی کام آج بھی اور خصوصا آنے والی نسلوں کے لئے ایسی دلیل شافی ہو گا کہ کوئی ذی شعور ان کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے گا میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ بندہ ناچیز اپنی علمی کم مائیگی کے سبب اس کتاب کے مرتب کرنے کا حق ادا نہیں کر سکا۔ اس لئے کہ قبلہ قادری صاحب اپنی بات کو جس انداز میں ہر سامع کے لئے قابل فہم بنا کر پیش کرتے ہیں یقیناً اس طرح میں اس کتاب کو پیش کرنے سے قاصر رہا ہوں۔

اور پھر اس مسئلہ کو مختلف فیہ بنا دیئے جانے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ قرآن وسنت سے دلائل دینے کی طرف توجہ مرکوز رہی ہے اور پھر اس کی تائید کے لئے صحابہ تابعین ' محدثین ' مفسرین اور مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کے اقوال پیش کرنے کی طرف زیادہ توجہ کی گئی۔ اس لئے عام قاری کو حوالہ جات کی بھرمار کی وجہ سے اگر اسے سمجھنے میں دقت محسوس ہو یا اکتاہٹ محسوس ہو تو اس کے لئے ہم پیشگی معذرت خواہ ہیں اس کے باوجود اگر اس کتاب میں کوئی حسن ترتیب نظر آئے تو یہ فقط اللہ کی عطا ہے اور اگر کوئی خامی ہے تو وہ بندہ ناچیز کے سبب ہے۔ بمصداق آیت قرآنی:

وَمَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَفْسِکَ

محمد ارشد نقشبندی

فاضل جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن (سیشن ۹۲)

Marfat.com

حصّہ اوّل

حیاتِ برزخی

۱- چند وضاحتیں

۲- حیاتِ برزخی آیات قرآنی کی روشنی میں

۳- حیاتِ برزخی احادیث کی روشنی میں

۴- حیاتِ برزخی اقوالِ اکابرین کی روشنی میں

Marfat.com

باب اول

چند وضاحتیں

Marfat.com

حیات کیا ہے؟

حقیقی حیات محض روح کے پائے جانے سے وجود میں نہیں آتی بلکہ ایسی صفت کے پائے جانے سے وجود میں آتی ہے جو احساس، علم، قدرت اور ارادہ کا باعث بنے۔ چنانچہ ائمہ لغت و تفسیر اس کی تصریحات یوں کرتے ہیں۔

ا۔ علامہ سید محمود احمد آلوسیؒ فرماتے ہیں:

هی ما یصح بوجوده الاحساس او معنی زائد علی العلم والقدرة یوجب للموصوف به حالا لم یکن قبله من صحة العلم والقدرة

روح المعانی (۵:۱۵)

جس صفت کے پائے جانے سے احساس کا وجود صحیح قرار پائے یا جس کا وجود علم و قدرت کے وجود پر زائد ہو اور وہ اپنے موصوف کے لئے صحت علم و قدرت کے ایسے حال کو واجب کردے جو اس سے پہلے نہ ہو۔

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

هی صفة تستتبع العلم والقدرة والارادة وغیرها من صفات الکمال

تفسیر مظہری (۱۸:۱)

وہ ایسی صفت ہے جس کے ساتھ علم، قدرت ارادہ وغیرہ تمام صفات کمالیہ وابستہ ہیں۔

۳۔ علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں:

ما یصح بوجوده الاحساس والموت ضده

تفسیر نسفی (۲۷۳:۴)

حیات وہ صفت ہے جس کے پائے جانے سے احساس کا وجود صحیح قرار پائے اور موت اس کی ضد ہے۔

۴۔ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:

الحیاۃ تستعمل علی اوجہ الاول للقوۃ النامیۃ، الثانیۃ للقوۃ الحاسۃ

(المفردات: ۱۳۸)

حیات کا استعمال کئی طرح سے ہے۔ اول قوت نامیہ (بڑھنے کی قوت) کے لئے، دوم قوت حاسہ کے لئے ہے۔

۵۔ امام جلال الدین محلیؒ فرماتے ہیں:

الحیٰوۃ وھی ما بہ الاحساس والموت ضدھا او عدمھا

(جلالین: ۵۶۳)

حیات صفت ہے جس کے ساتھ احساس ہو موت اس کی ضد ہے یا اس کا عدم۔

۶۔ علامہ خازنؒ فرماتے ہیں:

ھی القوۃ الحاسۃ مع وجود الروح فی الجسد وبہ سمی الحیوان حیوانا

تفسیر خازن (۷: ۱۰۳۔ ۱۰۴)

حیات ایسی قوت حاسہ کو کہتے ہیں جو بدن میں روح کے پائے جانے کے ساتھ پائی جائے۔ اسی وجہ سے حیوان کو حیوان کہتے ہیں۔

۷۔ علامہ سید شریف جرجانیؒ فرماتے ہیں:

الحیاۃ ھی صفۃ توجب للموصوف بھا ان یعلم ویقدر

(التعریفات: ۸۴)

حیات وہ صفت ہے جو موصوف کے لئے یہ لازم کرتی ہے کہ وہ علم اور قدرت رکھے۔

ان تمام تعریفات کو پیش نظر رکھتے ہوئے معلوم ہوا کہ حیات ایسی صفت کا نام ہے جو احساس، علم، قدرت، ارادہ وغیرہ کا سبب ہو اور موت وہ حالت ہے جس میں یہ چیزیں نہ پائی جائیں۔

برزخ

دو چیزوں کے درمیان روک اور آڑ کو برزخ کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں نام دنیا سے رخصت ہو جانے اور قیامت قائم ہونے سے پہلے جو جہان ہے اس کا نام

برزخ ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (المومنون ۲۳: ۱۰۰)

اور ان کے پیچھے (موت کے بعد سے) یوم بعث (اٹھائے جانے والے دن) تک برزخ ہے۔

عذاب و ثواب قبر: معنی و مفہوم

جسم و روح --- محل عذاب و ثواب

عذاب و ثواب قبر کے بارے میں تین مذاہب ہیں۔

۱۔ عذاب قبر کا محل فقط روح ہے۔

۲۔ عذاب قبر کا محل فقط جسم ہے۔

۳۔ جسم و روح دونوں پر عذاب و ثواب وارد ہوتا ہے۔

تیسرا مذہب ہی صحیح تر مذہب ہے کہ قبر کی زندگی میں عذاب و ثواب جسم و روح دونوں پر وارد ہوتا ہے چنانچہ اس پر ائمہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محله الروح والبدن جميعا باتفاق اهل السنة و كذا القول في النعيم (شرح الصدور: ۷۵-۷۶)

اہل سنت کے مذہب کے مطابق عذاب کا محل روح اور بدن دونوں ہیں اور یہی مسلک ثواب کے بارے میں ہے۔

۲۔ علامہ صاوی مالکیؒ فرماتے ہیں:

ما وصل للروح من النعيم يحصل للجسم ايضا

اور روح کو جو ثواب حاصل ہوتا ہے وہ جسم کو بھی حاصل ہوتا ہے۔

الصاوی علی الجلالین (۱: ۱۶۸)

۳۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا:

Marfat.com

بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اهل السنۃ

(الروح: ۷۲)

بلکہ اہل سنت کے نزدیک عذاب وثواب روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے۔

مولانا وحید الزمان رقمطراز ہیں:

ان العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا

(ہدایۃ المہدی ۱: ۵۷)

بے شک عذاب وثواب نفس اور بدن دونوں پر ہوتا ہے۔

جسم اور روح کے مابین معنوی تعلق

روح کے ساتھ جسم کو عذاب و ثواب اس لئے ہوتا ہے کہ جسم اور روح کے درمیان ایک معنوی تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کے سبب روح پر وارد ہونے والی کیفیات جسم بھی محسوس کرتا ہے۔ جس طرح کہ علامہ نسفیؒ، امام سیوطیؒ اور ملا علی قاریؒ نے اس کے بارے میں تصریح فرمائی ہے۔

۱۔ علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں:

فان قیل کیف یوجع اللحم فی القبر ولم یکن فیہ الروح فالجواب سئل النبی ﷺ انہ قیل کیف یوجع اللحم فی القبر ولم یکن فیہ الروح فقال علیہ الصلوۃ والسلام کما یوجع سنک وان لم یکن فیہ الروح الا تری ان النبی ﷺ اخبر ان السن یتوجع لما انہ متصل باللحم وان لم یکن فیہ الروح فکذالک بعد الموت لما کان روحہ متصلا بجسدہ لیتوجع

(کشف النور: ۱۳)

اگر یہ کہا جائے کہ گوشت کو قبر میں کیسے تکلیف دی جاتی ہے حالانکہ اس میں روح نہیں ہوتی تو جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے بھی یہی سوال کیا گیا کہ گوشت کو قبر میں کیسے تکلیف دی جاتی ہے حالانکہ اس میں روح نہیں ہوتی آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "جس طرح تیرے دانت کو تکلیف ہوتی ہے اگرچہ اس میں روح نہیں ہے"۔

Marfat.com

کیا تو نہیں دیکھتا کہ حضور ﷺ نے بتا دیا کہ اگرچہ دانت میں روح نہیں ہے لیکن گوشت سے متصل ہونے کے سبب اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس طرح موت کے بعد چونکہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اس لئے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

۲۔ علامہ عبد الغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں:

هذا صريح فی ان روحانيات الموتی متصلة باجسامهم التی فی قبورهم وان بليت اجسامهم وصارت ترابا

(کشف النور: ۱۲)

یہ اس بات کی تصریح ہے کہ مردوں کی روحیں ان کے جسموں کے ساتھ ایک تعلق رکھتی ہیں جو قبروں میں ہیں اگرچہ ان کے اجسام بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جائیں۔

۳۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

ان المنعم والمعذب جزء من البدن يبقی فيه الروح فهو الذی يولم ويعذب ويتلذذ وينعم

مرقاۃ (۴:۳۱)

بے شک جس پر انعام ہوتا ہے اور جسم کے جس حصے کو عذاب ہوتا ہے اس میں روح باقی رہتی ہے اور اسی کو تکلیف وعذاب بھی ہوتا ہے اور یہی لذت وانعام بھی پاتی ہے۔

۴۔ علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

مما ينبغی ان يعلم ان عذاب القبر هو عذاب البرزخ فكل من مات وهو مستحق بالعذاب ناله نصيبه منه قبر

یہ جان لینا مناسب ہو گا کہ عذاب قبر عذاب برزخ کا نام ہے لہذا ہر وہ شخص جو فوت ہو جائے اور وہ مستحق عذاب

Marfat.com

او لم یقبر فلو اکلتہ السباع او احرق حتی صار رمادا ونسف فی الھواء او صلب او غرق فی البحر وصل الی روحہ وبدنہ من العذاب ما یصل الی القبور

(الروح:۸۱)

ہو اسے عذاب میں سے اپنا حصہ مل جائے گا خواہ دفن کیا جائے یا اسے جلا دیا جائے حتیٰ کہ راکھ بن جائے یا ہوا میں اڑا دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا سمندر میں غرق کردیا جائے۔ اس کی روح وبدن کو اسی طرح عذاب پہنچے گا جس طرح کہ قبروں میں اہل قبور کو عذاب پہنچتا ہے۔

۵۔ مولانا وحید الزمان صاحب اس کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

انما یبقی للروح تعلق ما باجزاء البدن وان بلیت وتمزقت وتفرقت وصارت ترابا

ہدایۃ المھدی(۱:۵۹)

روح کا بدن کے کچھ اجزاء کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ضرور باقی رہتا ہے اگرچہ بدن کے اجزاء بوسیدہ ہوجائیں، پھٹ جائیں یا منتشر ہوکر مٹی ہوجائیں۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

لایلزم ان یکون فی جمیع اجزاء البدن بل یکفی فی جزء من اجزائہ

(ہدایۃ المھدی(۱:۵۷)

(روح کے لوٹنے سے) یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بدن کے تمام اجزاء کی طرف لوٹے بلکہ اس کے اجزاء میں سے کسی جزو کی طرف لوٹنا ہی کافی ہے۔

خلاصتاً یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسان کے جسم اور روح کے درمیان ایک تعلق ہوتا ہے اور ان دونوں پر عذاب وثواب مترتب ہوتا ہے۔ خواہ جسم کسی حالت میں کیوں نہ ہو اور اس تعلق کے باعث جو قوت حاسہ (محسوس کرنے کی قوت) پیدا ہوتی ہے اسے حیات کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ خازنؒ نے صراحۃً بیان کیا ہے۔ مختصر یہ

کہ عذاب قبر کے اثبات سے حیات برزخی کا ثبوت لازم آتا ہے۔

عذاب وثواب کے لئے بدن کا سلامت رہنا ضروری نہیں

عذاب وثواب کے لئے بدن کا سلامت رہنا ضروری نہیں خواہ جسم گل سڑ جائے، آگ میں جل کر فنا ہو جائے، سمندروں کی عمیق گہرائیوں میں غرق ہو جائے یا خونخوار درندے کے پیٹ میں چلا جائے، روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہونے کے سبب ان مذکورہ چیزوں کے باوجود اس پر عذاب وثواب کے اثرات ہوں گے۔

۱۔ امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

عذاب القبر ھو عذاب البرزخ اضیف الی القبر لانہ الغالب والا فکل میت اذا اراد اللہ تعالی تعذیبہ نالہ ما اراد بہ قبر او لم یقبر ولو صلب او غرق فی البحر او اکلتہ الدواب او حرق حتی صار رمادا او ذری فی الریح

(شرح الصدور: ۷۵)

عذاب قبر سے مراد عذاب برزخ ہے اور اسے قبر سے منسوب اس لئے کیا گیا ہے کہ اموات کا قبروں میں دفن ہونا اکثر ہے ورنہ ہر میت، قبر میں مدفون ہو یا نہ ہو جب بھی اللہ تعالی اسے عذاب دینا چاہے گا وہ اسے ضرور پہنچ جائے گا خواہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے یا سمندر میں غرق کر دیا جائے یا اسے درندے کھا جائیں یا جلا کر راکھ بنا دیا جائے یا آندھی میں اڑا دیا جائے۔

۲۔ امام جلال الدین سیوطیؒ اور ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

لکل روح بجسدھا اتصال معنوی

(بشری الکئیب: ۱۳۵)

ہر روح کا اپنے جسم کے ساتھ معنوی تعلق ہوتا ہے۔

۳۔ امام سیوطیؒ دوسرے مقام پر اس تعلق کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

وھی متصلۃ باجسادھا فتعذب

ارواح کا اپنے اجسام کے ساتھ تعلق

Marfat.com

الارواح وتتالم الاجساد منه كالشمس فى السماء ونورها فى الارض

ہوتا ہے۔ پس جب ارواح کو عذاب دیا جائے تو اجسام اس سے ایسے تکلیف محسوس کرتے ہیں جیسے سورج آسمان پر ہو اور اس کا نور زمین پر ہو۔

(بشری الکئیب:۱۳۱۔ مرقاۃ ۴:۲۵)

۴۔ علامہ عبد الغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں:

ان الارواح لها اتصال بالاجساد بعد الموت کاتصال شعاع الشمس بالارض

بے شک ارواح کا موت کے بعد اجسام کے ساتھ ایسے تعلق ہوتا ہے جیسے سورج کی شعاؤں کا زمین سے تعلق ہوتا ہے۔

(کشف النور:۱۴)

Marfat.com

باب دوم

حیاتِ برزخی

آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

مسائل کی تحقیق کا شرعی اصول یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ کو جاننا ہو تو سب سے پہلے سنت نبوی کی روشنی میں قرآن کی طرف رجوع کیا جائے اور اگر انسان قرآن میں اس مسئلہ کے حل کو نہ پاسکے تو پھر سنت نبوی ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے اور اگر وہاں بھی نہ پاسکے تو پھر کتاب و سنت کے اصولوں کے مطابق اجتہاد سے کام لے جیسا کہ ایک موقع پر عبد اللہ بن مسعودؓ سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اقض بالکتاب والسنۃ اذ وجدتھما فاذا لم تجد الحکم فیھما اجتھد برأیک

تو کتاب و سنت کے ساتھ فیصلہ کر اور اگر تو کتاب و سنت میں اس کے حکم کو نہ پائے تو اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کر

(فلسفہ التشریع فی الاسلام: ۱۸۸)

اور پھر خلفائے راشدین اور ائمہ اربعہ کا بھی مسائل کی تحقیق میں یہی طریق کار رہا ہے۔ اگرچہ حیات برزخی اور حیات النبی ﷺ کا مسئلہ قرآن کی متعدد آیات سے ثابت و متحقق ہے لیکن ہم نے سنت رسول ﷺ اور سلف صالحین کے طریقہ کار پر عمل کرنے اور اتمام حجت کے لئے حیات برزخی اور حیات النبی ﷺ کے بیان میں ترتیب کے ساتھ پہلے کتاب اللہ اس کے بعد سنت رسول ﷺ سے دلائل ذکر کئے ہیں اور اس کے بعد صحابہؓ و تابعین، مفسرین اور فقہاء کے اقوال بیان کئے ہیں تاکہ اس کے بعد اس مسئلہ کے بارے میں کسی کے ذہن میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور پاک ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے ہمیں کتاب و سنت اور سلف صالحین کے عقائد کے مطابق عقائد اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے تاکہ ہم **صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** پر بھی عمل پیرا ہو سکیں۔

Marfat.com

سب سے پہلے حیات برزخی کے بیان میں ہم قرآن حکیم کی آیات ذکر کر رہے ہیں۔

عذاب قبر

وہ آیات قرآنی جن میں عذاب قبر کا ذکر ہے ان میں سے چند ایک یہاں مذکور ہیں:

۱۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

البقرہ (۲:۲۸)

(کافرو) تم خدا کا کیونکر انکار کر سکتے ہو؟ حالانکہ تم بے جان تھے پھر اس نے تمہیں جان بخشی، پھر وہی تم کو موت دے گا پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیہ مبارکہ میں حسب ذیل نکات قابل غور ہیں:

کنتم اموا تا (تم مردہ تھے) مردہ ہونے کا بظاہر یہ مفہوم ہے کہ کوئی چیز موجود ہو کر مرجائے مگر اس مقام پر انسانی زندگی کے عالم وجود میں آنے سے پہلے کی حالت کو تشبیہا موت قرار دیا جا رہا ہے۔

فاحیا کم (پھر اس نے تم کو زندہ کیا) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو عدم محض سے نکال کر حالت وجود (Existence) میں لا کھڑا کیا۔ مگر یہ سمجھنا حماقت ہوگی کہ یہ زندگی اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔

ثم یمیتکم (پھر وہ تمہیں دوبارہ مارے گا) جس خدا نے تم کو عالم عدم سے نکال کر عالم وجود میں پہنچایا ہے وہی تمہیں باردگر عالم عدم یعنی موت سے دوچار کرے گا۔ مگر یہ منزل بھی انسان کے سفر کی آخری منزل نہ ہوگی۔

ثم یحییکم (پھر وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا) اگرچہ یہ زندگی جو دوسری موت کے بعد انسان کو دی جائے گی، پہلی زندگی سے ماہیتہ اور احوالاً مختلف ہوگی مگر یہ بھی انسان کی آخری قرار گاہ نہ بننے پائے گی۔

ثم الیہ ترجعون (پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) اس دوسری زندگی کے بعد

Marfat.com

انسان کو پھر دربار خداوندی میں حاضر کردیا جائے گا۔

اس آیت میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا اور پھر خدا کی بارگاہ میں پیش کیے جانے کا، یعنی کل پانچ مرحلوں کا ذکر ہے جن سے انسان یکے بعد دیگرے گزرتا ہے۔ ایمان بالآخرت سے جس آخرت کی زندگی پر ایمان مراد لیا جاتا ہے اس کی حقیقت سب سے آخر میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے

ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ[1] پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

دو موتیں

قرآن کریم نے دو موتوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک تو انسان کے سفر زندگی شروع کرنے سے پہلے کی حالت، حالت عدم ہے جبکہ دوسری موت سے مراد وہ حقیقی موت ہے جس کا نظارہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کرتے ہیں۔

دو زندگیاں

جس طرح یکے بعد دیگرے انسان پر دو موتیں وارد ہوتی ہیں اسی طرح یکے بعد دیگرے انسان کو دو زندگیوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ ان میں پہلی زندگی تو واضح ہے کہ اس سے مراد عالم شہادت میں رنگ و کیف کی موجودہ زندگی ہے۔ یہ نور و ظلمت اور ہست و بود کی زندگی ہے۔ مگر دوسری زندگی سے مراد قیامت کی زندگی نہیں بلکہ عالم برزخ یعنی مرنے سے لے کر قیامت تک کی زندگی ہے جس کے دوران منکر نکیر کے سوال و جواب ہوتے ہیں اور انسان عذاب قبر سے دوچار ہوتا ہے یا رحمت خداوندی کا

---

[1] ترجعون: مضارع مجہول کا صیغہ ہے جس سے یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ انسان خواہ مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، وہ کافر ہو یا مسلمان ہر شخص کو بہر حال خدا کے سامنے جواب دہی کے لئے پیش کردیا جائے گا۔ البتہ فرق یہ ہے کہ مومن اور برگزیدہ افراد بخوشی اس طرف بڑھیں گے، ان کے لئے جانے میں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ مگر کافر اور بدکار اس سے دور بھاگنا چاہیں گے۔۔ ان کی خواہش ہوگی کہ ہم کسی طرح اس مرحلے سے بچ جائیں لیکن وہ کسی طور پر بھی اس زندگی کے نتائج و اثرات سے بچ نہ سکیں گے۔

Marfat.com

مستحق ہوتا ہے۔ اس زندگی کا اصطلاحی نام "حیات برزخی" ہے جبکہ اخروی زندگی (آخرت) کا آغاز اس وقت سے ہوگا جب اس زندگی اور اس مادی کائنات کو کلیتاً فنا کردیا جائے گا۔ پھر سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر وقوع قیامت تک جتنے بھی انسان اس دنیا میں آئے ہوں گے ان سب کو میدان محشر میں جمع کیا جائے گا اور وہ سب عدالت الٰہیہ میں حاضر ہوکر اپنے اعمال کا حساب وکتاب پیش کریں گے جس کے نتیجے میں یا تو وہ ابدی جنت کے مستحق ہوں گے یا جہنم کے سزاوار ٹھہرائے جائیں گے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

مِمَّا خَطِيٓـَٔاتِهِمْ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا (مخالفین نوح علیہ السلام) اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے اور فوراً آگ میں داخل کئے گئے۔
نوح (۷۱:۲۵)

استدلال

۱۔ اس آیہ کریمہ میں ادخلوا پر حرف فاء داخل ہے جو کہ تعقیب مع الوصل کے لئے آتا ہے یعنی اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ جس چیز پر یہ داخل ہے وہ پہلی چیز کے وقوع کے بعد متحقق ہوگی اور دوسرا یہ کہ دوسری چیز کے واقع ہونے میں دیر نہیں ہے بلکہ فوری طور پر واقع ہوگی اس آیہ کریمہ میں اُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا کے الفاظ آئے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کو جب غرق کیا گیا تو اس کے فوراً بعد انہیں آگ میں داخل کردیا گیا تو عالم برزخ میں عذاب کا ثبوت متحقق ہوگیا۔ اور عذاب اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ مبتلائے عذاب انسان میں حیات ہو کیونکہ اس کے بغیر عذاب ناممکن ہے۔

۲۔ یہاں لفظ فادخلوا فعل ماضی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ یہاں گزرے ہوئے زمانے میں ان کو جہنم میں داخل کرنے کی خبر دی جارہی ہے اور قیامت کا عذاب تو یقیناً مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ مستقبل کی بات ہے تو لامحالہ اس سے عذاب قبر ہی مراد لینا پڑے گا اور اگر عذاب قبر مراد نہ لیں تو خبر کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا (معاذ اللہ)

امام فخرالدین رازی" مذکورہ آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

تمسک اصحابنا فی اثبات عذاب القبر بقوله (اغرقوا فادخلوا نارا) وذالک من وجهین الاول ان الفاء فی قوله فادخلوا نارا تدل علی انه حصلت تلک الحالة عقیب الاغراق فلایمکن حملها علی عذاب الاخرة والا بطلت دلالة هذه الفاء الثانی انه قال فادخلوا علی سبیل الاخبار عن الماضی وهذا انما یصدق لو وقع ذالک

تفسیر کبیر (۱۴۵:۳۰)

ہمارے اصحاب نے عذاب قبر کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے قول (**اغرقوا فادخلوا نارا**) سے دلیل پکڑی ہے اور یہ دلیل پکڑنا دو طریقوں پر ہے پہلا اللہ تعالیٰ کے قول **فادخلوا نارا** پر فاء اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حالت غرق کرنے کے فوراً بعد حاصل ہوئی پس اس سے آخرت کا عذاب مراد لینا درست نہیں ہے ورنہ (آخرت کا عذاب مراد لینے سے) فاء کا معنی باطل ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے گزرے ہوئے زمانے کی خبر دیتے ہوئے **فادخلوا** کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں اور یہ خبر اسی وقت سچی ہوگی جب (ان پر) عذاب واقع ہو چکا ہو۔

سورہ المومن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

المومن (۴۰:۴۵-۴۶)

فرعون اور اس کے متبعین کا سخت ترین عذاب نے احاطہ کرلیا۔ وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اللہ رب العزت **ملائکہ** کو حکم فرمائے گا) فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو۔

Marfat.com

استدلال

اس آیہ کریمہ میں آل فرعون پر برے عذاب اور انہیں صبح و شام آگ پر پیش کرنے کا بیان ہے۔ اس کے بعد ذکر فرمایا کہ قیامت کے روز فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں داخل کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عذاب جس کا ذکر پہلے ہوا وہ قیامت کے عذاب کا بیان نہیں ہے بلکہ اس سے قبل کا بیان ہے اب دنیا میں تو ان پر صبح و شام آگ کا پیش کیا جانا وغیرہ ثابت نہیں لہٰذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اس عذاب سے مراد عذاب برزخ ہے۔

اور امام رازی" اس آیت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

احتج اصحابنا بھذہ الایۃ علی اثبات عذاب القبر قالوا الایۃ تقتضی عرض النار علیھم غدوا وعشیا ولیس المراد منہ یوم القیامۃ لانہ قال (ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب) ولیس المراد منہ ایضا الدنیا لان عرض النار علیھم غدوا وعشیا ما کان حاصلا فی الدنیا فثبت ان ھذا العرض انما حصل بعد الموت قبل القیامۃ وذالک یدل علی اثبات عذاب القبر فی حق ھؤلاء

تفسیر کبیر (۲۷:۲:۲۷)

ہمارے اصحاب نے اس آیہ کریمہ سے عذاب قبر کے اثبات کا استدلال کیا کہ یہ آیہ کریمہ فرعونیوں پر صبح و شام آگ پیش کیے جانے کا تقاضا کرتی ہے اور اس سے مراد قیامت کے روز عذاب دینا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعونیوں کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو اور نہ ہی اس سے دنیا میں عذاب دینا مراد ہے کیونکہ دنیا میں ان پر صبح و شام آگ کا پیش کرنا ثابت نہیں ہے۔ پس یہ آگ کا پیش کرنا موت کے بعد اور یوم قیامت سے قبل ہی ہوگا (اور یہ عالم برزخ ہے) تو یہ آیت ان کے بارے میں عذاب قبر کے اثبات پر دلالت

کرتی ہے۔

تائید

مذکورہ آیہ کریمہ کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانا اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ یہ ہے تیرا ٹھکانہ تا آنکہ قیامت کے روز تجھے اٹھایا جائے گا"۔

سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ	ہم عنقریب ان (منافقین) کو دوبار عذاب دیں گے پھر انہیں عذاب عظیم کی طرف لوٹایا جائے گا۔
التوبہ (۹:۱۰۱)	

استدلال

اس آیہ کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم عنقریب ان کو دوبار عذاب دیں گے جس پر لفظ **سنعذبهم** "س" میں دلالت کررہا ہے اور دو عذابوں میں سے پہلا عذاب مسجد سے نکالنے کی رسوائی والا ہے تو لامحالہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوسرا عذاب عذاب قبر ہے کیونکہ اس کے بعد انہیں قیامت کے روز عذاب عظیم کی طرف لوٹایا جانا مذکور ہے۔

حدیث پاک سے تائید

اس آیہ کریمہ کی وضاحت کے لئے ایک روایت ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں:

قام رسول الله ﷺ خطيبا يوم الجمعة۔ فقال اخرج يا فلان فانك منافق، اخرج يافلان فانك منافق	رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے فرمایا اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے اے فلاں

Marfat.com

فاخرج من المسجد ناسا منهم فضحهم فجاء عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وهم يخرجون من المسجد فاجتبنا منهم حياء انه لم يشهد الجمعه ـ وظن الناس قد انصرفوا واجتبئوهم عن عمر رضی اللہ عنہ ظنوا انه قد علم بهم فجاء عمر فدخل المسجد فاذا الناس لم يصلوا فقال رجل من المسلمين ابشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم فقال ابن عباس هذا العذاب الاول حين اخرجهم من المسجد. والعذاب الثانی عذاب القبر

تفسیر ابن کثیر (۱: ۳۸۴)

نکل جا مسجد سے کیونکہ تو منافق ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ بھی اس وقت تشریف لائے جب کہ لوگ مسجد سے نکل رہے تھے۔ آپ ان لوگوں سے چھپ گئے اس شرم سے کہ جمعہ میں حاضر نہ ہوسکا (اور مسلمان جمعہ سے فارغ ہوکر گھروں کو) لوٹ رہے ہیں اور منافق یہ سمجھے کہ حضرت عمرؓ کو ہماری رسوائی کا علم ہوچکا ہے' ان سے روپوش ہوگئے۔ جب حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے نماز ادا نہیں کی تھی تو ایک صحابی نے حضرت عمر فاروق ؓ سے کہا تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو رسوا کردیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا۔ یہ ان کے لئے عذاب اول ہے جب کہ انہیں مسجد سے نکالا گیا ہے اور عذاب ثانی قبر کا عذاب ہے۔

قبر میں زندگی کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوجٍ مِّنْ

اللہ تعالیٰ نے نار جہنم میں جلنے سڑنے والے کفار کی طرف سے حکایت کرتے

سَبِيْلٍ

المومن (۴۰:۱۱)

ہوئے فرمایا "وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبار موت سے دوچار کیا اور دوبار زندگی عطا کی پس ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا"۔ کیا (ہمارے لئے عذاب جہنم سے) بچ جانے کا کوئی راستہ ہے؟

استدلال

اس آیہ کریمہ میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ ایک موت کا تو دنیا میں مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور دوسری موت قبر کی زندگی کے بعد تسلیم کرنا پڑے گی تاکہ اس زندگی کے بعد حاصل ہونے والی موت دوسری موت بن سکے۔ کیونکہ حیات نہ مانیں تو پھر دوسری موت ممکن ہی نہیں۔

امام رازیؒ اس کی تصریح یوں کرتے ہیں:

احتج اکثر العلماء بهذه الاية فی اثبات عذاب القبر وتقرير الدليل انهم اثبتوا لانفسهم موتتين حيث قالوا (ربنا امتنا اثنتين) فاحد الموتتين مشاهد فی الدنيا فلا بد من اثبات حيوة اخرى فی القبر حتى يصير الموت الذى يحصل عقيبها موتا ثانيا وذالک يدل على حصول حيوة فی القبر

تفسیر کبیر (۲۷:۳۹)

اکثر علماء نے اس آیہ کریمہ سے عذاب قبر کے اثبات پر استدلال کیا ہے اور دلیل کی تقریر اس طرح ہے کہ ان کفار نے اپنی جانوں کے لے دو موتیں ثابت کی ہیں۔ اس طرح کہ انہوں نے کہا اے ہمارے تو نے ہمیں دو دفعہ موت سے دوچار کیا ہے۔ پس ان دو موتوں میں سے ایک موت تو دنیا میں ہوتی ہے پس ضروری ہے کہ قبر میں دوسری حیات کو مانا جائے تاکہ وہ موت جو اس زندگی کے بعد حاصل ہو دوسری موت بن سکے۔ اور یہ چیز

Marfat.com

قبر میں زندگی کے حصول پر دلالت
کرتی ہے۔

کافروں کو قبر کا عذاب ہونے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ تَرٰى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔
الانفال (۸:۵۰)

اور (اے مخاطب) اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر (اور کہتے ہیں اب) چکھو آگ کا عذاب

استدلال

اس آیہ کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں تو وہ ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب آگ کا عذاب چکھو اس عذاب سے مراد عذاب قبر ہی ہے نہ کہ قیامت کے دن کا عذاب۔ کیونکہ فرشتوں کا جان نکالنے اور ان کے مارنے کا عذاب کے ساتھ ذکر کرنا بھی اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے۔ پھر اس سے آگے فرمایا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے یعنی عذاب قبر تمہارے برے اعمال کا نتیجہ ہے جیسے کہ حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے چغلخوری اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کو عذاب قبر کا سبب بیان فرمایا

قبر میں عذاب کے بارے میں سورہ جاثیہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ا۟تَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
(الجاثیہ: ۹-۱۰)

اور (منکر کا یہ حال ہے کہ) وہ آگاہ ہوتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی پر تو ان کا مذاق اڑانے لگتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے اور ان کے ذرا کام نہ آئے گا جو انہوں نے عمر

Marfat.com

بھر کمایا اور نہ وہ کسی کام آئیں گے
جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا مددگار بنایا تھا
اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

استدلال

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو قبر میں عذاب ہوگا اور ذلت ورسوائی اٹھانا پڑے گی کہ فرشتے انہیں جھڑکیں اور ملامت کریں گے۔ اس آیت میں اشارۃً عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ دوزخ کے عذاب کا ذکر آگے آرہا۔ قبر میں کچھ عذاب تو قبر کے ہوں گے جیسے کہ وہاں کی تنگی' اندھیرا وغیرہ اور کچھ عذاب دوزخ کے ہوں گے کہ دوزخ سے باہر رہ کر وہاں کی گرمی اور لو وغیرہ قبر میں پہنچے گی جیسا کہ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ سے معلوم ہو رہا ہے۔

سورہ طور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔
الطور (۵۲:۴۷)

بے شک ظالموں کے لئے ایک عذاب اس کے علاوہ بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

استدلال

اس آیت کریمہ میں دو عذابوں کا ذکر ہوا ہے کہ ان کافروں کے لئے ایک عذاب اس کے علاوہ ہے یعنی ایک عذاب قبر اور دوسرا عذاب آخرت۔

امام رازیؒ اس آیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الذين ظلموا هم اهل المكة ان قلنا العذاب هو عذاب يوم بدر وان قلنا العذاب هو عذاب القبر فالذين ظلموا عام فى كل ظالم ففيه فائدة التنبيه على عذاب الاخرة العظيم

اگر ظلم کرنے والوں سے مراد اہل مکہ لئے جائیں تو عذاب سے مراد یوم بدر کا عذاب ہوگا اور اگر عذاب قبر مراد لیا جائے تو ظالم سے مراد ہر ظالم ہوگا اور اس میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ

وذالک لانہ اذاقال عذابا دون ذالک ای قتلا وعذابا فی القبر فیتفکر المتفکر ویقول مایکون القتل دونہ لا یکون الا عظیما

تفسیر کبیر (۲۸: ۲۷۳)

آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کیونکہ جب کہا گیا کہ اس عذاب کے علاوہ ایک عذاب یعنی قتل (بدر کے روز) اور قبر میں عذاب تو سوچنے والا یہی سوچے گا جو عذاب اس کے علاوہ ہو گا وہ عظیم ہی ہو سکتا ہے۔

امام رازیؒ نے اس میں دو احتمال بیان فرمائے ہیں یہاں دوسرا احتمال (کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے) **العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب** (کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا) کے اصول کے تحت اختیار کریں گے کہ یہاں ہر ظالم مراد ہے نہ کہ خاص وہی ظالم جنہوں نے مسلمانوں پر ظلم کیا او[بدر] کے مقام پر مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں آئے اور دوسرا معنی لینے میں ہی زیادہ وسعت ہے اور پھر اس صورت میں معنی خود بخود حاصل ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی ظالموں میں سے تھے۔

درج ذیل آیت کریمہ بھی حیات برزخی کو ثابت کرتی ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ج

ابراہیم (۱۴: ۲۷)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ اس دنیا میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں **فی الآخرۃ** سے مراد آخرت نہیں بلکہ قبر ہے۔

تائید

اس معنی کی تائید میں ایک حدیث بھی منقول ہے:

قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نزلت فی عذاب القبر

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت **یثبت اللہ** عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

Marfat.com

دوسری روایات اور محدثین، مفسرین کی تصریحات کے مطابق اللہ مومن کو قبر کے اندر ثابت قدم رہنے اور سوالات کے درست جوابات دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

سماع موتیٰ اب ہم سماع موتی کے بارے میں قرآنی آیات کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ ہمارے زیر بحث موضوع "حیات برزخی" کو ثابت کرتی ہیں کہ ان آیات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

قرآن کریم کی وہ آیات جو سماع موتی پر دال ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠

البقرہ (۲:۲۶۰)

اے محبوب! اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھے دکھا تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تیرا اس پر ایمان نہیں ہے عرض کیا ہاں کیوں نہیں لیکن اس لئے سوال کیا کہ (مشاہدہ کے بعد میرے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ فرمایا چار پرندے پکڑو انہیں اپنے ساتھ مانوس کرو اور پھر ان کے ٹکڑوں سے ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ وہ اپنے پاؤں پر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے اور جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

Marfat.com

مفسرین کی تصریح سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹکڑے اللہ کے حکم سے اٹھ کر اپنے دوسرے ٹکڑوں کے ساتھ ملے اور پھر جسم اپنے اپنے سر کی جانب متوجہ ہوئے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے اور باذن الٰہی زندہ ہو گئے۔

استدلال اور ایک قابل غور پہلو

اس آیت کریمہ میں بصراحت ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پرندوں کے بلانے کا حکم دیا گیا حالانکہ وہ پرندے مردہ ہی نہیں بلکہ ان کے اجزاء بھی منتشر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی غرق ہو جائے یا اس کا جسم سلامت نہ رہے اس کے باوجود بھی وہ سننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اگر ان پرندوں کا سننا محال ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسا حکم ہی نہ فرماتے اور پھر ان پرندوں کا آواز سن کر زندہ ہو جانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مردے سنتے ہیں۔

چنانچہ امام رازیؒ اس امر کی تصریح فرماتے ہیں:

قد احتج اصحابنا بهذه الاية على ان البنية ليست شرطا في صحة الحيوة تفسیر کبیر (۷: ۴۶)	ہمارے اصحاب نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ جسم کا محفوظ رہنا تحقیق حیات کے لئے شرط نہیں ہے۔
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج آل عمران (۳: ۴۹)	اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور برص (سفید داغ) والوں کو اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

اس آیت کریمہ سے صراحۃً یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے اور کتب تفاسیر میں ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے وقت **قم باذن اللہ** فرماتے۔ حضرت جب یہ الفاظ کہتے، مردہ کھڑا ہو جاتا۔ چنانچہ اولاً مردے کا لفظ قم سننا ثابت ہوا اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا معجزے کا

ظہور۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ○ الاعراف (۷:۷۷-۷۹)	صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا کہ اے صالح! جس عذاب کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے۔ وہ ہمارے پاس لے آ اگر در حقیقت تو مرسلین میں سے ہے۔ تو زلزلہ نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔ پس وہ اپنے گھروں میں تباہ و برباد ہو گئے پھر فوراً حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور (بڑی حسرت سے) کہا اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

استدلال

حضرت صالح علیہ السلام قوم کی ہلاکت کے بعد ان سے فوراً جدا ہو گئے اس پر دلیل لفظ "فا" ہے جو کہ تعقیب مع الوصل کے لئے آتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے فوراً بعد ان سے خطاب فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔

حدیث پاک سے تائید

حضور نبی اکرم ﷺ نے بدر کے مقتول کفار کو خطاب فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اطلع النبی ﷺ علی اهل القلیب فقال وجدتم ما وعدکم ربکم حقا	نبی اکرم ﷺ بدر کے کنویں میں پھینکے ہوئے مقتولین کفار پر جا کر کھڑے

Marfat.com

فقیل له تدعو امواتا قال ما انتم باسمع منهم ولکن لا یجیبون

صحیح البخاری (۱: ۸۳) کتاب الجنائز باب عذاب القبر)

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ
اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا
كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ
وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ
كٰفِرِيْنَ ○

الاعراف (۷: ۹۰-۹۳)

ہو گئے اور فرمایا کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچ پالیا ہے؟ تو آپ سے عرض کیا گیا آپ مردوں کو پکار رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دیتے (جو کہ تم کو سنائی دے سکے)۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافر گروہ نے دوسروں سے کہا "اگر تم شعیب کی اتباع کرو گے تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے" تو انہیں زلزلہ نے اپنے گھیرے میں لے لیا پس وہ اپنے گھروں میں تباہ و برباد ہو گئے جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (وہ ایسے مٹے) گویا کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی انہی کا نقصان ہوا پھر (اس تباہی و بربادی کے بعد شعیبؑ) ان سے منہ پھیر کر چلے اور (لاشوں کے انبار کو مخاطب کر کے کہا) اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کے احکامات پہنچا دیئے اور تمہیں نصیحت کر دی۔ تو اب کفر کرنے والوں پر کیونکر افسوس

Marfat.com

کروں؟

استدلال

اس آیت کریمہ میں بھی لفظ فاء ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی ہلاکت کے فوراً بعد ان سے جدا ہو گئے اور ان کو خطاب کر کے یہ الفاظ کہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں ورنہ یہ فعل عبث ہو گا جس کا وقوع نبی سے ممکن نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی تعلیم ہے کہ جب تم قبرستان میں سے گزرو تو مسلمان مُردوں کو سلام کیا کرو۔ اس سلام اور خطاب کے بارے میں علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

وھذا السلام والخطاب والنداء لموجود یسمع ویخاطب ویعقل

(الروح: ۱۴)

یہ سلام، خطاب اور ندا موجو مردہ کے لئے ہے کہ وہ سنتا ہے۔ گفتگو کرتا ہے اور سمجھتا ہے۔

دوسرے مقام پر یوں کہتے ہیں:

فان السلام علی من لایشعر ولایعلم بالمسلم محال

(الروح: ۱۴)

مسلمان کو ایسے آدمی سے سلام کہنا محال ہے جو کہ جاننے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ○ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ۔

فاطر(۳۵: ۲۲۔ ۲۳)

بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہے اور آپ کو سنانے والے نہیں ہیں جو کہ قبروں میں ہیں آپ صرف (عذاب خداوندی سے) ڈرانے والے ہیں۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ چاہے تو مردوں کو سنا سکتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مردے سن سکتے ہیں اور سننے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اللہ کے چاہنے کے بغیر کوئی سنا نہیں سکتا کیونکہ کوئی بھی چیز اللہ کے اذن کے بغیر اور اللہ کے ارادے کے بغیر نہیں ہو سکتی ہاں اگر رسول اللہ ﷺ یا کسی

Marfat.com

اور ہستی کو اذن ہو تو پھر ایسا ممکن ہے۔

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔

الحج (۲۲:۲۷)

اے ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں حج کا اعلان کردو' وہ تمہارے پاس حاضر ہوں گے پیدل چل کر اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو کہ دور دراز کی مسافت طے کر کے آتی ہے۔

اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا تو تمام انسانوں نے خواہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے' اس کا جواب دیا۔ تو اس نص قرآنی سے یہ بات متحقق ہو گئی کہ انسان تخلیق سے پہلے بھی سماع خطاب کی صلاحیت رکھتا ہے تو قبروں میں موجود اجسام کے لئے بطریق اولی سماع خطاب کا ثبوت ملتا ہے۔

استدلال

آیات مذکورہ میں کافروں کے علاوہ جانوروں کے لئے بھی سماع کا ثبوت ہے اور سماع' احساس اور شعور کے بغیر ممکن نہیں اور احساس اور شعور حیات کا تقاضا کرتے ہیں اگر کافر اور مشرک کو ان کے حسب حال حیات حاصل ہوتی ہے۔ تو ایک مومن کو یقیناً اس سے بلند درجہ حیات حاصل ہو گی۔

مومن کی حیات طیبہ

گزشتہ بحث میں اکثر آیات قرآنیہ سے جب ایک کافر اور مشرک کے لئے بھی حیات برزخ ثابت ہوتی ہے تو ایک مومن کے لئے تو پھر حیات برزخ بدرجہ اولی ثابت ہو گی لیکن قرآن حکیم میں ایک مقام پر بطور خاص مومن کی فقط حیات ہی نہیں بلکہ حیات طیبہ (پاکیزہ زندگی) کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج

جس مرد یا عورت نے نیک اعمال کیے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ

Marfat.com

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

النحل (۱۶:۹۷)

زندگی ضرور عطا کریں گے اور ہم یقیناً انہیں جو وہ اعمال کرتے رہے اس سے بہتر اجر عطا کریں گے۔

استدلال

یہاں فلنحیینہ پر "فا" داخل ہے جو تعقیب مع الوصل کا تقاضا کرتی ہے (اور وہ پہلی چیز کے فوراً بعد کسی چیز کا پایا جانا ہے) تو یہاں ایمان اور عمل صالح کا بیان کر کے فرمایا کہ ہم ان کو فوراً پاکیزہ زندگی عطا کریں گے ظاہر ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے فوراً بعد حیات برزخی ہوگی نہ کہ قیامت کے روز کی زندگی اور پھر اس آیہ کریمہ میں کلام کو لام تاکید اور نون تاکید بلکہ نون ثقیلہ سے موکد لایا گیا ہے کہ ہم یقیناً اور ضرور بالضرور انہیں پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

شہداء کے لئے حیات برزخی

۱۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

البقرہ (۲:۱۵۴)

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔

۲۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ

آل عمران (۳:۱۶۹-۱۷۰)

اور ان لوگوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں اور ان انعامات پر وہ خوش ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں اور بشارتیں پاتے ہیں ان لوگوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے (اور) پیچھے رہ گئے ہیں کہ ان پر کچھ خوف

Marfat.com

اور غم نہیں ہے۔

استدلال

ان دونوں آیات کریمہ سے بھی حیات برزخی کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ کفار کے مقابلے میں میدان جنگ میں جان دے کر اس دار فانی سے رحلت فرمانے والے شہداء کی دنیوی زندگی کی اختتام کو پہنچ چکی اور اخروی حیات سب کو حاصل ہے لہٰذا شہید کے لئے اس مقام پر جو حیات ثابت کی گئی ہے وہ حیات برزخی ہے۔ دوسری آیت میں اس پر تاکید بھی موجود ہے۔ **اَلَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ** ہمارے استدلال پر دلیل ہے کیونکہ قیامت کے روز سب اکٹھے ہوں گے' اس وقت پیچھے رہنے والے بھی نہیں ہوں گے اس لئے اس موت سے مراد حیات برزخی ہی ہوگی اور جب یہ چیز ثابت ہوگئی کہ حیات برزخی مراد ہے تو اب **یرزقون** (رزق عطا کیا جانا) **فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ** (اللہ کی عطا پر ان کا خوش ہونا) **و یستبشرون** کے الفاظ حیات پر صراحتہً دلالت کرنے والے ہوں گے۔

شہداء کے اجسام سلامت رہتے ہیں

اللہ کے برگزیدہ بندوں کے اجسام بھی سلامت رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعض شہداء کے اجسام سلامت رہنے کا مشاہدہ بھی ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معصعہؓ فرماتے ہیں:

انه بلغه ان عمرو بن الجموح و عبد الله بن عمرو الانصاريين كانا قد حضر السيل قبرهما و كان قبرهما مما يلي السيل و كانا في قبر واحد وهما من استشهد يوم احد فحفرا ليغيرا من مكانهما فوجدا لم يتغيرا كانهما ماتا بالامس و كان احدهم قد	انہیں خبر پہنچی کہ عمرو بن جموح اور عبد اللہ بن عمر دونوں انصاری صحابی تھے سیلاب نے ان دونوں کی قبروں کو کھود ڈالا اور دونوں کی قبریں سیلاب بہنے کی جگہ کے قریب تھیں اور وہ دونوں ایک ہی قبر میں تھے اور غزوہ احد کے روز شہید ہونے والوں میں سے تھے۔

Marfat.com

جرح فوضع يده علی جرحه فدفن وهو كذالک فاميطت يده عن جرحه ثم ارسلت فرجعت كما كانت وكان بين احد وبين يوم حفر عنهما ست واربعون سنة

(موطا امام مالکؒ
شرح الصدور: ۱۳۳)

پس ان دونوں کی قبر کو کھودا گیا تاکہ ان کو اس جگہ سے تبدیل کیا جائے پس ان دونوں کو ایسے پایا جیسے انہوں نے کل ہی انتقال کیا ہو اور ان میں سے ایک زخمی تھے اس لئے انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا انہیں اسی حالت میں دفن کردیا گیا اور وہ اسی حالت میں تھے (زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا) پس جب ان کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو پہلے کی طرح پھر واپس لوٹ گیا اور غزوہ احد اور ان دونوں کی قبریں کھودنے کے دن کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شہیدوں کے بدن کو بھی اللہ تعالیٰ سلامت رکھتا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں ذہن میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ حیات مومن کو بھی حاصل ہے بلکہ کافر کو بھی حاصل ہے تو اگر شہداء کو بھی حاصل ہو تو اس میں ان کی خصوصیت کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دوسروں کو بھی حیات تو حاصل ہوتی ہے لیکن ان پر مردوں کے احکام بھی جاری ہوتے ہیں مثلاً نہلانا وغیرہ لیکن شہداء پر یہ احکامات بھی جاری نہیں ہوتے بلکہ شوافع کے نزدیک تو ان پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھیں گے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ شہداء جب زندہ ہیں تو زندہ کا جنازہ کیسا؟ جنازہ تو مردہ کا ہوتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مردہ کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

Marfat.com

باب سوم

حیاتِ برزخی
احادیث کی روشنی میں

Marfat.com

گزشتہ باب میں ہم نے قرآنی آیات کی روشنی میں حیات برزخی کا ثبوت بیان کیا۔ اب ہم حدیث مبارکہ کی روشنی میں حیات برزخی کا ثبوت بیان کررہے ہیں۔ اس لئے وہ احادیث جن سے حیات برزخی کا ثبوت ہوتا ہے ان میں سے بعض کا تذکرہ مختلف عنوانات کے تحت کررہے ہیں۔

عذاب قبر

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی تو اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور کہا اللہ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر کے عذاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

نعم عذاب القبر حق

ہاں عذاب قبر حق ہے۔

(صحیح البخاری ۱: ۱۸۳ کتاب الجنائز باب عذاب القبر)

۲۔ حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ

یثبت اللّٰہ الذین امنوا نزلت فی عذاب القبر

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اهل القبور یعذبون فی قبورهم عذابا تسمعه البهائم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل قبور کو عذاب دیا جاتا ہے جسے چارپائے سنتے ہیں۔

(شرح الصدور: ٦٦)

Marfat.com

۴۔ ام مبشرؓ سے مروی ہے: میں نے عرض کیا

یارسول اللہ وانھم لیعذبون فی قبورھم قال نعم عذابا تسمعہ البھائم

(شرح الصدور: ۶۷)

یارسول اللہ ﷺ ! کیا اہل قبور عذاب دیئے جاتے ہیں؟ فرمایا ہاں انہیں ایسا عذاب دیا جاتا جس کو چوپائے سنتے ہیں۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

مر النبی ﷺ بقبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان لا یستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمۃ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا نصفین فغرز فی کل قبر واحدۃ فقالوا یارسول اللہ لما صنعت ھذا قال لعلہ یخفف عنھما مالم ییبسا

(صحیح البخاری، ۱: ۳۵، کتاب الوضوء)

رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور یہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جارہے بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لے کر دو ٹکڑے کردیئے اور ہر ایک کی قبر پر رکھ دیئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟" آپ نے فرمایا "جب تک یہ دونوں ٹکڑے خشک نہیں ہوں گے ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

۶۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ یسلط علی الکافر فی قبرہ تسعۃ وتسعون تنینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط

Marfat.com

تلدغه حتى تقوم الساعة" فلو ان تنينا منها نفخ بالارض ما نبتت خضراء

کر دیئے جائیں گے جو اسے قیامت تک ڈستے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اگے۔

مسند احمد بن حنبل (۳:۳۸)

۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خرجنا مع رسول الله ﷺ يوما الى سعد بن معاذ حين توفى فلما صلى عليه رسول الله ﷺ ووضع فى قبره وسوى عليه سبح رسول الله ﷺ فسبحنا طويلا ثم كبر فكبرنا فقيل يا رسول الله ﷺ لم سبحت ثم كبرت قال لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره حتى فرجه الله عزوجل عنه

مسند احمد بن حنبل (۳:۳۶۰)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے جب انہوں نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے جب ان پر نماز جنازہ پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی برابر کر دی گئی تو نبی ﷺ نے تسبیح پڑھی ہم نے بھی پڑھی، پھر تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ﷺ اولا تسبیح اور پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ فرمایا "اس نیک بندے پر ان کی قبر تنگ ہوئی تھی حتی کہ اللہ نے کشادہ کر دی"۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ

بينما النبى ﷺ فى حائط لبنى النجار على بغلة" له ونحن معه اذ حادت به فكادت تلقيه واذا اقبر ستة" او خمسة" او اربعة" قال كذا كان يقول الجريرى فقال من يعرف

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا خچر بدکا قریب تھا کہ آپ کو گرا دیتا۔ وہاں چھ یا پانچ یا چار ابن علیہ

Marfat.com

اصحاب ھذہ الاقبر فقال رجل انا قال فمتی مات ھولاء قال ماتوا فی الاشراک فقال ان ھذہ الامۃ تبتلی فی قبورھا فلولا ان لا تدافنوا اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ

صحیح مسلم (۲ : ۳۸۶) کتاب الجنۃ - باب عرض مقعد المیت من الجنۃ۔

کہتے ہیں کہ جریری اسی طرح کہا کرتے تھے قبریں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "ان قبروں کو کون جانتا ہے؟ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا "یہ کب مرے؟" عرض کیا "زمانہ شرک میں" تب فرمایا کہ یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم عذاب قبر کو سننے کے بعد میتوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا وہ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے جیسا کہ میں سن رہا ہوں۔

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال ان المیت یصیر الی القبر فیجلس الرجل الصالح فی قبرہ غیر فزع ولا مشعوب فیفرج لہ فرجۃ قبل النار فینظر الیھا یحطم بعضھا بعضا فیقال لہ انظر الی ما وقاک اللہ ثم یفرج لہ قبل الجنۃ فینظر الی زھرتھا وما فیھا فیقال لہ ھذا مقعدک

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر القبر والبلی)

حضور ﷺ نے فرمایا بیشک جب مردہ قبر میں پہنچتا ہے تو وہ صالح اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے نہ گھبرایا ہوا نہ پریشان پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ وہ ادھر دیکھتا ہے کہ بعض بعضوں کو کچل رہے ہیں (بہت زیادہ آگ ہے) اس سے کہا جاتا ہے کہ ادھر دیکھو جس سے اللہ نے تجھے بچا لیا ہے۔ پھر جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے

Marfat.com

تو وہ اس کی تروتازگی کی طرف دیکھتا
ہے اور جو کچھ اس میں ہے۔ پھر اس
سے کہا جاتا ہے۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔
(جبکہ کافر پریشان ہوگا۔ اس کے لئے
پہلے جنت کی اور پھر دوزخ کی اسی
طرح کھڑکی کھولی جاتی ہے اور کہا جاتا
ہے کہ یہ جہنم تیرا ٹھکانہ ہے۔

قبر۔ جنت کا باغ بھی' دوزخ کا گڑھا بھی

قال رسول اللہ ﷺ انما القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

سنن الترمذی (۲:۶۹) کتاب صفۃ القیامۃ

حضور ﷺ کا قبر کو جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا فرمانا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ قبر میں گناہوں کے سبب آدمی کو عذاب دیا جاتا ہے اور نیکیوں کے سبب آدمی پر انعام واکرام ہوتا ہے اور یہ کیفیت حیات کا تقاضا کرتی ہے۔

موت کے بعد انسان پر صبح وشام جنت یا جہنم کا ٹھکانہ پیش ہوتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اھل الجنۃ فمن اھل الجنۃ وان کان من اھل النار فمن اھل النار فیقال ھذا مقعدک

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو صبح وشام اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہے تو دوزخ کا

Marfat.com

حتی یبعثک اللہ یوم القیامۃ"

صحیح البخاری (۱: ۱۸۴) فی کتاب الجنائز باب المیت یعرض علیہ مقعدہ

ٹھکانہ۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تا آنکہ قیامت کے روز اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

قبر میں سوال جواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ ﷺ اذ قبر المیت او قال احدکم اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدھما المنکر والاخر النکیر فیقولون ما کنت تقول فی ھذا الرجل فیقول ما کان یقول ھو عبد اللہ ورسولہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فیقولان قد کنا نعلم انک تقول ھذا ثم یفسح لہ فی قبرہ سبعون ذراعا فی سبعین ثم ینور لہ فیہ ثم یقال لہ نم فیقول ارجع الی اھلی فاخبرھم فیقولان لہ نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اھلہ الیہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذالک وان کان منافقا قال سمعت الناس یقولون قلت مثلہ لا ادری فیقولان قد کنا نعلم انک تقول ذالک فیقال للارض التامی علیہ فتلتام علیہ فتختلف اضلاعہ فلا یزال

حضور ﷺ نے فرمایا جب میت قبر میں رکھی جاتی ہے یا تم میں سے کسی ایک کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے سیاہ رنگ نیلگوں آنکھوں والے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ پس وہ دونوں میت سے کہتے ہیں کہ تو اس محترم ذات (حضور اقدس ﷺ) کے متعلق کیا نظریہ اور عقیدہ رکھتا تھا وہ شخص وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ "وہ اللہ کے عبد خاص اور رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے خاص عبد اور رسول ہیں"۔ پس وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہ جواب دے گا پھر اس (بندہ مومن) کی قبر میں ستر ستر

فیھا معذبا حتی یبعثہ اللّٰہ من مضجعہ ذالک

سنن ترمذی (۱: ۱۲۷) ابواب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

ہاتھ توسیع کردی جاتی ہے۔ پھر اس میں نورانیت پیدا کردی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے سوجا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے اہل وعیال کی طرف جاتا ہوں اور انہیں (اپنے انجام کی) خبر دیتا ہوں۔ پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ دلہن کی طرح سو جاؤ جسے سوائے اپنے محبوب ترین اہل کے سوا کوئی نہیں اٹھاتا ہے (پس وہ شخص اس طرح آرام کرے گا) حتیٰ کہ اسے اللہ (قیامت کے روز) اس کی آرام گاہ سے اٹھائے گا اور اگر منافق ہو تو فرشتوں کو جواب دیتا ہے "میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا۔ میں حقیقت حال سے بے خبر ہوں"۔ فرشتے کہتے ہیں "ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا" پس زمین قبر کو حکم دیا جائے گا کہ اس پر سکڑ جا۔ پس زمین اس پر یوں سکڑ جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں اور اسے قبر میں ہمیشہ عذاب دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اسے قبر سے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

Marfat.com

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربک فیقول ربی الله فیقولان له ما دینک فیقول دینی الاسلام فیقولان له ماهذا الرجل الذی بعث فیکم قال فیقول هو رسول الله ﷺ وما یدریک فیقول قرأت کتاب الله فامنت به وصدقت زاد فی حدیث جریر فذالک قول الله تعالیٰ یثبت الله الذین اٰمَنُوْا بالقول الثابت فی الحیٰوة وفی الآخرة ثم اتفقا قال فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی فافرشوه من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا الی الجنة قال: فیاتیه من روحها وطیبها قال ویفتح له فیها مد بصره: قال وان الکافر فذکر موته قال وتعاد روحه فی جسده ویاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان: من ربک؟ فیقول: هاه هاه لاادری فیقولان له مادینک؟ فیقول هاه هاه لاادری' فیقولان له ما هذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول هاه هاه لاادری' فینادی مناد من السماء

(میت کو دفنا دینے کے بعد) مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں پھر اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اسلام۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جو تم میں بھیجے گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے "آپ رسول اللہ ﷺ ہیں" فرشتے کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا اسے سچا جانا۔ حدیث جریر میں یہ بھی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یثبت اللہ الذین امنوا ---- الخ پھر دونوں متفق ہو گئے فرمایا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہٰذا اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو' اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کی طرف جنت کا دروازہ کھول دو۔ پس کھول دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس تک جنت کی ہوا آتی ہے اور جنت کی خوشبو آتی ہے اور تاحد نظر قبر میں فراخی کردی

Marfat.com

ان كذب فافرشوه من النار البسوه
من النار وافتحوا له بابا الى النار' قال
فياتيه من حرها وسمومها قال:
ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه
اضلاعه زاد فی حديث جرير قال ثم
يقيض له اعمى وابكم معه مرزبة من
حديد' لو ضرب بها جبل لصار ترابا
فيضرب بها ضربة يسمعها مابين
المشرق والمغرب الا الثقلين فيصير
ترابا ثم تعاد فيه الروح

سنن ابی داؤد (۲:۳۰۶) فی کتاب السنۃ
باب المسئلۃ فی القبر وعذاب القبر

جاتی ہے۔ کافر کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر وہ اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مجھے تو معلوم نہیں۔ دونوں کہتے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مجھے تو معلوم نہیں پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ' آگ کا لباس پہناؤ اور اس کی طرف آگ کا دروازہ کھول دو۔ فرمایا اس تک وہاں کی گرمی اور لو آتی ہے فرمایا اس پر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ حدیث جریر میں یہ بھی ہے کہ اس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرہ ہے۔ اس کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے جس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے پھر وہ اس کی ایک چوٹ مارتا تو اس کی آواز کو جنوں اور انسانوں

کے سوا مشرق و مغرب تک سب سنتے ہیں اور وہ آدمی مٹی ہو جاتا ہے پھر دوبارہ اس میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔

خلاصۂ استدلال

سابقہ آیات واحادیث سے میت کے لئے عذاب وثواب کا متحقق ہونا واضح طور ثابت ہوگیا ہے اور ثواب وعذاب ادارک وشعور کے بغیر ممکن نہیں اور ادراک وشعور حیات کا مقتضی ہے ورنہ آیات واحادیث سے ثابت درج ذیل:

۱۔ فرشتوں کا سوال کرنا۔

۲۔ میت (خواہ کافر ہو یا مومن) کا فرشتوں کے سوالات کے جواب دینا۔

۳۔ قبر کی ستر گز یا تاحد نظر توسیع ہونا۔

۴۔ قبر کا تنگ ہونا۔

۵۔ مردے کی پسلیوں کا باہم ایک دوسرے میں دھنس جانا۔

۶۔ میت پر سانپوں کا مسلط ہونا اور ڈسنا۔

۷۔ میت کے لئے جنت کا بستر بچھانا اور لباس پہنانا۔

۸۔ جنت کی طرف سے خوشبو آنا اور دوزخ کی طرف سے بدبو آنا۔

۹۔ آگ کا بچھونا بچھانا اور آگ کا لباس پہنانا۔

۱۰۔ فرشتوں کا گرزوں سے میت کو مارنا۔

۱۱۔ منافق کا قبر میں پریشان ہونا۔

اور اس کے علاوہ دوسرے امور کا کیا فائدہ؟ اس لئے برزخ میں احساس وشعور کا تسلیم کرنا واجب ہے ورنہ ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی تکذیب لازم آئے گی۔

میت غسل دینے والے اور کفن پہنانے والے کو پہچانتی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان المیت یعرف من یغسلہ ویحملہ ویکفنہ ومن یدلیہ فی حفرتہ

(شرح الصدور:٣٩)

بے شک میت اپنے غسل دینے والوں اٹھانے والوں، کفن پہنانے والوں اور قبر میں ڈالنے والوں کو جانتی ہے۔

حضرت عمر بن دینارؒ فرماتے ہیں:

مامن میت یموت الا وھو یعلم مایکون فی اھلہ بعدہ وانھم لیغسلونہ ویکفنونہ وانہ لینظر الیھم

(شرح الصدور:٣٩)

جو آدمی بھی فوت ہو جاتا ہے وہ ان تمام امور کو جانتا ہے جو اس کے بعد ہوتے ہیں اور بیشک جو لوگ اسے غسل دے رہے ہوتے ہیں اور کفن پہنا رہے ہوتے ہیں میت ان کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے۔

میت، جنازہ اٹھتے وقت پکارتی ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا وضعت الجنازہ واحتملھا الرجال علی اعناقھم فان کانت صالحۃ قالت، قدمونی، وان کانت غیر صالحۃ قالت: یاویلھا این تذھبون بھا یسمع صوتھا کل شیء الا الانسان فلو سمعہ لصعق

صحیح البخاری (١: ٧۵) کتاب الجنائز باب حمل الرجال الجنازۃ دون النساء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور جب آدمی اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں پس اگر وہ (میت) نیک ہو تو کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے جاؤ اور اگر وہ نیک نہ ہو تو وہ کہتی ہے "ہائے افسوس تم کہاں لے جا رہے ہو" اس آواز کو انسانوں کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان اس کو سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

Marfat.com

مردوں سے زندوں کی طرح حیا کرنا

سلیم بن عتر رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:

انہ مر علی مقبرۃ وھو حاقن قد غلبہ البول فقیل لہ: لو نزلت فبلت' قال: سبحان اللہ' واللہ انی لاستحیی من الاموات کما استحیی من الاحیاء

(شرح الصدور: ۱۲۵)

وہ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے اور پیشاب نے ان پر غلبہ کیا ہوا تھا ان سے عرض کیا گیا کہ آپ اتر کر پیشاب کرلیں۔ انہوں نے کہا' "سبحان اللہ! خدا کی قسم میں مردوں سے اسی طرح حیاء کرتا ہوں جس طرح زندہ لوگوں سے"۔

معلوم ہوا کہ مردہ شعور وادراک رکھتا ہے ورنہ اس سے شرمانے کا کیا معنی؟ مردوں سے حیاء کرنا ان کے شعور وادراک پر دلالت کرتا ہے اور شعور وادراک ان کی حیات پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ ابن قیم اس حدیث کو بیان کرکے آخر میں کہتے ہیں:

ولولا ان المیت یشعر بذالک لما استحیا منہ

(الروح: ۱۲)

اور اگر میت کو ان چیزوں کا شعور نہ ہوتا تو وہ قبرستان میں قضائے حاجت کرنے سے نہ شرماتے۔

آہ وبکا سے میت کو قبر میں عذاب

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان المیت یعذب بالنیاحۃ علیہ فی قبرہ

بے شک میت پر رونے کے سبب اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔

شرح الصدور: (۱۲۴۔۱۲۵)

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا کہ عذاب ادراک وشعور کے بغیر متصور نہیں اور

Marfat.com

جب اس سے شعور ثابت ہوا تو حیات بھی ثابت ہو گئی۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کہ وہ قریب الرگ تھے اور وہ اپنے بیٹے کو وصیت کر رہے تھے:

فاذا انا مت فلا تصحبنی نائحۃ ولانار فاذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ماتنحی جزور ویقسم لحمها حتی استانس بکم وانظر ماذا اراجع بہ رسل ربی

صحیح مسلم (۱:۷٦) کتاب الایمان باب کون الاسلام یعدم ما قبلہ

جب میں فوت ہو جاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی عورت میرے ساتھ نہ چلے اور نہ کوئی آگ میرے ہمراہ لائی جائے جب مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر پر اتنی دیر کھڑے ہونا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور اپنے رب کے بھیجے ہوئے ملائکہ کو ان کے سوالوں کے جواب دے سکوں۔

میت کو صیغہ خطاب سے سلام کہنا

حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں:

مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیھم بوجھہ فقال السلام علیکم یااھل القبور یغفر اللہ لکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر

(شرح الصدور: ۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی قبروں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "سلام ہو تم پر اے اہل قبور! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تم سے بعد میں آنے والے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مر رسول اللّٰہ ﷺ علی مصعب بن عمیر حین رجع من احد فوقف علیہ وعلی اصحابہ فقال اشهد انكم احياء عند اللّٰہ فزوروهم وسلموا عليهم فو الذی نفسی بيده لايسلم عليهم احد الا ردوا عليه الى يوم القيامة"

(شرح الصدور: ۸۴)

رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے واپسی کے وقت مصعب بن عمیر کی قبر کے پاس سے گزرے تو ان کی اور ان کے اصحاب کی قبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے ہاں زندہ ہو پس تم ان کی زیارت کرو اور ان کو سلام کہو! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ان پر جب بھی کوئی سلام کرتا ہے تو یہ اس کا جواب دیتے ہیں (یہ دستور قیامت تک رہے گا)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كلما كان ليلتها من رسول الله ﷺ يخرج من اخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مومنين واتاكم ماتوعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء اللّٰہ بكم لاحقون اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد

(مشکوٰۃ: ۱۵۴)

جب کبھی رسول اللہ ﷺ کی رات میرے ہاں ہوتی آپ رات کے آخری حصے میں جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے "سلام ہو تم پر اے قوم مومنین جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تمہارے پاس آچکا قیامت کے دن تک تمہیں مہلت دی گئی ہے اور ہم بے شک انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال اذا مررت بالقبور وقد کنت تعرفهم فقل السلام علیکم یااصحاب القبور واذا مررت بالقبور لاتعرفهم فقل السلام علی المسلین

(شرح الصدور: ۹۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو ایسی قبور سے گزرے کہ جن کو تو جانتا تھا تو کہہ! السلام علیکم یا اہل القبور! اور جب تو ایسی قبور کے پاس سے گزرے جن کو تو نہیں جانتا تو یہ کہہ السلام علی المسلمین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال ابو رزین یارسول اللّٰہ ان طریقی علی الموتی فهل من کلام اتکلم به اذا مررت علیهم' قال: قل السلام علیکم یااهل القبور من المسلمین والمومنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا انشاء اللّٰہ بکم لاحقون قال ابو رزین یسمعون؟ قال: یسمعون ولکن لایستطیعون ان یجیبوا۔ قال یا ابا رزین! الا ترضی ان یرد علیک بعددهم من الملائکة۔

مرقاۃ (۴:۱۱۶)

حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا آنے جانے کا راستہ قبرستان میں سے ہے کیا کوئی ایسا کلام ہے جسے میں قبروں میں سے گزرتے ہوئے پڑھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو اے مسلمان مومن اہل قبور تم پر سلامتی ہو تم ہمارے اسلاف ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں اور ہم انشاء اللہ تمہیں آملیں گے"۔ ابو رزین نے پوچھا یارسول اللہ! کیا وہ (اموات اور اہل قبور) سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ سنتے ہیں لیکن جواب کی استطاعت نہیں رکھتے اور فرمایا ابو رزین کیا تو اسے پسند نہیں کرتا کہ اہل قبور کی گنتی و شمار کے مطابق ملائکہ تجھے جواب دیں۔

Marfat.com

ملا علی قاری" اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

ای جوابا یسمعہ الحی والا فھم یردون حیث لانسمع

مرقاۃ (۴: ۱۱۶)

وہ ایسا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے جسے زندہ سن سکے مگر یہ کہ وہ سلام کو لوٹاتے ہیں لیکن ہم نہیں سنتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قلت کیف اقول یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: قولی السلام علی الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون

سنن نسائی (۱: ۲۸۷) کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمومنین

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (میں زیارت قبور کے وقت) کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا تم کہو، سلام ہو اہل دیار مومنوں اور مسلمانوں پر اور اللہ ہمارے اسلاف اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

استدلال

مذکورہ بالا احادیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب بھی اہل ایمان کسی قبر کے پاس جائے گا تو السلام علیکم، بعینہٖ خطاب کرے گا اور خطاب اسے کیا جاتا ہے جو کہ سننے کی صلاحیت رکھتا ہو اور سمجھنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو اور یہ قدرت بغیر حیات کے ناممکن ہے۔ چنانچہ اس پر تصریحات ملاحظہ فرمایئے۔

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

ھذا خطاب لمن یعقل ویسمع ولولا ذالک لکان ھذا الخطاب بمنزلۃ خطاب المعدوم والجماد السلف

یہ انداز خطاب اس آدمی کے لئے ہوتا ہے جو کلام کو سنتا اور سمجھتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو (کہ اہل قبور میں سننے اور

مجمعون علی ھذا وقد تواترت الاثار عنھم بان المیت یعرف زیارۃ الحی ویستبشر بہ
(الروح:۱۰)

سمجھنے کی صلاحیت موجود نہ ہو) تو یہ خطاب بمنزلہ معدوم اور جمادات کے ہوتا (جو کہ غیر معقول ہے) حالانکہ اسلاف کا اس بات پر اجماع ہے اور ان سے تواتر کے ساتھ آثار وروایات مروی ہیں کہ میت لوگوں کی زیارت کو جانتا ہے اور اس کی وجہ سے خوش ہوتا ہے۔

امام سیوطی "شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

قال ابن القیم الاحادیث والاثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم بہ المزور (المیت) وسمع کلامہ وانس بہ ورد سلامہ علیہ
(شرح الصدور: ۹۴)

ابن قیم نے کہا کہ احادیث اور آثار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جب زیارت کرنے والا آتا ہے تو جس کی زیارت کی گئی وہ (میت) اسے جان لیتا ہے اور اس کا کلام سنتا ہے اور اس کے ساتھ انس حاصل کرتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

اور دوسرے مقام پر لکھا:

قد شرع ﷺ لامتہ ان یسلموا علی اھل القبور سلام من یخاطبون فمن یسمع ویعقل
(شرح الصدور: ۹۴)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لئے اہل قبور پر سلام دینے کا جو طریقہ مسنون فرمایا وہ ایسے لوگوں کو سلام دینے والا انداز واسلوب ہے جو کہ سنتے اور سمجھتے ہوں۔

میت قدموں کی آہٹ کو بھی سنتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم

صحیح البخاری (۱: ۱۸۳) کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس لوٹ جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

زندہ' میت سے زیادہ سننے والے نہیں

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اھل القلیب فقال: ماوجدتم ماوعدکم ربکم حقا۔ فقال لہ تدعو اموا تا قال ماانتم باسمع منھم ولکن لایجیبون

صحیح البخاری (۱: ۸۳) کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنویں میں پھینکے ہوئے کفار مقتولین پر کھڑے ہوگئے۔ پس آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو صحیح اور سچا نہیں پایا؟ تو آپ سے عرض کیا گیا آپ مردوں کو سناتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنا مع عمر بین مکۃ والمدینۃ ثم انشاء یحدثنا من اھل بدر فقال ان رسول اللہ کان یرینا مصارع اھل بدر بالامس یقول: ھذا مصرع فلان

ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے مکہ اور مدینہ کے مابین پھر آپ نے ہمیں اہل بدر کے متعلق حدیث بیان فرمائی پس فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

غدا انشاء اللہ' قال فقال عمر: فوالذی بعثہ بالحق ما اخطوا الحدود التی حد رسول اللہ ﷺ قال فجعلوا فی بئر بعضھم علی بعض فانطلق رسول اللہ ﷺ حتی انتھی الیھم قال یافلان بن فلان ویافلان بن فلان ھل وجدتم ماوعدکم اللہ ورسولہ حقا فانی قد وجدت ماوعدنی اللہ حقا قال عمر: یارسول اللہ ﷺ کیف تکلم اجسادا لاارواح فیھا قال: ماانتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لایستطیعون ان یردوا علی شیئا

صحیح مسلم (۲: ۳۸۷) کتاب الجنۃ - باب عرض مقعد المیت من الجنۃ

ہمیں کفار کے ساتھ لڑائی شروع ہونے سے پہلے روز قتل ہونے والے کفار کی جائے ہلاکت دکھا رہے تھے۔ آپ فرماتے جاتے تھے کہ انشاء اللہ یہ کل فلاں کافر کا مقتل ہوگا اور یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان کفار کے متعلق جو حدود آپ نے متعین فرمائی تھیں وہ ان حدود سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہ گرے پھر ان کو ایک دوسرے کے اوپر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا تو رسول خدا ﷺ چلے حتی کہ ان کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا "اے فلاں ابن فلاں! کیا تم نے اس وعدہ کو پالیا جو اللہ نے اور اس کے رسول نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔ تحقیق میں نے اس وعدہ کو حق پایا جو اللہ تعالی نے میرے ساتھ کیا"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ! آپ ان اجسام کے ساتھ کیسے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں" آپ نے فرمایا جو کچھ بھی

Marfat.com

کہہ رہا ہوں تم مردہ کفار سے زیادہ نہیں سن رہے مگر یہ کہ وہ جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم قال یاتیہ ملکان فیقعدانہ فیقولان

صحیح مسلم (۳۸۶:۲) کتاب الجنہ باب عرض مقعد المیت من الجنہ الخ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کو دفن کرکے لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ تک سنتا ہے پس اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے اٹھا دیتے ہیں (پس اس سے سوال کرتے ہیں اور وہ اس کے جوابات دیتا ہے اور اگر منافق ہو تو افسوس ہائے افسوس کہتا ہے)

اس روایت میں فرشتوں کے سوالات پوچھنے کا بیان ہے اور وہ ان سوالات کے جوابات دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ سنتا ہے تو پھر اس کے بعد ہی جوابات دیتا ہے یا انکار کرتا ہے۔ پس یہ ادراک اور شعور حیات کا مقتضی ہے۔

میت سلام کا جواب دیتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام

شرح الصدور: ۸۴، طحاوی: ۴۱۲

کوئی شخص جب اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے صاحب قبر دنیا میں جانتا تھا پس سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

Marfat.com

زائر، میت کی دل لگی کا باعث ہوتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ مامن رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس ورد علیہ حتی یقوم

(شرح الصدور: ۸۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص جو کہ اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر یہ کہ وہ اس کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے اور وہ سلام کا جواب بھی دیتا ہے یہاں تک کہ وہ (زائر) کھڑا ہو جاتا ہے (یعنی وہ انس و سکون اس کے بیٹھنے تک رہتا ہے)۔

انہ قال انس مایکون المیت فی قبرہ اذا زارہ من کان یحبہ فی دار الدنیا

(شرح الصدور: ۸۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو میت سے دنیا میں محبت کرتا تھا جب وہ اس کی زیارت کرتا ہے تو یہ چیز اس میت کے لئے قبر میں سب سے زیادہ دل بہلانے والی ہوتی ہے۔

سلام کے وقت میت کی روح لوٹا دی جاتی ہے

حضور ﷺ فرماتے ہیں

مامن مسلم یمر علی قبر اخیہ کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا رد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام

(الروح: ۱۰)

جب بھی کوئی مسلمان اپنے ایسے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں جانتا ہو پس وہ اس پر سلام کہتا ہے تو اللہ اس میت پر اس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سلام کا جواب دیتا ہے۔

Marfat.com

میت، زائر کو دیکھتی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کنت ادخل بیتی الذی دفن فیہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی فاضع ثوبی فاقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر معھم فو اللّٰہ ما دخلت الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر

مسند احمد بن حنبل (۶: ۲۰۲)

میں حجرہ اقدس میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد آرام فرما ہیں۔ میں پردے کا اہتمام نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ میرے خاوند ہیں، اور باپ ہیں اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو میں حجرہ میں اچھی طرح پردہ کے بغیر ہرگز داخل نہ ہوتی حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے۔

اس حدیث سے دو امور ثابت ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عقیدہ کے مطابق بوقت زیارت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں دیکھتے تھے تو ان کو اس قدر پردے کے اہتمام کی ضرورت محسوس ہوئی تو معلوم ہوا کہ میت قبر میں بھی دیکھتی ہے اور دوسرا یہ کہ جب صلحاء و بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کا ارادہ کیا جائے تو وہاں بڑے شرم و حیا کا مجسمہ بن کر جانا چاہیے۔

میت کو زندوں کی طرح تکلیف محسوس ہوتی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت یوذیہ فی قبرہ ما یوذیہ فی بیتہ

(شرح الصدور: ۱۲۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میت کو ہر وہ چیز اذیت پہنچاتی ہے جو اس کو اس کے دنیوی گھر میں تکلیف پہنچاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال: کسر عظم المیت ککسرۃ حیا
(مشکوۃ: ۱۴۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیوتہ
شرح الصدور: ۱۲۶)

مومن کو حالت موت میں تکلیف دینا حالت حیات میں تکلیف دینے جیسا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لان اطاعلی جمرۃ او علی حد سیف حتی یخطف رجلی الی من ان امشی علی قبر رجل مسلم وما ابالی فی القبور قضیت حاجتی ام فی السوق بین ظھرانیہ والناس ینظرون
(شرح الصدور: ۱۲۵)

میرے نزدیک انگاروں پر پاؤں رکھنا یا تلوار کی دھار پر یہاں تک کہ وہ پاؤں قطع کر دے یہ چیز زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ کسی آدمی کی قبر پر پاؤں رکھوں اور مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا ہے کہ میں قبرستان کے اندر قضاء حاجت کروں یا بازار کے درمیان اس حال میں کہ لوگ دیکھ رہے ہوں۔

حضرت عمر بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رانی النبی ﷺ متکئا علی قبر فقال: لاتوذ صاحب ھذا القبر او لاتوذہ
(مشکوۃ: ۱۴۹)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر ٹیک لگائے دیکھا تو فرمایا اس صاحب قبر کو تکلیف نہ دو یا فرمایا اس کو تکلیف نہ دو"۔

مذکورہ احادیث میں مردے کو تکلیف پہنچانا اور ان کو تکلیف دینے سے روکنا

Marfat.com

مردوں کے شعور وادارک پر دلالت کرتا ہے اور شعور وادراک حیات کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتا۔

خواب پر اعتماد کرتے ہوئے وصیت کا جاری کرنا

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیٹی فرماتی ہیں:

لما کان یوم الیمامہ خرج مع خالد بن ولید الی مسیلمہ فلما التقوا وانکشفوا قال ثابت وسالم مولی ابی حذیفہ: ما ھکذا کنا نقاتل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حفر کل واحد لہ حفرۃ فثبتا وقاتلا حتی قتلا وعلی ثابت یومئذ درع لہ نفیسہ فمر بہ رجل من المسلمین فاخذھا فبینما رجل من المسلمین نائم اذا اتاہ ثابت فی منامہ فقال: لہ اوصیک بوصیہ فایاک ان تقول ھذا حلم فتضیعہ انی لما قتلت بالامس مربی رجل من المسلمین فاخذ درعی ومنزلہ فی اقصی الناس وعند خبائہ فرس یستن فی طولہ وقد کفا علی الدرع برمہ وفوق البرمہ رجل فات خالدا فمرہ ان یبعث الی درعی فیاخذھا واذا قدمت المدینہ علی خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی

جنگ یمامہ کا دن تھا میرے والد حضرت خالد بن ولید کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی طرف نکلے۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ہوئے ثابت بن قیس بن شماس اور سالم مولی ابی حذیفہ نے کہا "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں لڑ رہے تھے پھر ایک نے اپنے لئے گڑھا کھود لیا اور اس میں کھڑے ہو کر دونوں نے ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ دونوں شہید ہو گئے اور اس دن حضرت ثابت کے بدن پر ایک نفیس زرہ تھی مسلمانوں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اس نے زرہ اتار لی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ایک مسلمان کو جبکہ وہ سو رہا تھا خواب میں ملے اور فرمایا "میں تجھ کو ایک وصیت کر رہا ہوں۔ اس بات سے ڈر کہ تو اس کو محض خواب کے

Marfat.com

ابابکر الصدیق فقل لہ ان علی من الدین کذا و کذا وفلان من رقیقی عتیق وفلان فاتی الرجل خالدا فاخبرہ فبعث الی الدرع فاتی بھا وحدث ابابکر برویاہ فاجاز وصیتہ

(الروح: ۲۳۔۲۴)

اور ضائع کردے۔ جب میں گزشتہ دن شہید ہوگیا تو میرے پاس سے ایک آدمی گزرا اس نے میری زرہ اتار لی۔ اس آدمی کا گھر آبادی کے آخر میں ہے اور اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا اپنی رسی کے ساتھ بندھا ہوا چر رہا ہے اس شخص نے زرہ کے اوپر ہنڈیا الٹی رکھی ہوئی ہے اور ہنڈیا کے اوپر پالان رکھا ہوا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیجئے کہ میری زرہ کے لئے آدمی بھیج کر اسے وصول فرمالیں نیز جب مدینہ طیبہ میں خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان سے عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے اسے اتارا جائے اور میرے غلاموں میں فلاں فلاں غلام آزاد ہیں" وہ شخص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا حضرت خالد نے آدمی بھیجے اور زرہ منگوائی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

درخواست پیش کی تو آپ نے ان کی وصیت کو نافذ کردیا۔

اس روایت سے دیکھنا بھی ثابت ہوا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو زرہ اتارتے ہوئے دیکھا کہ فلاں فلاں آدمی ہے اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اس خواب پر اعتماد کرتے ہوئے زرہ واپس لینا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس وصیت کو نافذ کرنا شہداء کے علم وشعور پر روشن دلیل ہے اور پھر ان حضرات کا شہداء کی حیات کے متعلق عقیدہ بھی واضح ہے۔

زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم من الاموات فان کان خیرا استبشروا بہ وان کان غیر ذالک قالوا اللھم لاتمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا

(شرح الصدور: ۱۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارے اعمال تمہارے مردہ اقارب اور رشتہ داروں پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ نیک اعمال ہوں تو مردے اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر نیک نہ ہوں تو پھر وہ کہتے ہیں اے اللہ تو ان کو موت نہ دے یہاں تک کہ تو ان کو ہدایت دے دے جیسے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا اللہ فی اخوانکم من اھل القبور فان اعمالکم تعرض علیھم

(شرح الصدور: ۱۱۰)

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ اپنے قبروں والے بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بے شک تمہارے اعمال ان پر پیش

ہوتے ہیں (یعنی برے اعمال کرکے ان کو اذیت نہ پہنچایا کرو)

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لاتوذوا اموا تکم

اپنے مردوں کو (برے اعمال کرکے) اذیت نہ پہنچاؤ۔

نیک اعمال پر مردوں کی خوشی

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تعرض اعمال الاحیاء علی الموتی فاذا رأوا احسنا فرحوا واستبشروا وان راو سوء قالوا اللھم راجع بہ

(الروح: ۱۳)

زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ نیکی دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں اور بشارت دیتے ہیں اور اگر وہ برائی دیکھیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اس کو دور کردے۔

برے اعمال سے مردوں کو اذیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ لاتفضحوا موتاکم بسیئات اعمالکم فانھا تعرض علی اولیاء کم من اھل القبور

(شرح الصدور: ۱۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں کو اپنے برے اعمال کے سبب رسوا نہ کرو بے شک تمہارے اعمال اہل قبور میں سے تمہارے احباب پر پیش کئے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا روایات میں مردوں پر زندوں کے اعمال پیش کرنے کا بیان ہے کہ مردے زندوں کے نیک اعمال پر فرحت اور انبساط حاصل کرتے ہیں اور برے اعمال کو دیکھ کر ان کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے فرمایا گیا کہ مردوں کو برے اعمال کرکے اذیت مت پہنچاؤ اعمال کا پیش کیا جانا اور پھر اس پر مردوں کا اس عمل کے مطابق اظہار مسرت

Marfat.com

کرنا یا رنج وملال کی کیفیت سے دوچار ہونا حیات موتی پر دلیل ہے۔

اچھے کفن پر مردوں کا فخر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم حسنوا اکفان موتاکم فانھم یتباھون ویتزاورون فی قبورھم

(شرح الصدور: ۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو اچھا کفن دو بے شک قبروں میں وہ آپس میں فخر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

والزیارۃ وان کانت للروح ولکن الروح تعلق بالجسد

ردالمختار (۱: ۶۳)

زیارت اگرچہ روح کے لئے ہوتی ہے لیکن روح کو جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولی احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ فانھم یتزاورون فی اکفانھم

(شرح الصدور: ۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔ بے شک وہ (مردے) اپنے ساتھیوں میں باہم زیارت کرتے ہیں۔

استدلال

متذکرہ بالا روایات میں فخر اور زیارت کا ذکر ہے اور زیارت اور فخر جسم وروح کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اور اس صورت میں اسے شعور وادراک بھی ہوتا ہے جس سے حیات کا ثبوت ہوتا ہے۔

Marfat.com

میت کا قبر میں تلاوت کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خبائہ علی قبر و ھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقراء سورۃ الملک حتیٰ ختمھا فاتی النبی ﷺ فاخبرہ فقال النبی ﷺ ھی المانعہ ھی المنجیہ تنجیہ من عذاب القبر

(کشف النور:۹)

نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ نے قبر پر خیمہ لگایا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ تو اس میں ایک انسان سورہ ملک پڑھ رہا تھا یہاں تک ختم کرلی۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو عرض کیا (اس قصے کے متعلق) حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

ابو القاسم سعدی کتاب الافصاح میں فرماتے ہیں:

ھذا التصدیق من رسول اللّٰہ ﷺ بان المیت یقرا فی قبرہ فان عبد اللّٰہ اخبرہ بذالک وصدقہ رسول اللّٰہ ﷺ

(الروح:۱۱۱)

یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تصدیق ہے اس بات کی کہ صاحب قبر قبر میں قرآن کی قرأت کرتا ہے کیونکہ عبد اللہ نے اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

حضرت طلحہ ابن مقعدہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اردت مالی بالغابہ فادرکنی اللیل فاتیت الی قبر عبد اللّٰہ بن عمرو بن

میں نے غابہ میں اپنے مال کا ارادہ کیا تو مجھے رات ہوگئی۔ میں حضرت عبد اللہ

حزام فسمعت قراۃ من القبر فما سمعت احسن منھا

(کشف النور:۹)

بن عمرو بن حزام کی قبر پر آیا تو قبر میں سے قرآن شریف پڑھنے کی ایسی آواز سنی کہ اس سے بہتر کبھی نہ سنی تھی۔

میت اذان کا جواب دیتی ہے

امام لالکائی "السنہ" میں یحیٰی بن معین سے روایت کرتے ہیں:

قال لی حفارا عجب ما رایتا من ھذہ المقابر انی سمعت من قبر والموذن یوذن وھو یجیبہ من القبر

(کشف النور:۹)

فرماتے ہیں کہ مجھے ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ ہم نے اس قبرستان میں عجیب ترین بات دیکھی اور خود میں نے سنا کہ موذن اذان دے رہا ہے اور ایک قبر والا اس کا جواب دے رہا ہے۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بعض صحابہ سے نقل کیا ہے کہ:

انہ حفر فی مکان فانفتحت طاقۃ فاذا شخص علی سریر وبین یدیہ مصحف یقراء فیہ وامامہ روضۃ خضراء وذالک باحد وعلم انہ من الشھداء لانہ رای فی صفحۃ جرحا

(کشف النور:۷۹)

انہوں نے ایک قبر کھودی تو وہاں ایک دریچہ کھل گیا۔ وہاں ایک شخص تخت پر موجود تھا اس کے سامنے قرآن پاک تھا جسے وہ پڑھ رہا تھا۔ اس کے سامنے سرسبز باغ تھا۔ یہ واقعہ غزوہ احد میں پیش آیا۔ معلوم ہوا کہ وہ شہدا میں سے ہے کیونکہ اس کے چہرے کی ایک جانب زخم تھا۔

مذکورہ روایات سے میت کے قبر میں قرآن پڑھنے اور موذن کی اذان کے جواب دینے اور میت کے کراہنے وغیرہ کا بیان ہے۔ یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو قبر میں زندگی حاصل ہوتی ہے۔ نیز شہداء کے لئے جسم کی سلامتی کا ثبوت بھی

Marfat.com

ہے۔

لفظ زائر سے میت کے علم پر استدلال

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا

(صحیح مسلم ' ۱: ۳۱۴ کتاب الجنائز باب فی الذھاب الی زیارۃ القبور)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ پس اب تم قبور کی زیارت کیا کرو۔

اس زیر نظر حدیث میں **فزوروھا** کے الفاظ ہیں تو قبروں پر جانے والے کو زائر کے ساتھ تعبیر کیا ہے جیسے کہ دوسری روایات میں بھی ہے۔

علامہ ابن قیم اس بارے میں لکھتے ہیں:

یکفی فی ھذا تسمیہ المسلم علیھم زائرا ولولا انھم یشعرون بہ لما صح تسمیتہ زائرا فان المزوران لم یعلم بزیارۃ من زارہ لم یصح ان یقال زارہ' ھذا ھو المعقول من الزیارہ عند جمیع الامم

(الروح: ۱۴)

اس سلسلے میں ان پر سلام کہنے والے کو زائر کا نام دینا ہی کافی ہے کیونکہ اگر وہ مردے شعور نہ رکھتے ہوں تو زیارت کرنے والے کو زائر کہنا کیونکر درست ہوتا اور اگر وہ زیارت کرنے والے کی زیارت کا علم نہ رکھتا ہو تو پھر اس کو زائر (زیارت کرنے والا) کا نام دینا درست نہیں اور یہی چیز تمام امتوں کے نزدیک زیارت کے حوالے سے عقل وقیاس کے مطابق ہے۔

دفن کے بعد میت کے لئے ثابت قدمی کی دعا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن

جب نبی اکرم ﷺ میت کے دفن

Marfat.com

الميت وقف عليه فقال: استغفروا لاخيكم واسالو له بالتثبيت فانه الان يسئل

(سنن ابی داؤد، ۲: ۱۰۳ کتاب الجنائز باب الاستغفار عند القبر للميت)

کرنے سے فارغ ہوئے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔

تلقین کرنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

اذا مات احدكم فسويتم عليه التراب فليقم احدكم على راس قبره ثم يقول: يافلان بن فلان! فانه يسمع ولكن لايجيب

(طحاوی: ۴۰۸)

جب کوئی آدمی وفات پا جائے اور تم اسے دفن کرکے اس پر مٹی برابر کرلو تو چاہیے کہ تم میں سے ایک آدمی اس شخص کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے اور کہے اے فلاں کے بیٹے! وہ یقیناً اس آواز کو سنے گا مگر جواب نہیں دے گا۔

اس حدیث میں سماع کی تصریح ہے تلقین کرنے والے کی آواز، صاحب قبر سنتا ہے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔

فهذا الحديث وان لم يثبت فاتصال العمل به فى سائر الامصار والاعصار من غير انكار كان فى العمل به

(الروح: ۲۱)

یہ حدیث اگرچہ ثابت نہیں ہے لیکن تمام زمانوں اور تمام شہروں میں بغیر انکار کے اس پر عمل کرنا ہمارے عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قال رسول الله ﷺ لقنوا موتاكم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

(صحیح مسلم، ۱: ۳۰۰ کتاب الجنائز فصل فی تلقین المحتضر بلا الہ الا اللہ)

Marfat.com

اس حدیث پاک میں جو تلقین کا ذکر ہے اس کے دو معانی ہیں۔

۱۔ حقیقی (حقیقی معنی ہے کہ دفن کے بعد تلقین کرنا)

۲۔ مجازی (مجازی معنی یہ کہ قریب المرگ کو تلقین کرنا)

مذکورہ بالا حدیث ہی حقیقی معنی کی تائید کرتی ہے اور یہی مسلک امام شافعی' امام احمد اور بعض احناف مثلاً امام ابن ہمام' علامہ شامی' ملا علی قاری' امام طحاوی' شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمھم اللہ وغیرھم کا ہے۔ ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ علامہ ابن قیم و شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

الامام احمد رحمہ اللہ فاستحسنہ (الروح:۲۰)	امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے تلقین بعد از دفن کو مستحسن قرار دیا ہے۔

۲۔ امام طحاوی" فرماتے ہیں:

وتلقینہ بعد الدفن حسن واستحبہ الشافعیہ (طحاوی:۴۰۸)	میت کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا بہتر ہے اور شوافع نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔

۳۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی" فرماتے ہیں:

والتلقین بعد الدفن شئی اخر غیر الدعاء وھو مستحب عند کثیر من الشافعیہ وقد نقل عن بعض اصحابنا (لمعات'۱:۲۰۰)	اور دفن کے بعد تلقین دعا کے علاوہ دوسری شے ہے اور وہ اکثر شوافع کے نزدیک مستحب ہے اور ہمارے بعض اصحاب سے بھی منقول ہے۔

۴۔ علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

ویدل علی ھذا ایضا ما جری علیہ عمل الناس قدیما والی الان من تلقین المیت فی قبرہ ولولا انہ یسمع ذالک وینتفع بہ لم یکن فیہ فائدۃ	قدیم زمانے سے لوگوں کا عمل اور اب تک میت کو اس کی قبر میں تلقین کرنا اس پر دلالت کرتا ہے اور اگر میت یہ نہیں سنتی اور نہ ہی نفع اٹھاتی ہے تو

Marfat.com

و کان عبثا اس کے کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

(الروح:۲۱۰)

معلوم ہوا کہ تلقین سے میت نفع اٹھاتی ہے اور اس کے لئے سماعت کا ثبوت بھی ہو جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں حیات کی مقتضی ہیں ورنہ تلقین کرنا اور ان کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرنا بالکل عبث اور بے کار ہو گا۔

Marfat.com

باب چہارم

حیاتِ برزخی

اقوالِ اکابرین کی روشنی میں

Marfat.com

گزشتہ ابواب میں ہم نے کتاب و سنت سے حیات برزخی کو ثابت کیا۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ، ائمہ، محدثین اور مفسرین میں سے چند ایک کے حیات برزخی کے بارے میں اقوال درج کر رہے ہیں تاکہ اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزور الشھداء باحد فی کل حول --------- فیقول السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار۔ ثم ابوبکر کل حول یفعل مثل ذالک۔ ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان

(شرح الصدور: ۸۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ شہداء احد کی زیارت پورا سال فرماتے تھے۔ پس فرماتے "تم پر سلام ہو سبب اس کے جو تم نے صبر کیا۔ پس آخرت کی زندگی کتنی بہتر ہے" پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی پورا سال معمول تھا پھر عمر فاروقؓ کا پھر عثمان غنیؓ کا بھی یہی معمول تھا۔

علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں:

ھذا الخطاب لمن یسمع و یعقل

(الروح: ۱۰)

یہ خطاب ایسے آدمی کے لئے ہے جو سنتا بھی ہو اور عقل و شعور بھی رکھتا ہو۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ سننے اور عقل و شعور رکھنے کا عقیدہ رکھتے تھے اور مردوں کے لئے یہ خصوصیات بغیر حیات برزخی کے ممکن نہیں۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

انہ مر بالبقیع فقال: السلام علیکم یااھل القبور اخبار ما عندنا ان نسائکم قد تزوجن ودیارکم قد سکنت واموالکم قد فرقت فاجابہ ھاتف یاعمر ابن الخطاب اخبار ماعندنا ان ما قدمناہ فقد وجدناہ وما انفقناہ فقد ربحناہ وما خلفناہ فقد خسرناہ

(شرح الصدور: ۸۷)

آپ جنت البقیع کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے اہل قبور تم پر سلامتی ہو ہمارے پاس خبریں ہیں کہ تمہاری عورتوں کی شادی ہو چکی اور تمہارے گھروں میں سکونت ہو چکی اور تمہارے اموال بانٹے جا چکے غیب سے ندا آئی اے عمر بن الخطاب ہمارے پاس بھی خبریں ہیں جو ہم نے آگے بھیجا ہم نے پالیا اور جو ہم نے خرچ کیا اس کا ہم نے نفع اٹھالیا اور جو ہم نے پیچھے چھوڑا تحقیق ہم نے نقصان اٹھایا۔

یہاں بھی صیغہ خطاب کے ساتھ مردوں کو پکارنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ان کی حیات کا عقیدہ رکھتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۱۔ اوپر روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ معمول تھا کہ آپ پورا سال شہداء احد کے مزارات پر حاضری دیتے اور سلام ودعا کے الفاظ سے مخاطب کرتے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ حیات برزخی کے قائل تھے ورنہ مردوں کو خطاب کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

۲۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶ باب اثبات عذاب قبر میں حدیث پاک ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ پوچھنے پر فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب ہوگیا وہ آخرت کی باقی

منزلوں میں بھی کامیاب ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

یہ واقعہ بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ حیات برزخی پر یقین رکھتے تھے اور اس میں عذاب کے قائل تھے ورنہ اس سے اتنا خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

فنادی یااھل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ تخبرونا باخبارکم ام تریدون ان نخبرکم قال فسمعنا صوتا من داخل القبر وعلیک السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ یاامیر المؤمنین

(شرح الصدور:۸۷)

آپ نے اہل قبور کو ندا دی کہ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو تم ہمیں اپنی خبریں دو کیا تم چاہتے ہو ہم تمہیں خبریں دیں؟ فرماتے ہیں کہ ہم نے قبر کے اندر سے آواز سنی اے امیر المومنین تم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مردوں کا خطاب کرنا اہل قبور کی حیات پر دال ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ان کی حیات کے عملی ثبوت کے طور پر فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کی قبروں سے سلام کے جواب کی آواز بھی سنی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر کو روندنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ

(شرح الصدور:۱۲۶)

جیسے مومن کو اس کی حیات میں تکلیف دینے کو ناپسند کیا گیا ہے بے شک میں مومن کو موت کے بعد تکلیف دینا اسی طرح ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

ابن ربیع بیان کرتے ہیں:

کنت مع ابن عمر فی جنازۃ فسمع صوت انسان یصیح فبعث الیہ فاسکتہ فقلت لہ لم اسکتہ یااباعبد الرحمن؟ قال: انہ یتاذی بہ المیت حتی یدخل قبرہ

(شرح الصدور: ۱۲۵)

میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازے پر تھاتو آپ نے کسی آدمی کے رونے کی آواز سنی کہ وہ رو رہا ہے پس آپ نے اس کی طرف آدمی بھیجا۔ اس نے اس آدمی کو خاموش کرادیا۔ میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن آپ نے اسے کیوں چپ کرایا؟ آپ نے فرمایا وہ آدمی رونے سے میت کو اذیت پہنچتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی قبر میں داخل کیا جائے۔

مندرجہ بالا دونوں روایات میں میت کو تکلیف پہنچنے کا بیان ہے اور تکلیف احساس و شعور کے بغیر ممکن نہیں اور احساس و شعور حیات کے بغیر محال ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

وکان سعد بن ابی وقاص یسلم علیھم ثم یقبل علی اصحابہ فیقول الا تسلمون علی قوم یردون علیکم السلام

(شرح الصدور: ۸۷)

سعد بن ابی وقاص ان (شداء احد) پر سلام بھیجتے پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے کیا تم ایسی قوم پر سلام نہیں بھیجتے جو تم کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں کو یہ کہنا کہ ان کو سلام کہو کیونکہ وہ سلام کا جواب دیتے ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حیات برزخی پر یقین رکھتے تھے۔ کیونکہ سلام کا جواب حیات، شعور اور ادارک کے بغیر ناممکن ہے۔

Marfat.com

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ان الزائر یستقبل القبر ویستدبر القبلۃ لیراہ المیت

(العرف الشذی، ا:۲۰۲)

قبر کی زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ قبر کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کرے تاکہ میت اسے آسانی سے دیکھ سکے۔

امام شافعیؒ

جب امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بغداد پہنچے اور امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو تکبیر میں رفع یدین نہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی اور اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی۔ کسی نے اس کی وجہ دریافت کی بولے اس امام کے ادب سے میں نے نہ پڑھا اور ان کے سامنے ان کی مخالفت کو روا نہ رکھا۔"

اس سے امام شافعی کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس نظریے کے بھی قائل ہیں کہ میت زائر کو دیکھتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ مجھے ان کے سامنے ان کی مخالفت روا نہیں۔ (الخیرات الحسان مترجم، ۱۵۔۱۶)

علامہ ابن تیمیہ

بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اہل السنۃ"

(الروح:۷۲)

بلکہ اہل سنت کے نزدیک عذاب اور ثواب نفس اور روح دونوں پر ہوتا ہے۔

فاما استماع المیت للاصوات من القراءۃ وغیرھا فحق

(الروح:۱۰)

میت کا قراءت اور اس کے علاوہ دوسری آوازوں کا سننا حق ہے۔

علامہ ابن قیم

فھذا نص فی انہ یعرفہ بعینہ ویرد

یہ حدیث اس بات میں نص ہے کہ

Marfat.com

علیہ السلام
(اقتضاء الصراط المستقیم:۳۷۹)

سلام کہنے والے کو مردہ حقیقی طور پر پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

سید محمود احمد آلوسیؒ

فذھب کثیر من السلف الی انھا حقیقیۃ بالروح والجسد لکن لاتدرکھا فی ھذہ النشأۃ بان الحیاۃ الروحانیۃ التی لیست بالجسد لیست من خواصھم فلایکون لھم امتیاز بذالک علی من عداھم
(روح المعانی ۲:۲۰)

سلف میں کثیر کا یہ مذہب ہے کہ حیات روح اور جسد کے ساتھ ہوتی ہے لیکن اس زندگی میں ہم اس کا ادراک نہیں کر سکتے کیونکہ وہ روحانی حیات جو کہ جسد کے ساتھ نہ ہو وہ شہداء کے خواص میں سے نہیں ہے پس ان کے لئے دوسروں کے مقابلے میں کوئی امتیاز نہ کرے۔

عندی ان الحیاۃ فی البرزخ ثابتۃ لکل من یموت من شھید وغیرہ
(روح المعانی ۲:۲۱)

میرے نزدیک برزخی حیات ہر میت کے لئے ثابت ہے خواہ وہ شہید ہو یا غیر شہید۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ

وقدعرف بھذا ان حیاۃ جمیع الموتی بارواحھم واجسامھم فی قبورھم لاشک فیھا
(شفاء السقام:۱۵۳)

تحقیق اس سے معلوم ہوا کہ تمام مردوں کی حیات ان کے جسم وروح کے ساتھ ان کی قبروں میں متحقق ہوتی ہے۔

شیخ عبدالحق دھلویؒ

تمام اہلسنّت والجماعت اس پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ سب مردوں کے لئے اور خاص کر انبیاء کے لئے ادراک مثل علم وسمع ثابت اور یقین ہے کہ حیات ہر میت کے

Marfat.com

لئے قبر میں عود کر آتی ہے"۔ (جذب القلوب' مترجم: ۲۱۴)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

یصح ان یعرض علی الانسان المجموع المرکب من الجسد والروح مقعدہ من الجنۃ والنار ویحس اللذۃ والالم ویسمع الزائر یجیب المنکر والنکیر ونحو ذالک مما یثبت الکتاب والسنۃ
(تفسیر مظہری' ۱۰: ۱۲۴۔۱۲۵)

یہ بات درست ہے کہ انسان پر جو کہ جسم وروح کے مجموعے سے مرکب ہے' اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے خواہ وہ جنت ہو یا دوزخ اور وہ راحت اور تکلیف محسوس کرتا ہے زائر کا کلام سنتا ہے اور منکر نکیر کا جواب دیتا ہے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں واقع ہوتی ہیں جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ

ھل یعلم الاموات بزیارۃ الاحیاء فنعم یعلمون بذالک
(الحاوی للفتاوی ۲: ۳۰۲)

کیا مردے زندوں کی زیارت کو جانتے؟ فرماتے ہیں ہاں! وہ یہ جانتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ علم ہونا حیات پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ حیات کی تعریفات میں یہ بات گزر چکی ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسیؒ

ھذا صریح فی ان روحانیات الموتی متصلۃ باجسامھم التی فی قبورھم وان بلیت اجسامھم وصارت ترابا
(کشف النور: ۱۲)

یہ اس بات میں تصریح ہے کہ مردوں کی روحیں اپنے اجسام کے ساتھ متصل ہوتی ہیں اگرچہ ان کے اجسام بوسیدہ ہو کر مٹی میں مل جائیں۔

اس میں صراحت ہے کہ خواہ جسم محفوظ نہ بھی ہوں روح کا بدن کے ساتھ

اتصال ہونے کے ساتھ دونوں پر عذاب قبر یا انعام ہوتا ہے اور یہ بات حیات برزخی پر دلیل ہے۔

ملا علی قاری حنفیؒ

واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالٰی یخلق فی المیت نوع حیوٰة فی القبر قدر مایتالم او یتلذذ

(شرح فقہ اکبر:۱۲۱)

جاننا چاہیے کہ اس بات پر اہل حق کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو قبر میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا کر دیتا ہے جس سے وہ تکلیف یا لذت کا احساس کرتا ہے۔

علامہ شامی حنفیؒ

ولایرد تعذیب المیت فی قبره لانه توضع فیه الحیو ة عند العامه بقدر مایحس بالالم والبنیة لیست بشرط عند اهل السنه تجعل الحیاة فی تلک الاجزاء المتفرقه التی لایدرکها البصر

(فتاوی شامی، ۳:۸۳۵)

عذاب قبر کو رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عام علماء کے نزدیک مردے کے اندر اتنی زندگی پیدا کر دی جاتی ہے جس سے وہ تکلیف کا احساس کر سکے۔ اہل سنت کے نزدیک ڈھانچے کا باقی رہنا شرط نہیں ہے بلکہ جسم کے اجزائے متفرقہ میں ایسی جان ڈال دی جاتی ہے جسے نگاہ نہیں پا سکتی۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹیؒ

لایخفی علیک ان لیس المراد بالحی ههنا ما یعاد فیه الروح ویصدر عنه الافعال الاختیاریه بل مایدرک الالم واللذه فاذا خلق الله فیه ادراکا یکون سببا لادراک الالم واللذه یکون حیا

تجھ پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ زندہ سے مراد یہاں ایسا زندہ نہیں ہے کہ جس میں روح (پورے طور پر) لوٹا دی جائے اور اس سے (دنیاوی زندگی کی طرح) اختیاری فعل صادر ہونے

Marfat.com

لاجمادا

(حاشیہ خیالی:۱۱۸)

لگیں بلکہ صرف اتنی زندگی مراد ہے جس سے تکلیف اور راحت کا ادراک ہو سکے جب اللہ تعالیٰ اس میں ادراک پیدا کر دیتا ہے جو تکلیف اور لذت محسوس کرنے کا سبب بنتا ہے تو اسے زندہ کہتے ہیں نہ کہ جماد۔

علامہ انور شاہ کاشمیری

اقول والاحادیث فی سمع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر

(فیض الباری ۲:۴۹۷)

میں کہتا ہوں کہ اموات کے سننے کے بارے میں حدیثیں تواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔

مولانا خلیل احمد

کماھی حاصلۃ لسائر المومنین بل لجمیع الناس

(المہند: ۱۳)

(انبیاء علیہم السلام اور شہداء کو دنیوی زندگی حاصل ہے نہ کہ برزخی) جیسے کہ برزخی زندگی تمام مسلمانوں کو حاصل ہے بلکہ سب لوگوں کو بھی حاصل ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی

ان سماع الموتیٰ ثابت فی الجملۃ بالاحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ

(فتح الملہم ۲:۴۷۹)

بے شک سماع موتی جن احادیث سے ثابت ہے وہ تعداد میں بہت زیادہ اور صحیح ہیں۔

مولانا عبد الحئی

بالجملۃ لم یدل دلیل قوی علی نفی سماع المیت وادراکہ وفہمہ وتاملہ

خلاصہ - قرآن وسنت میں کوئی دلیل قوی مُردوں کے سننے، جاننے، سمجھنے

Marfat.com

لامن الکتاب ولامن السنہ بل سنن الصحیحہ الصریحہ دالہ علی ثبوتھا لہ "لاحادیث الدالہ علی ان المیت یتاذی بہ مایتاذی منہ الحی۔

اوہ سوچنے کی نفی نہیں کرتی بلکہ سنن صحیحہ صراحہ۔ ان چیزوں کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کو ان تمام چیزوں سے اذیت پہنچتی ہے۔

الاحادیث الصحیحہ" الدالہ" علی ان المیت یسمع سلام من یسلم علیہ ویجیب السلام ویفھم کلام الاحیاء اقوالہ ﷺ الدالہ" علی ان المیت یستانس بزائرہ ویجیب سلامہ

(عمدۃ الرعایہ۔ شرح الوقایہ۔ کتاب الایمان ۲:۲۵۴)

احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت سلام بھیجنے والے کے سلام کو سنتی اور اس کو جواب دیتی ہے اور زندہ کے کلام کو سمجھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اقوال مبارکہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ میت زیارت کرنے والے کے ساتھ مانوس ہو جاتی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہے۔

مولانا وحید الزمان

ولذالک تسمع الموتی فی القبور سلام الزائرین وکلامھم ویعرفون من یسلم علیھم

(ہدیۃ المہدی:۵۹)

یہی وجہ ہے کہ مردے قبروں میں زائرین کے سلام اور ان کے کلام کو سنتے ہیں اور ان پر سلام بھیجنے والے کو پہچانتے بھی ہیں۔

شیخ محمد علوی مالکی

ان الحیاۃ البرزخیہ" حیاۃ حقیقہ" وان المیت یسمع ویحس ویعرف

بے شک حیات برزخی حیات حقیقی ہے سو بے شک میت سنتی ہے اور محسوس

Marfat.com

سواء کان مومنا ام کافرا	کرتی ہے اور پہچانتی ہے خواہ وہ
(مفاہیم: ۲۴۴)	(میت) مومن ہو یا کافر۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمومی استدلال

گزشتہ بحث سے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ایک عام مومن تو کیا ایک کافر کے لئے بھی حیات برزخی ثابت ہے البتہ کافر کی حیات اور مومن کی حیات میں مراتب کے اعتبار سے ضرور فرق ہے۔ اس طرح انبیاء علیہم السلام کی حیات مراتب کے اعتبار سے غیر انبیاء سے کہیں بلند ہے اور پھر سید الانبیاء حبیب کبریا علیہ السلام کی حیات اور دوسرے لوگوں کی حیات کے مابین بے انتہا فرق ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ باقی تمام انبیاء سے بھی کہیں بلند و بالا ہے۔ یہی وجہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا ذکر تخصیص کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ	اے محبوب! آپ بھی وفات پانے
(الزمر ۳۹:۳۰)	والے ہیں اور وہ بھی وفات پانے
	والے ہیں۔

وجہ استدلال

اس آیہ کریمہ میں واؤ عطف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور عطف لفظاً اور معناً تغائر کا مقتضی ہے۔ چنانچہ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

مولانا عبد الرحمان جامی ؒ فرماتے ہیں:

الواو ای اصلها العطف وهی دلیل الانفصال	واؤ جس کا اصل عطف ہے اور وہ انفصال (جدائی) کی دلیل ہے۔
(شرح جامی: ۹۶)	

علامہ ابن قیم (شاگرد علامہ ابن تیمیہ) اس چیز کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

حقیقة العطف مغائرة	عطف کی حقیقت مغائرت ہے۔
(جلاء الافہام: ۱۱۲)	

اور علامہ موصوف دوسرے مقام پر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

فعطف الرحمۃ علی الصلوۃ فاقتضی ذالک تغائرھما ھذا اصل العطف (جلاء الافہام: ۸۳)	رحمت کا عطف صلوۃ پر ہے پس یہ عطف ان دونوں چیزوں کے مابین تغائر کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ (تغائر) عطف کی اصل ہے۔

لہٰذا ان تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ سید المرسلین حضور نبی کریم ﷺ کی حیات بعد از وصال اور دوسرے لوگوں کی حیات میں برابری نہیں بلکہ فرق ہے اور آپ کی حیات مبارکہ نوعیت وکیفیت اور درجات ومراتب کے اعتبار سے بلند وبالا ہے۔ اس لئے اس آیت مبارکہ میں تخصیص کے ساتھ آپ کے وصال کا ذکر کیا گیا۔

زندگی دے اور زندہ نہ ہو-------!

ابتدائی دور میں حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس وجہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کافی دیر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر یہ بات شاق گزری۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے لئے ایک منبر بنوالیا جائے جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کریں بعض روایات کے مطابق یہ درخواست گزار ایک خاتون تھیں۔ خاتون نے عرض کیا کہ میرا بیٹا بڑھئی ہے' لکڑی کا کاروبار کرتا ہے اگر اجازت ہو تو میں منبر بنوا کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں' حضور نبی اکرم ﷺ نے اس درخواست کو منظور کر کے اجازت مرحمت فرمادی۔ منبر بن کر مسجد نبوی میں آگیا اور جب اگلے جمعہ آپ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع فرمایا تو اس تنے نے محسوس کیا کہ آج محبوب نے مجھے چھوڑ کر منبر کو زینت بخشی ہے چنانچہ وہ زار وقطار رونے لگا۔ مجلس میں حاضر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے رونے کی آواز کو سنا۔ جب آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ منبر سے اتر کر اس کے

Marfat.com

پاس تشریف لے گئے اور اس پر دست شفقت رکھا جس پر وہ سسکیاں لیتا ہوا بچوں کی طرح خاموش ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان النبى ﷺ يخطب الى جذع فلما اتخذ المنبر تحول اليه فحن الجذع فاتاه فمسح يده عليه

(صحیح البخاری، ۱: ۵۰۶-۵۰۷) کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام

رسالت مآب ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے جب منبر تیار ہو گیا تو آپ اسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اس پر اس تنے نے رونا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دست شفقت رکھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فصاحت النخلة صياح الصبى ثم نزل النبى ﷺ فضمها اليه تان انين الصبى الذى يسكن

(ایضاً)

کھجور کے تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ رسالت مآب ﷺ منبر سے اتر کر اس کے قریب کھڑے ہو گئے اور اسے بغل میں لے لیا۔ جیسے روتے ہوئے بچے کو چپ کرایا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فسمعنا لذالک الجذع صوتا كصوت العشار حتى جاء النبى ﷺ فوضع يده عليها فسكنت

(ایضاً)

ہم نے اس تنے کی آواز کو سنا وہ اس طرح رو رہا تھا جس طرح کہ کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتی کہ آپ ﷺ نے تشریف لا کر اس پر اپنا دست شفقت رکھ دیا اور وہ خاموش ہو گیا۔

ان مذکورہ روایات سے معلوم ہو گیا کہ لکڑی کا ایک خشک اور بے جان ستون جو کہ علم و ادراک کی کیفیات سے بھی آشنا نہ تھا بلکہ علم و ادراک وغیرہ کے محلات سے محروم تھا کیونکہ اس دنیا میں حیات کے لئے پہلے محل حواس وغیرہ کا ہونا ضروری ہے حضور ﷺ کے ساتھ مس ہو جائے تو اسے بھی حیات نصیب ہو جاتی ہے تو آپ اندازہ لگائیے کہ وہ آقا جو خود دوسروں کو حیات کی خیرات عطا کرنے والے ہیں اور پھر ایسی چیزوں کو جن میں حیات کے تقاضے بھی نہیں پائے جاتے' اس آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو کتنی کامل تر حیات نصیب ہو گی؟

Marfat.com

حصہ دوم

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱- حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیاتِ قرآنی کی روشنی میں
۲- حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں
۳- حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقوال اکابرین کی روشنی میں

Marfat.com

باب اول

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آیات قرآنی کی روشنی میں

Marfat.com

اس کتاب کا اصل مقصود حیات النبی ﷺ کا بیان ہے ہم نے اس کتاب کے حصہ اول میں حیات برزخی کے متعلق بیان کیا تاکہ حیات النبی ﷺ کے موضوع کو آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکے اور پھر عام آدمی کی حیات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے مابین درجات کا تفاوت واضح ہو جائے ہم نے حیات برزخی کے بیان کے آخر میں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر عمومی استدلال کیا۔ اب ہم قرآن کریم کی ان آیات کا تذکرہ کر رہے ہیں جن میں خصوصاً انبیاء علیہم السلام کی حیات کا ثبوت ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام آیات سے بطریق اولیٰ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا ثبوت ہوگا اور پھر وہ آیات بھی بیان کریں گے جو بطور خاص حضور ﷺ کی حیات طیبہ پر دلالت کرتی ہیں۔

دونوں طرح کی آیات میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ

(البقرہ ۲: ۱۵۴)

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔

۲۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا

اور تم ان لوگوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں اور ان انعامات

رِبِهِمۡ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ

(آل عمران: ۱۶۹-۱۷۰)

پر خوش ہوتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں اور وہ بشارتیں پاتے ہیں ان لوگوں کے متعلق جب ابھی ان سے نہیں ملے (اور) پیچھے رہ گئے ہیں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

استدلال

یہ دونوں آیات حیات شہداء پر بصراحت دلالت کرتی ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کا درجہ شہداء سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کے لئے بطریق اولیٰ حیات ثابت ہوگی اور حضور اکرم ﷺ کی شان تو تمام انبیاء سے بھی بلند وبالا ہے اس لئے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ بھی ان آیات سے ثابت و متحقق ہوگی۔

حضور ﷺ مرتبہ شہادت پر کیسے فائز ہیں؟

امام تقی الدین سبکی ان آیات پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیت کئی وجوہ سے حضور ﷺ پر بھی صادق آتی ہے۔

احدھما ان ھذہ رتبہ شریفہ اعطیت للشہید کرامۃ لہ ولا رتبہ اعلی من رتبہ الانبیاء ولا شک ان حال الانبیاء اعلیٰ واکمل من حال جمیع الشہداء فیستحیل ان یحصل کمال للشہداء ولا یحصل للانبیاء لاسیما ھذا الکمال الذی توجب زیادۃ القرب والزلفی والنعیم والانس بالعلی

ان وجوہ میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عظیم رتبہ شہید کو اعزاز دیا جاتا ہے اور انبیاء کے رتبے سے بڑھ کر کسی کا رتبہ نہیں ہو سکتا اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کا حال تمام شہداء کے حال سے اعلیٰ اور کمال تر ہے پس محال ہے کہ شہداء کو کمال ہو اور انبیاء کو حاصل نہ ہو خصوصاً یہ کمال جو کہ

Marfat.com

الاعلی والثانی ان هذه الرتبه حصلت للشهداء اجرا علی جهادهم وبذلهم انفسهم لله تعالی والنبی ﷺ هو الذی سن لنا ذالک ودعانا الیه وهدانا له باذن الله تعالی وتوفیقه وقد قال ﷺ من سن سنه حسنه فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامه ومن سن سنه سیئه فعلیه وزرها ووزر من عمل بها الی یوم القیامه وقال ﷺ من دعا الی هدی کان له من الاجر مثل اجور من یتبعه لاینقص ذالک من اجورهم شیئا ومن دعا الی ضلاله کان علیه من الاثم مثل اثام من یتبعه لا ینقص ذالک من آثامهم شیئا والاحادیث الصحیحه فی ذالک کثیره مشهورة فکل اجر حصل للشهید حصل للنبی ﷺ هکذا نقول ان جمیع حسناتنا واعمالنا الصالحه وعبادات کل مسلم مسطر فی صحائف نبینا محمد ﷺ زیاده علی ماله من الاجر ویحصل له ﷺ من الاجور بعدد امته اضعافا لایحصرها الا الله تعالی

اس بلند ذات کے قرب ووصال اور انس ومحبت کی زیادتی کو لازم کرتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شہداء کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور جان اللہ کے راستے میں قربان کرنے پر بطور اجر یہ عظیم رتبہ حاصل ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی ذات وہ ہے جس نے اللہ تعالٰی کے اذن اور توفیق سے ہمیں اس طرف بلایا اور ہمیں اس کی طرف رہنمائی کی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اس کام کا ثواب ہے اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب شامل ہے اور جس نے برا طریقہ جاری کیا اس کا گناہ بھی ہوگا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی (اور دوسرے مقام پر) حضور ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا کہ ہدایت کی اتباع کرنے والے کو ملتا ہے ان کے اجر میں کمی ہوئے بغیر۔ اور جس نے

Marfat.com

ویقصر العقل عن ادراکها الثالث ان النبی ﷺ شهید فانه ﷺ لما سم بخیبر واکل من الشاة المسمومة وکان ذالک سما قاتلا من ساعته مات منه بشر بن البراء رضی اللہ عنه وبقی النبی ﷺ وذالک معجزه فی حقه صار الم السم یتعاهده الی ان مات به ﷺ فی مرضه الذی مات فیه مازالت اکلة خیبر تعادنی حتی کان الان اوان قطعت ابهری قال العلماء فجمع الله له بذالک بین النبوه والشهاده

(شفاء السقام: ۱۴۰-۱۴۱)

گمراہی کی طرف بلایا تو اس کو اس برائی کی تابعداری کرنے والوں کی مثل گناہ ہوگا ان کے گناہ میں کمی ہوئے بغیر۔ اس بارے میں صحیح احادیث مشہور ہیں اور کثیر ہیں۔ پس ہر اجر جو شہید کو حاصل ہوگا وہ نبی کریم ﷺ کو بھی حاصل ہوگا کیونکہ آپ سرچشمہ خیر اور منبع رشد وہدایت ہیں۔ ایسے ہی ہمارے نیک اعمال اور تمام نیکیاں اور ہر مسلمان کی عبادتیں ہمارے نبی مکرم ﷺ کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ (اس عمل پر) آپ کے اپنے اجر کے علاوہ اور حضور ﷺ کے لئے اپنی امت کی تعداد سے کہیں زیادہ اجر حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور عقل انسانی اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اور تیسری وجہ یہ ہے بیشک حضور اکرم ﷺ فی الحقیقہ شہید ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو غزوہ خیبر کے موقعہ پر زہر دیا گیا اور آپ نے بکری کا زہر آلود گوشت تناول فرمایا۔ وہ زہر زہر قاتل تھا اور حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ ان کے

Marfat.com

کھانے سے اسی وقت انتقال کر گئے تھے اور نبی اکرم ﷺ زندہ رہے یہ آپ کے حق میں معجزہ تھا۔ زہر کا درد حضور ﷺ کے مرض موت تک رہا۔

پہلی وجہ تو بدیہی سی ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہیں جس پر کتاب وسنت کے کثیر دلائل ہیں۔ یہاں فقط آپ کا ارشاد گرامی پیش خدمت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انا سید ولد ادم یوم القیامۃ ولا فخر
(مشکوٰۃ: ۵۱۳)

میں روز قیامت تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں۔

دوسری وجہ کے ضمن میں احادیث کا ذکر بھی بطور دلیل آچکا ہے لیکن بطور خاص حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں تو یہ چیز اور بھی واضح ہو جائے گی کہ حضور ﷺ ان کو دنیا میں پھول قرار دیتے تھے ان میں سے حضرت امام حسین پر شہادت ظاہری کا ظہور ہوا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر شہادت سری کا ظہور ہوا۔ جس طرح درخت کی ٹہنیوں پر لگے ہوئے پھل کو دیکھنے والا کہتا ہے کہ ان شاخوں کا پھل ہے لیکن حقیقت کی آنکھ سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ یہ شاخوں کا نہیں بلکہ یہ اصل (جڑ) کا پھل ہے کیونکہ اگر جڑ نہ ہوتی تو ان شاخوں پر پھل کیسے لگتا؟ اسی طرح شہادت ظاہری اور سری کا ظہور حضور ﷺ کے پھولوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں ہوا۔ ظاہری نظر سے دیکھیں تو شہادت گلستان نبوت کے ان پھولوں سے نظر آتی ہے لیکن حقیقت سے دیکھا جائے تو یہ سب فیضان نبوت سے تھا کیوں کہ یہ فیضان نہ ہوتا تو ان شہادتوں کا ظہور ہی ممکن نہ تھا۔

Marfat.com

تیسری وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زہر کے باعث شہادت واقع ہوئی جیسا کہ روایات میں مذکور ہے لیکن اسی وقت یا میدان جنگ میں شہادت کے واقع نہ ہوئے کا سبب اللہ کا وعدہ تھا کہ **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ** (اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا) اس طرح فوراً شہادت کی صورت میں اس وعدہ کا خلاف لازم آتا ورنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ نہ فرماتے کہ میں نوبار قسم اٹھاکر یہ کہنا زیادہ پسند کرتا ہوں کہ حضور ﷺ شہید کردیئے گئے اس کے کہ میں ایک قسم اٹھاکر یہ بات کہوں کہ حضور ﷺ شہید نہیں کئے گئے۔

ان مذکورہ تین وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک اور جہت ملاحظہ کیجئے جس کا ذکر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من کانت حیاتہ بنفسہ یکون مماتہ بذھاب روحہ ومن کانت حیاتہ بربہ فانہ ینتقل من حیاۃ الطبع ای حیاۃ الاصلی وھی حیاۃ الحقیقۃ واذا کان القتیل بسیف الشرعیۃ حیا مرزوقا فکیف من قتل بسیف الصدق والحقیقۃ

(روح البیان، ۲:۱۲۵-۱۲۶)

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہوجاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے تو صدق و حقیقت کی تلوار سے قتل ہونے والا کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر اس راہ پر چلنے والا کوئی نہیں ہوسکتا۔

مختصر یہ کہ ان مذکورہ وجوہات کو سامنے رکھیں تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ آپ کو شہادت کا مرتبہ عطا ہوا بلکہ شہادت عظمیٰ کا مرتبہ نصیب ہوا اس لئے آپ ﷺ کو عطا کردہ حیات شہداء سے کہیں بڑھ کر ہے۔

Marfat.com

۳۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ

(الزخرف '۴۳:۴۵)

وہ رسول جو ہم نے آپ سے پہلے مبعوث فرمائے ان سے پوچھئے کیا ہم نے رحمٰن عزوجل کے علاوہ کوئی معبود بنائے ہیں جن کی عبادت کی جائے۔

استدلال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لما اسری بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی بعث اللہ لہ ادم علیہ السلام وجمیع المرسلین من ولدہ فاذن جبرائیل علیہ السلام ثم اقام فقال یامحمد تقدم فصل بھم فلما فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوۃ قال لہ جبرائیل علیہ السلام' واسال یامحمد من ارسلنا من قبلک من رسلنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم لااسال لانی لست شاکافیہ

(تفسیر کبیر '۲۷:۲۱۶)

جب شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ پہنچایا گیا تو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے تمام رسولوں کو مسجد میں جمع فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی اور پھر اقامت کہی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آگے تشریف لایئے اور انہیں نماز پڑھایئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ ان رسولوں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے مبعوث کیا ہے دریافت کیجئے تو آپ نے فرمایا میں نہیں پوچھتا کیونکہ اس میں مجھے کوئی شک نہیں۔

اس آیت کریمہ سے مختلف طریقوں سے حیات انبیاء علیھم السلام پر استدلال ہو سکتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

۔ انبیاء علیھم اسلام سے خطاب کرنے کا حکم دیا جانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انبیاء

علیہم السلام کی حیات کو تسلیم کیا جائے جیسا کہ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

هذا السلام والخطاب والنداء لموجود يسمع — یہ سلام خطاب اور ندا ایسے شخص کے لئے درست ہے جو کہ سننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(الروح: ۱۴)

اور سننا حیات کے بغیر محال ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رسل عظام سے پوچھنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور اگر یہ ممکن نہ تھا اور وہ حیات نہ ہونے کے سبب جواب دینے سے قاصر تھے تو ایسا حکم تکلیف ما لایطاق (ایسی بات کا حکم دینا جس کی استطاعت آدمی نہ رکھتا ہو) کے تحت آئے گا جو کہ باطل ہوتی ہے اور اللہ کی ذات ایسا حکم دینے سے بلند ہے اور اس پر خود ارشاد باری تعالیٰ بھی شاہد و دال ہے۔ **لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا** کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔

۳۔ پھر یہ کہ اس صورت میں حضور اکرم ﷺ بھی اس حکم خداوندی پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے اور حضور ﷺ سے کسی حکم الٰہی پر عمل نہ کرنا محال ہے کیونکہ قرآن مجید میں حضور ﷺ کا حسن خلق ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — بے شک آپ خلق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔

جس کی تفسیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس طرح فرماتی ہیں۔

كان خلقه القران — آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔

اور خلق کا معنی ہے **ملكة يصدر الافعال بسهولة من غير تكلف** ایسا ملکہ کہ تمام افعال سہولت کے ساتھ بغیر تکلیف کے صادر ہوتے ہیں اور یہاں سہولت کے ساتھ تو کجا بالکل عمل پر نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس حکم پر تعمیل کو ماننا پڑے گا اور اس حکم پر تعمیل فقط اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ انبیاء علیہم السلام حیات سے بہرہ ور ہوں۔

روایت مذکور میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیاء علیہم السلام سے نہ پوچھا۔ لیکن امام تقی الدین سبکیؒ نے اس بات کی تصریح فرمادی کہ حضور

ﷺ نے انبیاء علیھم السلام سے پوچھا تھا۔

ان النبی ﷺ سالھم لیلۃ الاسراء

(شفاء السقام:۱۳۹)

بے شک نبی اکرم ﷺ نے انبیاء علیھم السلام سے معراج کی رات پوچھا۔

۴۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا

(البقرہ ۲:۱۴۳)

اس طرح ہم نے تم کو امت وسط (افضل) بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ و نگہبان ہو جائیں۔

۵۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا

(النساء ۴:۴۱)

تو کیسی حالت ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! ﷺ تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں گے۔

۶۔ وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَھِیْدًا عَلَیْھِمْ مِّنْ اَنْفُسِھِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَھِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ

(النحل ۱۶:۸۹)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے اور اے محبوب! ہم تمہیں ان سب پر گواہ لائیں گے۔

استدلال

مذکورہ آیات میں حضور ﷺ کے وصف شہادت کا بیان ہے اور شہادت شہود کا معنی یہ ہے کہ

الحضور مع المشاھدۃ اما بالبصر او بالبصیرہ

(المفردات:۲۶۷)

مشاہدہ کے ساتھ حاضر ہونا خواہ وہ ظاہری آنکھ کے ساتھ ہو یا باطنی آنکھ کے ساتھ ہو۔

چونکہ مشاہدہ کے لئے علم ضروری ہے اور جب علم ثابت ہو گا تو حیات کا خود بخود ثبوت ہو جائے گا۔

Marfat.com

شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز آیت وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا کے تحت فرماتے ہیں۔

زیر آکہ او مطلع است بنور نبوت بررتبہ ہر متدین بدین خود کہ ام درجہ از دین مس رسیدہ وحقیقت ایمان اوچیست وحجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کہ ام است پس او بشاسد گناہاں شمارا او درجات ایمان شمارا او اعمال نیک وبد شمارا او اخلاص ونفاق شمارا۔ (تفسیر عزیری: ۵۱۸)

"کیونکہ رسول اکرم ﷺ اپنے نور نبوت کے ساتھ اپنے دین میں داخل ہونے والے ہر شخص پر مطلع ہیں کہ وہ میرے دین میں کون سے درجے پر ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس حجاب کی وجہ سے وہ ترقی سے محروم ہو گیا وہ کون سا ہے پس آنحضرت ﷺ تمہارے گناہوں کو جانتے ہیں تمہارے اعمال کے درجات کو جانتے ہیں تمہارے اچھے برے اعمال اور اخلاص ونفاق کو جانتے ہیں۔

یہ مشاہدہ اب بھی اسی طرح قائم ودائم ہے جس طرح کہ ظاہری حیات مبارکہ میں تھا اور آج بھی آپ امت کے احوال واعمال پر واقف ہیں۔ اعمال آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لیس من یوم الا وتعرض علی النبی ﷺ اعمال امتہ غدوہ وعشیہ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم فلذالک یشھد علیھم (المواہب اللدنیہ ۲:۳۸۷)	کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں صبح وشام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں امت کے اعمال پیش نہ ہوتے ہوں پس حضور ﷺ اپنے امتیوں کو ان کی صورتوں اور اعمال کے ساتھ جانتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کے روز ان پر گواہی دیں گے۔

حضور ﷺ کی خدمت میں اعمال کا پیش ہونا اور پھر آپ کا ان کے چہروں اور ان کے اعمال تک کو جاننا یہ تمام چیزیں آپ کی حیات پر روشن دلیل ہیں اور انہیں

کے سبب آپ ﷺ اپنی امت پر گواہی دیں گے۔ اس لئے یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضور اکرم ﷺ کا گواہی دینا آپ کی حیات پر دلیل ہے۔

۷۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
(التوبہ ۹:۱۲۸)

تحقیق تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول معظم ﷺ تشریف لاچکے جن پر تمہاری مشکل گراں گزرتی ہے تمہاری بھلائی کے بڑے چاہنے والے ہیں مومنین کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

استدلال

۱۔ حضور ﷺ کے اپنی امت کے ساتھ ایک خاص تعلق کو بیان کیا جارہا ہے کہ امتی اگر فسق و فجور کے مرتکب ہوں، اللہ کے احکامات کی نافرمانی کریں تو آپ کو اس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جس طرح پورے جسم میں ذہن کا کام ہوتا ہے کہ وہ جسم کے ہر حصے سے کسی چیز کے مس ہونے کو محسوس کرتا ہے اسی طرح ذات مصطفیٰ ﷺ اپنے امتیوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف کو محسوس کرتی ہے کیونکہ لفظ ما عمومیت کا تقاضا کرتا ہے اس لئے اسے فقط حیات ظاہری کے ساتھ ہی خاص نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ تکلیف محسوس کرنے میں تکلیف کا علم ہونا ضروری ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو اپنی امت کی تکالیف کا علم ہے اور احساس اور علم حیات کا تقاضا کرتے ہیں۔

۸۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
(الانبیاء ۲۱:۱۰۷)

اور اے محبوب! ﷺ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں پر رحم کرنے والا بنا کر۔

صاحب روح المعانی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

والذی اختارہ انہ ﷺ انما بعث

اور جو مسلک میرے نزدیک مختار ہے

Marfat.com

رحمة لکل فرد من العالمین ملئکتھم انسھم وجنھم ولا فرق بین المومن والکافر من الانس والجن فی ذالک والرحمة متفاوۃ

(روح المعانی، ۱۷:۹۷)

یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ عالمین کے ہر فرد کے لئے رحمت ہیں۔ فرشتوں انسانوں اور جنوں سب کے لئے حضور علیہ السلام رحمت ہیں۔ اور اس امر میں جن وانس، مومن وکافر کے درمیان کوئی فرق نہیں اور رحمت ہر ایک کے حق میں جدا جدا نوعیت رکھتی ہے۔

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے آپ حیات ظاہری میں بھی رحمت ہیں اور بعد از وفات بھی۔ اگر آپ بعد از وصال رحمت نہ ہوں پھر **وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ** کا مفہوم درست نہ ہوگا کیونکہ آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ پوشی فرمانے کے بعد بھی عالم تو موجود ہے اور آپ ﷺ کے عالمین کے لئے رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ جمیع العالمین کے ہر ہر فرد کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ اس فیض رسانی کی جھلک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یوں بیان فرماتے ہیں۔

ان لہ خاصیہ من تقویم روحہ بصورہ جسدہ علیہ الصلاہ والسلام وانہ الذی اشار الیہ ﷺ بقولہ ان الانبیاء لایموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم وانھم احیاء الی غیر ذالک ولم اسلم علیہ قط الا وقد انبسط الی وانشرح وتبدی وظھر وذالک لانہ رحمة للعالمین

(فیوض الحرمین: ۸۴۔۸۵)

پس مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ کی روح کو صورت جسم میں قائم کرنا آپ کا خاصہ ہے اور یہی وہ بات ہے جس کی طرف آپ نے اپنے اس قول میں ارشاد فرمایا ہے انبیاء نہیں مرتے اور اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہیں، اور جب میں نے آپ پر سلام بھیجا تو مجھ سے آپ خوش ہوئے اور انشراح

فرمایا اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے

کہ آپ رحمتہ للعالمین ہیں۔

آپ کا تمام کائنات کو فیض پہنچانا حیات کے ساتھ متصف ہوئے بغیر متصور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام کائنات کو رحمتہ للعالمین ہونے کے حوالے سے فیض پہنچانا آپ ﷺ کی حیات پر روشن دلیل ہے۔

۹۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

(الفرقان ۲۵:۱)

بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کو ڈر سنانے والے ہو جائیں۔

اس آیت مبارکہ سے بھی یہ ثابت ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ کا عالمین کے لئے رحمت ہونا آپ کی حیات طیبہ کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی طرح آپ کا عالمین کے لئے رسول ہونا بھی آپ کی حیات کا مقتضی ہے۔

رسالت' رسول اور مرسل الیہ (جس کی طرف رسول بھیجا گیا) کے درمیان علمی اور عملی قسم کا مخصوص رابطہ ہے جس کے بغیر رسالت کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا تو حضور اقدس ﷺ تمام جہانوں کے لئے اسی وقت رسول ہو سکتے ہیں جب علم اور ادراک کا یہ رابطہ قائم ہو اور حیات کے بغیر یہ رابطہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ

(الانفال ۸:۳۳)

اور اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں تشریف فرما ہوں۔

استدلال

کفار و مشرکین کے کہنے کے باوجود کہ ہم پر عذاب لے آ' اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ان کو عذاب نہیں دیں گے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان میں تشریف فرما ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ پہلی امتوں کو پتھروں کی بارش پڑنے' بستیوں کو الٹنے اور صورتیں مسخ کرنے کی شکل میں جو عذاب دیا جاتا تھا امت

Marfat.com

مصطفوی قیامت تک ایسے عذاب سے محفوظ رہے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ زندہ جاوید ہیں۔

وانت فیھم جملہ حالیہ ہے اور حال بمنزل شرط کے ہوتا ہے جیسے کہ نور الانوار میں ہے۔

والحال یکون شرطا وقیدا للعامل (نور الانوار: ۱۱۸)	اور حال عامل کے لئے شرط اور قید ہوتا ہے۔

اس آیت مذکورہ سے آپ ﷺ کا تشریف فرما ہونا شرط ٹھہرا جب یہ شرط پائی جائے گی تو پھر امت محمدیہ عذاب سے محفوظ و مامون رہے گی۔ جس طرح یہ امت عذاب سے محفوظ رہے گی اسی طرح آپ ﷺ بھی امت میں تشریف فرما ہوں گے۔ انت سے مراد فقط روح ہی نہیں بلکہ جسم مع الروح ہے۔ اسی لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جسم اقدس کے ساتھ اپنے مزار اقدس میں تشریف فرما ہیں اور امت کے احوال کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اگرچہ روحانی طور پر ہر جگہ موجود ہوسکتے ہیں۔

یہ سوال کہ آیت کا اطلاق فقط ظاہری حیات تک تھا یا اس کے بعد بھی ہے اس کے بارے میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (ھذہ الآیۃ ظاھرۃ فی عمومھم) (شرح الشفاء، ۱:۲۶۱)	اس آیت کریمہ میں انت فیھم کا اطلاق حیات ظاہری اور دنیا سے پردہ پوشی فرمانے کے بعد والی زندگی دونوں پر ہے۔
۱۱۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب ۶:۲۲)	نبی اکرم ﷺ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ قرب ہیں اور آپ کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقرب ہے۔ (تحذیر الناس: ۱۴)

ایک دوسرے مقام پر اس آیت کریمہ کے متعلق یوں اظہار خیال کرتے ہیں:
"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کے دونوں جملے جدا جدا آپ کی حیات پر اس طرح دلالت کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قرآن کے ماننے والوں کو انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی" (آب حیات: ۴۰-۴۱)

جانوں سے بھی زیادہ مومنین کے ساتھ قرب حیات کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا اور پھر ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کی ممانعت ہے۔ ان سے نکاح نہ کرنا بھی آپ ﷺ کی حیات پر دلیل ہے اس کی تصریح نیچے مذکور آیت میں ملاحظہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا
(الاحزاب، ۵۳:۳۳)

اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اذیت دو۔ اور تم آپ کی ازواج مطہرات سے (آپ کی ظاہری حیات سے پردہ پوشی کے بعد) کبھی بھی نکاح نہ کرو۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ

قال معمر وبلغنی ان طلحۃ قال لو قبض النبی ﷺ لتزوجت عائشہ
شفاء السقام: ۲۰۹)

معمر نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ طلحہ نے کہا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی روح قبض ہو جائے تو میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح کروں گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ایسا کہہ کر آپ کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

امام تقی الدین سبکی فرماتے ہیں:

فانظر محافظۃ القران العزیز علی حفظہ وصونہ مما یوذیہ فی حیاتہ

اے مخاطب! قرآن حکیم کو ہر اس چیز سے محفوظ کرتا دیکھ جو کہ آپ کی

وبعد مماته وهذا معلوم من الدين بالضرورة واشعار الاية الكريمة بان نكاحهن بعد الموت يوذيه فيقتضي انه يتاذى بعد الموت

(شفاء السقام:۱۵٦)

حیات میں یا آپ کی ممات کے بعد تکلیف پہنچائے اور یہ بات ضروریات دین سے معلوم ہے اور آیہ کریمہ کا یہ بات سمجھانا کہ آپ کی موت کے بعد ان سے نکاح کرنا آپ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ یہ چیز تقاضا کرتی ہے اس بات کا کہ موت کے بعد آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔

حضور ﷺ کو تکلیف پہنچنا آپ کی حیات مبارکہ پر دلیل ہے کیونکہ یہ تکلیف بغیر احساس وشعور نہیں ہو سکتی اور احساس وشعور حیات کو لازم ہے۔ اس آیت کریمہ میں ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت کی وجہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا اعزاز علی دیوبندی رقمطراز ہیں۔

فمثله ﷺ كمثل شمع فى حجره اغلق بابها فهو مستور عمن هو خارج الحجره ولكن نوره كما كان بل ازيد ولهذه احرم نكاح ازواجه بعده ولم يجر احكام الميراث فيما تركه لانهما من احكام الموت

(حاشیہ نور الایضاح:۲۰۵)

پس نبی اکرم ﷺ (کے محجوب ہونے) کی مثال ایسے ہی ہے جیسے شمع کو حجرے میں رکھ دیا اور اس کے دروازے کو بند کردیا تو وہ شمع اس شخص سے مستور ہوگی جو کہ حجرے سے خارج ہو لیکن اس کی روشنی ایسے ہی ہوتی ہے جیسے کہ پہلے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ یہی وجہ ہے کہ آپ کا وصال ہونے کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح حرام ہے اور نہ ہی آپ کے چھوڑے ہوئے (مال) میں

Marfat.com

وراثت کے احکام جاری ہوئے کیونکہ
یہ دونوں موت کے احکامات میں سے
ہیں۔

مولانا قاسم نانوتوی اس طرح رقمطراز ہیں۔

"وہاں علاقہ حیات انبیاء علیہم السلام منقطع نہیں ہوتا۔ اس لئے ازواج نبوی ﷺ اور اموال نبوی ﷺ بدستور آپ کے نکاح اور ملک میں باقی ہیں اور اغیار کو اختیار نکاح ازواج اور ورثاء کو اختیار تقسیم اموال نہیں۔ بالجملہ موت انبیاء اور موت اعوام میں زمین و آسمان کا فرق ہے"۔ (آب حیات: ۱۶۸)

مختصراً یہ کہ اس آیہ کریمہ میں آپ کی ظاہری حیات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت آپ کی حیات پر دلیل ہے اور ان کے ساتھ نکاح کا جائز ہونا موت کے احکامات میں سے ہے اور آپ تو زندہ ہیں اس لئے آپ کی ازواج سے نکاح جائز نہیں۔ ہاں شہداء کے انتقال کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح جائز ہے کیونکہ ان کی حیات اور انبیاء کی حیات میں فرق ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

۱۳۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء ۴:۶۴)

اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرکے تیرے پاس آئیں پس اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کی شفاعت فرمادیں تو یقیناً وہ اللہ کو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

امام ابن حجر مکی شافعیؒ فرماتے ہیں:

دلت علی حث الامۃ علی المجی الیہ ﷺ والاستغفار عندہ واستغفارہ لھم وھذا لا ینقطع بموتہ والایۃ

یہ آیت کریمہ امت کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور ان کے پاس اللہ سے مغفرت طلب کرنے اور

Marfat.com

الكريمة وان وردت فی قوم معينين فی حال الحياة نعم بعموم العلة كل من وجد فيه ذالك الوصف فی الحياة وبعد الممات و لذالک فهم العلماء منها العموم لجائين

(شفاء السقام: ۸۱-۸۲، الجواہر المنظم: ٦، شواہد الحق: ٦١)

حضور ﷺ کا ان کے لئے استغفار کرنا ان کو ابھارتا ہے اور یہ چیز آپ ﷺ کی موت سے ختم نہیں ہوتی۔ اور یہ آیت کریمہ اگرچہ معین قوم کے بارے میں (آپ کی حیات ظاہری میں) نازل ہوئی لیکن علت کے عام ہونے کی وجہ سے اس کا حکم ہوگا ہر وہ آدمی جس میں یہ وصف آپ کی حیات میں یا آپ کی حیات کے بعد پایا جائے (کہ جو کوئی بھی بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہو اور مغفرت طلب کرے اور پھر حضور ﷺ بھی اس کے لئے شفاعت فرمائیں (یوں اللہ پاک ان کی توبہ کو قبول فرمائے گا) یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس آیت میں تمام آنے والوں کے لئے عموی حکم سمجھایا ہے (کہ وہ حیات میں آئیں یا بعد از وصال حضور ﷺ بھی ان کے لئے شفاعت کریں گے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قدم علينا اعرابی بعد ما دفنا رسول الله ﷺ بثلاثة ايام فرمى بنفسه على قبره وحثا على راسه من ترابه

ایک اعرابی ہمارے پاس حضور ﷺ کی تدفین کے تین روز کے بعد آیا اس نے اپنے آپ کو قبرانور پر رگڑا

وقال: یارسول اللہ ﷺ قد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی من القبر قد غفرلک

(شواہد الحق:۸۷)

اور اپنے سر پر قبرانور کی خاک پاک ڈالی اور (اسی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا کے حوالے سے) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ میرے لئے اللہ سے بخشش طلب کیجئے پس قبر سے آواز آئی تحقیق تیری بخشش کردی گئی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی اس آیت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"رہی آئتیں سوایک توان میں سے یہ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کی امت اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو۔ آپ کا وجود ترتیب تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہو گا کہ آپ قبر میں زندہ ہوں"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ

(السجدہ ۳۲:۲۳)

اور تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کی۔ پس اے محبوب! آپ اس (کتاب) کے ملنے میں شک نہ کریں۔

اس آیت کے بارے میں مفسرین کی آراء موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں۔

فلاتکن فی شک من لقاء موسیٰ

پس آپ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ

فانک تراہ و تلقاہ

(تفسیر کبیر:۱۸۶)

ملاقات کرنے کے بارے میں شک نہ کیجئے بیشک آپ ان کو دیکھیں گے اور ان سے ملیں گے۔

۲۔ علامہ محمود احمد آلوسی فرماتے ہیں:

عن ابن عباس انہ قال فی الایہ ای من لقاء موسیٰ

(روح المعانی' ۲۱:۷ ۱۳)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت کریمہ میں کہ لقاء سے مراد لقاء موسیٰ ہے۔

۳۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

قال ابن عباس فلا تکن فی مریۃ من لقائہ انہ قد رای موسی ولقی موسیٰ لیلۃ اسری بہ

(ابن کثیر' ۳:۴۶۳)

ابن عباس نے کہا فلا تکن فی مریۃ میں لقاء سے مراد یہ ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور شب معراج ان سے ملاقات کی۔

۴۔ امام جلال الدین محلی فرماتے ہیں۔

قد التقیا لیلۃ الاسراء

(جلالین:۴۱۸)

تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور موسیٰ علیہ السلام کی باہم ملاقات معراج کی رات ہوئی۔

۵۔ علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ مسلم شریف میں ہے:

کان قتادہ تفسرھا ان النبی ﷺ قد لقی موسیٰ علیہ السلام

(شفاء السقام:۱۳۹)

قتادہ اس آیہ کریمہ کی تفسیریوں کرتے ہیں بے شک نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

۶۔ اما شوکانی رقمطراز ہیں:

قال المفسرون وعد رسول اللہ ﷺ انہ سیلقی موسیٰ قبل ان یموت ثم لقیہ فی السماء وبیت

مفسرین نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آپ کی

Marfat.com

المقدس حین اسری به
(فتح القدیر، ۴:۲۵۶)

ملاقات ہوگی جب حضور ﷺ معراج پہ گئے تو آپ کی ملاقات آسمان پر بھی ہوئی اور بیت المقدس میں بھی ہوئی۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ فرمایا تھا اور پھر معراج کے موقع پر آپ ﷺ سے موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات بھی ہوئی اور یہ بات بغیر حیات کے متصور نہیں ہو سکتی۔

باب دوم
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
احادیث کی روشنی میں

باب دوم

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
احادیث کی روشنی میں

Marfat.com

گزشتہ باب میں ہم نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے ثبوت میں آیات قرآنیہ بیان کیں۔ اب ہم احادیث طیبہ کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کی حیات اور بالخصوص حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ یہ بات مزید عیاں ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اب بھی اپنی قبر انور میں زندہ و جاوید ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات میں عبادت کرتے ہیں

امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کو بیان کیا ہے۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون
(الخصائص الکبری ۲:۲۸۱)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔

ابو نعیم نے حلیہ میں روایت ہے

عن یوسف بن عطیہ قال: سمعت ثابتا البنانی یقول لحمید الطویل ھل بلغک ان احدا یصلی فی قبرہ الا الانبیاء قال لا
(الحاوی للفتاوی ۲:

یوسف بن عطیہ سے مروی ہے کہ میں نے ثابت بنائی کو حمید طویل سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہو؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں"

حضور نبی اکرم ﷺ نے سفر معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مررت علی موسیٰ وھو یصلی فی قبرہ
(المسلم ۲:۲۶۸)

میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی قبر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔

Marfat.com

بعض احادیث میں ہے کہ ایک مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد رایتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال شنوۃ واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس بہ شبھا عروہ بن مسعود الثقفی واذا ابراھیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوٰۃ فامتھم
(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم ۵۲۹-۵۳۰)

تحقیق میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ درمیانے قد، گھنگریالے بال والے ہیں گویا وہ شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان سے قریبا ہم شکل عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ ان کے ہم شکل تمہارے صاحب یعنی میں ہوں پس نماز کھڑی ہوگئی اور میں نے ان کی امامت کروائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ
(القول البدیع: ۱۶۸)

میں معراج کی رات سرخ وادی کے مقام پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

کانی انظر الی موسیٰ واضعا اصبعیہ فی اذنیہ
(شفاء السقام: ۱۳۸)

گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اس حال میں کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں۔

مررت لیلۃ اسری بی علی موسیٰ بن

میں معراج کی رات موسیٰ بن عمران

Marfat.com

عمران رجل ادم طوال جعد کانہ من رجال شنوءۃ و رایت عیسیٰ ابن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الراس

لمبے گھنگریالے بالوں والے کے پاس سے گزرا گویا کہ وہ شنوہ قبیلے میں سے ہے اور میں نے عیسیٰ ابن مریم کو دیکھا۔

(شفاء السقام: ۱۳۸)

اسی مسئلہ کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر یوں فرمائی۔

کانی انظر الی موسیٰ علیہ السلام ھابطا من الثنیہ ولہ جوار الی اللہ تعالیٰ بالتلبیہ

موسیٰ علیہ السلام کو میں گھاٹی سے اترتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور وہ گڑگڑاتے ہوئے تلبیہ کہہ رہے تھے۔

(المسلم مع نووی، ۲: ۲۲۸)

مذکورہ بالا ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نہ صرف زندہ ہیں بلکہ احکامات الٰہی مثلاً نماز حج اور دیگر عبادات سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ علماء محدثین کے اقوال میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں عبادت سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور زندوں جیسے اعمال بجالاتے ہیں۔

علماء و محدثین کے اقوال سے تائید

ا۔ امام زرقانی

الانبیاء و الشھداء یاکلون فی قبورھم و یشربون و یصلون و یصومون و یحجون

انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب، ۵: ۳۳۲)

Marfat.com

۲۔ امام قسطلانی

قد ثبت ان الانبیاء یحجون ویلبون فان قلت کیف یصلون ویحجون ویلبون وھم اموات فی الدار ولیست دار عمل فالجواب انھم کالشھداء بل افضل منھم والشھداء احیاء عند ربھم یرزقون فلا یبعدان یحجوا ویصلوا

(زرقانی علی المواہب' ۵: ۳۳۳)

اور بے شک ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام حج کرتے ہیں اور تلبیہ کہتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ مردہ ہیں اور دوسرے گھر میں ہیں اور وہ دار العمل نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ ان کا حال شہداء کی طرح بلکہ ان سے بھی افضل ہے اور وہ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں تو اگر وہ حج کریں اور نماز پڑھیں تو کیا بعید ہے؟

۳۔ ملا علی قاری

وانہ لم یقل احد ان قبورھم وارواحھم غیر معلقۃ باجسادھم لئلا یسمعوا سلام من یسلم علیھم وکذا اورد ان الانبیاء یلبون ویحجون ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم اولی بھذہ الکرامات

(جمع الوسائل' ۲: ۳۳۸)

بے شک کوئی یہ نہیں کہتا کہ ان کی قبریں ان کے اجساد (جسموں) سے خالی ہیں اور ان کی ارواح کا ان کے اجسام سے کوئی تعلق نہیں اور جو کوئی ان پر سلام پیش کرتا ہے وہ اسے نہیں سنتے تو ایسا ہی انبیاء کے بارے میں آیا ہے کہ بیشک انبیاء کرام تلبیہ کہتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کرامات کے بہت زیادہ حقدار ہیں۔

۴۔ مولانا انور شاہ کاشمیری

اعلم انہ قد تکلمنا مرۃ فی معنیٰ

یاد رکھو ہم پہلے حیات انبیاء اور حیات

Marfat.com

حیات الشھداء والانبیاء علیھم السلام وحاصلہ ان الحیاۃ بمعنی افعال الحیاۃ

فیض الباری '۳:۶۲۵)

شداء کے متعلق بحث کر چکے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ ان کے زندہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ زندوں جیسے کام کرتے ہیں۔

ان تمام تصریحات سے یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام نہ صرف اپنی قبور میں زندہ ہیں بلکہ جمیع عبادات مثلاً نماز' روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور اپنے مولیٰ کی یاد میں ہمہ وقت مستغرق رہتے ہیں۔

واقعہ معراج اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیث کی مشہور کتب میں واقعہ معراج کا ذکر ہے' اور اس کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ روایات مروی ہیں۔ لہٰذا ہم یہاں علامہ تقی الدین سبکی اور علامہ سخاوی کے حوالے سے ان روایات کا خلاصہ اور استدلال ذکر کر رہے ہیں۔

وفی حدیث ابی ذر ومالک بن صعصعۃ فی قصۃ المعراج انہ لقیھم فی جماعۃ من الانبیاء بالسموات فکلھم و کلموہ و کل ذالک صحیح لایخالف بعضہ بعضافقد یری موسی علیہ السلام قائم یصلی فی قبرہ ثم یری بموسی وغیرہ الی بیت المقدس 'کما اسری نبینا فیراھم فیہ ثم یعرج بھم الی السموات کما عرج نبینا فیراھم فیھا کما اخبر قال وحلولھم فی اوقات مختلفۃ لمواضع مختلفۃ جاز فی العقل کما ورد بہ خبر

ابوذر اور مالک بن صعصعہ کی واقعہ معراج والی حدیث سے ثابت یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں پر انبیاء کی ایک جماعت سے ملے اور آپ نے ان سے کلام کیا اور انہوں نے آپ سے کلام کیا یہ سب کچھ درست ہے اس کا بعض حصہ دوسرے بعض حصے کی' مخالفت نہیں کرتا تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موسیٰ علیہ اسلام اور دوسرے انبیاء کو قبر میں کھڑے نماز. پڑھتے ہوئے دیکھا پھر موسیٰ علیہ اسلام اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس کی سیر

Marfat.com

الصادق وفی کل ذالک دلالۃ علی حیاتھم
(القول البدیع:۱۶۸؛ شفاء السقام:۱۳۵)

کرائی گئی جیسے کہ ہمارے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی۔ پس آپ نے ان انبیاء کو بیت المقدس میں دیکھا اور پھر آسمانوں پر لے جایا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو لے جایا گیا پس آپ نے آسمانوں پر بھی ان کو دیکھا جیسے آپ نے خبر دی اور فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر حلول ہونا، عقل جائز گردانتی ہے جسے نبی صادق حضور ﷺ نے حدیث میں بیان فرمایا۔ ان تمام چیزوں میں انبیاء کی حیات پر دلالت ہے۔

ملا علی قاری" اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والاظھر ان صلاتہ لھم فی بیت المقدس کان قبل العروج قلت قد سبق انھم احیاء عند ربھم وان اللہ حرم علی الارض ان تاکل لحومھم ثم اجسادھم کارواحھم لطیفۃ غیر کثیفۃ فلامانع لظھورھم فی عالم تملک والملکوت علی وجہ الکمال بقدر ذی الجلال وبما یوید تشکل الانبیاء علی وجہ الجمع بین اجسادھم وارواحھم قولہ فاذا

اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا انبیاء کو بیت المقدس میں نماز پڑھانا یہ عروج سے پہلے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے گزر چکی کہ انبیاء علیہم السلام اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کے گوشت کو کھانا حرام کردیا ہے پھر ان کے اجسام بھی روحوں کی طرح لطیف ہیں لہٰذا اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ ان کے اجسام عالم دنیا اور عالم ملکوت میں اللہ

موسیٰ قائم یصلی فان حقیقۃ الصلوٰۃ ھی الاتیان بالفعل المختلفۃ للاشباح للارواح

(مرقاۃ '۱۱: ۱۵۷)

تعالیٰ کی قدرت سے کامل طور پر ظاہر ہوں جیسا کہ معراج کی رات انبیاء علیہم السلام کا اپنی روح و جسم سمیت تشریف لانا اس بات کی تائید کرتا ہے اس کی دلیل فرمان رسول ﷺ ہے کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے۔ نماز کی حقیقت' مختلف اعمال کا بجا لانا جسموں کا کام ہے نہ کہ روحوں کا۔

ایک اور مقام پر حضور ﷺ کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

فیہ دلیل علی ان الانبیاء احیاء حقیقۃ

(مرقاۃ '۱۱: ۱۴۳)

اس میں دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام حقیقتاً زندہ ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس سے

اذان و اقامت کا سنائی دینا

واقعہ کربلا کے بعد یزید کو جب یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت کو اعلانیہ فسخ کر دیا ہے تو اس نے ان لوگوں کو اپنی بیعت پر مجبور کرنے کے لئے ایک لشکر کو مدینہ منورہ بھیجا اور کہا کہ میں تم پر تین دن کے لئے مدینہ منورہ حلال کرتا ہوں۔ ہر قسم کا ظلم' بدکاری' قتل' ڈاکہ' لوٹ مار جو چاہو کرو' اجازت ہے۔ حالانکہ یہ بات حضور اکرم ﷺ کے اس حکم کے بالکل خلاف ہے۔

آپ نے فرمایا:

من اراد اھل المدینۃ بسوء اذابہ اللّٰہ

جس شخص نے اہل مدینہ کے ساتھ ذرہ

كما يذوب الملح في الماء
(مسلم '١:٤٤٥)

برابر زیادتی کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں ڈال کر یوں ختم کردے جیسے نمک پانی میں گھل کر ختم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر بھی آپ کا ارشاد ہے:

من احدث فيها حدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل
(البخاری '١:٢٥١)

جس نے مدینہ میں کوئی حادثہ بپا کیا اس پر اللہ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس سے نہ نفل قبول کیا جائے گا نہ فرض۔

چونکہ تین دن کے لئے مدینہ مباح کردیا گیا تھا لہٰذا قتل وغارت اور بدکاری کا بازار خوب گرم ہوا' مسجد نبوی پر حملہ ہوا اذان واقامت معطل کردی حتیٰ کہ گھوڑے' خچر اور اونٹ مسجد نبوی میں باندھ دیئے گئے' سرکار دوعالم ﷺ کے روضہ انور کی بے حرمتی کی گئی۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ لوگ جب ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے حضرت ابوسعید خدری؄ نابینا ہو چکے تھے وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ سپاہیوں نے انہیں پہچان لیا' ان کی داڑھی پکڑ کر منہ پر طمانچے مارے۔ لوگ اپنی عزت وآبرو اور جان ومال بچانے کے لئے اپنے گھروں میں چھپے ہوئے تھے اس وقت میں (سعید بن مسیب) مسجد نبوی شریف میں تھا۔ باہر نکلنے کا موقع نہ مل سکا تو حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کے قریب منبر (جس پر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے) کے نیچے چھپ گیا۔ تین دن اور تین راتیں وہیں رہا۔ اس دوران پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون سا وقت ہے' کون سی نماز؟ اس لئے اندر بیٹھ کر ہی نماز ادا کرتا۔

اس دور کی اس حالت کو حضرت سعید بن مسیب؄ یوں بیان کرتے ہیں

وما ياتي وقت صلوٰة الا سمعت

کسی نماز کا وقت بھی ایسا نہیں آیا کہ

الاذان من القبر
(الحاوی للفتاوی' ۲:۲۶۶)

میں نے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور سے اذان کی آواز نہ سنی ہو۔

یہی روایت مختلف الفاظ کے ساتھ اور بھی کئی کتب میں آئی ہے مثلاً طبقات ابن سعد میں اس طرح ہے۔

فکنت اذا حانت الصلوٰۃ اسمع اذانا یخرج من قبل القبر الشریف
(الحاوی للفتاوی' ۲:۲۶۶)

جب نماز کا وقت آتا تو میں آپ کی قبر شریف میں سے نکلی ہو آواز کو سنتا تھا۔

یہی روایت اخبار مدینہ میں حضرت زبیر بن بقار رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

لم ازل اسمع الاذان والاقامۃ من قبر رسول اللہ ﷺ ایام حرۃ حتی عاد الناس
(مشکوٰۃ المصابیح: ۵۴۵)

میں مسلسل حضور اکرم ﷺ کی قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز ایام حرہ کے دوران سنتا رہا یہاں تک کہ وہ لوگ واپس لوٹ آئے۔

مسند دارمی میں اس طرح ہے۔

کان لایعرف وقت الصلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی ﷺ
(زرقانی علی المواہب' ۵:۳۳۲)

وہ نماز کا وقت نہیں جانتے تھے مگر اس گنگناہٹ سے جو کہ قبر النبی ﷺ سے سنتے تھے۔

انبیاء علیہم السلام کو مزارات میں رزق دیا جاتا ہے

متعدد کتب احادیث بیہقی' ابن ماجہ' ابو داؤد وغیرہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اکثروا علی صلوۃ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھدہ الملائکۃ فان

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے اور اس

Marfat.com

احدالن يصلى الا عرفت على صلوته حتى يفرغ منها قال قلت بعد الموت: قال: وبعد الموت' ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يرزق

(ابن ماجہ' ۱: ۵۲۴' مشکوۃ المصابیح: ۱۲۱' جلاء الافہام: ۶۳)

میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی جمعہ کے دن مجھ پر سلام پڑھتا ہے اس کا سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے میں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں موت کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ سلامت رہتے ہیں

حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: من افضل ايامكم يوم الجمعه فيه خلق ادم وفيه قبض وفيه النفخه وفيه الصعقه فاكثروا على من الصلوٰة فان صلاتكم معروضه على: قالوا يارسول وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد ارمت يعنى بليت قال: ان اللّٰہ قد حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء

(ابن ماجہ: ۷۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے افضل دن یوم جمعہ ہے اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی اور اسی دن میں صور پھونکا جائے گا اور اس دن میں تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو بے شک تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ ہمارے درود آپ کی خدمت میں کیسے پیش کئے جاتے ہیں حالانکہ آپ کا جسم اطہر بوسیدہ

Marfat.com

ہو چکا ہو گا؟ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا‘ حرام کر دیا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اکثروا الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فانہ یوم مشہود تشہدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علی الا بلغتنی صلاتہ حیث کان‘ قلنا: وبعد وفاتک قال: وبعد وفاتی ان اللّٰہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(القول البدیع:۱۵۸)

جمعہ کے روز تم مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھو۔ بیشک وہ یوم مشہود ہے ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا (ہاں) میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

افرشوا لی قطیفتی فی لحدی فان الارض لم تسلط علی اجساد الانبیاء

(الخصائص الکبریٰ‘ ۲:۲۷۸)

میرے لئے میری لحد میں چادر بچھا دو۔ بیشک زمین کو انبیاء کے اجسام پر مسلط نہیں کیا گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لاتاکل الارض جسد من کلمۃ روح القدس

(جلاء الافہام:۳۱)

زمین اس کا جسم نہیں کھائے گی جس سے روح القدس نے کلام فرمایا۔

ابو العالیہ کہتے ہیں:

ان لحوم الانبیاء لاتبلیھا الارض

بے شک انبیاء علیہم السلام کے گوشت

ولاتاکلها السباع
(الخصائص الکبریٰ‘ ۲:۲۸۰)

کو نہ زمین بوسیدہ کر سکتی ہے اور نہ ہی درندے کھا سکتے ہیں۔

حضرت حسن فرماتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ من کلمۃ روح القدس لم یوذن الارض ان تاکل من لحمہ
(الخصائص الکبریٰ‘ ۲:۲۸۰)

حضور ﷺ نے فرمایا روح القدس نے جس آدمی سے کلام کیا زمین کو اس کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کا محفوظ رہنا احترام کے سبب قرار دیتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی رقمطراز ہیں:

"اور احترام اجساد جبھی متصور ہے کہ مادہ حیات اور تعلق روح باقی ہو ورنہ جسم بے روح منجملہ جمادات ہے اس کو زمین پر چنداں فوقیت نہیں" (آب حیات: ۳۲)

نبی رحمت کی حیات و ممات دونوں امت کے حق میں بہتر کیسے؟

۱۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم
(صحیح مسلم‘ الشفا: ۱۹‘ الحاوی للفتاوی ۲: ۳)

میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے خیر ہے۔

۲۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللّٰہ علیہ وما کان من سیئ استغفرت اللّٰہ لکم
(الخصائص الکبریٰ‘ ۲ : ۲۸۱‘ زرقانی علی المواہب‘ ۵:۳۳۷)

میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں پس اچھے اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور برے اعمال پر تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب

Marfat.com

کرتا ہوں۔

۳۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

حیاتی خیرلکم تحدثونی ونحدث لکم فاذاانامت کانت وفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فان رایت خیرا حمدت اللہ وان رایت غیر ذالک استغفرت اللہ لکم

(القول البدیع: ۱۶۰)

میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مجھ سے ہم کلام ہوتے ہو اور میں تم سے ہم کلام ہوتا ہوں اور جب میں وفات پا جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اگر میں بہتر اعمال دیکھوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں اور اگر اس کے علاوہ (برے اعمال) دیکھوں تو میں تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

۴۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیرلکم: ثلاثہ مراہ وفاتی خیرلکم: ثلاثہ مراہ سکت القوم فقال عمر بن الخطاب: بابی انت وامی کیف یکون ھذا؟ قال: حیاتی خیرلکم ینزل علی الوحی من السماء فاخبرکم بما یحل لکم وما یحرم علیکم وموتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم کل خمیس فما کان من حسن حمدت اللہ عزوجل علیہ وما کان من ذنب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے تین بار فرمایا۔ اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ بھی تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر قوم خاموش ہوگئی تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یہ کیسے ہوگا؟ (موت بہتر کیسے) فرمایا: میری حیات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی نازل

استوجبت لکم ذنوبکم

(حجۃ اللہ علی العالمین: ۷۱۳)

ہوتی ہے پس میں تمہیں بتاتا ہوں وہ چیزیں جو تم پر حلال ہیں اور وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں اور میری وفات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات کو میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں پس اگر وہ اعمال بہتر ہوں۔ تو میں اس پر اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور اگر وہ اعمال برے ہوں تو میں تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں۔

۵۔ اکثروا علی من الصلوٰۃ فی کل یوم جمعۃ فان صلوٰۃ امتی تعرض علی فی کل یوم جمعۃ فمن کان اکثرھم علی صلوٰۃ کان اقربھم منی منزلۃ

(شفاء السقام: ۱۳۶)

ہر جمعہ کے روز کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھو بے شک میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے۔ پس جس نے مجھ پر کثرت سے درود بھیجا وہ مرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے قریب ہو گا۔

۶۔ انہ قال: اکثروا علی من الصلوٰۃ فی یوم الجمعۃ فانہ لیس احد یصلی علی یوم الجمعۃ الا عرضت علی صلاتہ

(القول البدیع: ۱۵۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: تم مجھ پر جمعہ کے دن درود پڑھنے کی کثرت کرو۔ بیشک جو کوئی جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۷۔ ابن عمر روایت فرماتے ہیں:

اکثروا من السلام علی نبیکم کل

اپنے نبی ﷺ پر جمعہ کے روز سلام

جمعۃ فانہ یوتی بہ منکم فی کل جمعۃ
(الشفاء: ۴۵۳)

کی کثرت کرو بے شک ہر جمعہ کے دن تمہارا سلام (بارگاہ اقدس میں) پیش کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا روایات سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں امت کے اعمال کا پیش ہونا اور ہر اچھے عمل پر اللہ کی حمد بیان کرنا اور برے اعمال پر اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے مغفرت طلب کرنا ثابت ہے اور یہ جملہ امور بغیر حیات کے ممکن نہیں ہیں۔

حضور اکرم ﷺ سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم یسلم علیّ فی شرق ولا فی غرب الا وانا وملائکۃ ربی نرد علیہ السلام
(جلاء الافہام: ۱۹، القول البدیع: ۱۵۹)

مشرق و مغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ما من احد یسلم علی الا رد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام
(مشکوٰۃ المصابیح: ۸۶،
سنن ابی داؤد: ۲۸۶)

جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ ان روایات کے بارے میں فرماتے ہیں:

قد تضمنت الاحادیث المتقدمۃ ان روح النبی ﷺ ترد علیہ وانہ یسمع ویرد السلام
(شفاء السقام: ۱۳۳)

احادیث مذکورہ اس بات کی متضمن ہیں کہ حضور ﷺ کی روح آپ پر لوٹا دی گئی ہے اور بے شک آپ سلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب مرحمت

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

ایک علمی نکتہ

یہاں "علی روحی" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعض روایات میں الی روحی کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ سنن بیہقی میں یہ حدیث دو جگہ مروی ہے۔ ایک جگہ الی کے ساتھ دوسری جگہ علی کے ساتھ۔ محدثین نے بحث کی ہے کہ کون سا صلہ بہتر ہے۔ تو وہ محدثین جن کے پیش نظر ادب رسالت مآب بہت زیادہ ہے وہ الفاظ کے چناؤ میں بھی اس کا خیال کرتے ہیں۔

جب رد بصلہ الی آئے تو ناپسندیدگی کے ساتھ لوٹانے یا واپس کردینے کا معنی پایا جاتا ہے۔ گویا ایک چیز قبول نہ ہو اور واپس کردی جائے تو رد الی آتا ہے اور جب قبول کرکے لوٹائی جائے تو رد علی آتا ہے محدثین فرماتے ہیں کہ جب روح طیبہ حضور نبی کریم ﷺ کی لوٹائی جاتی ہے یہ شرف وفضیلت عطا کرنے کے لئے ہے۔ اس لئے علی کے ساتھ آنے والی روایت کو انہوں نے پسند کیا ہے۔

ایک اہم اشکال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پڑھے اس وقت آپ کی روح طیبہ لوٹائی جاتی ہے تاکہ سلام کا جواب دیں تو اس حدیث سے حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے بعض اوقات روح کا جدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ علماء ومحدثین نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

- رد اللہ علی روحی جملہ حالیہ ہے جس میں رد فعل ماضی ہے اور نحوی قاعدے کے مطابق جب فعل ماضی حال واقع ہو تو وہاں قد مقدر ہوتا ہے اس قاعدے کی روح سے تقدیر عبارت یوں ہوگی۔

مامن احد یسلم علی الا وقد رد اللہ علی روحی	کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھے مگر یہ کہ اللہ نے میری روح لوٹا دی ہو۔

Marfat.com

جب ماضی پر قد داخل ہوا تو اب یہ معنی نہیں کہ جب سلام پڑھا جائے اس وقت روح لوٹائی جائے گی بلکہ معنی یہ ہو گا کہ سلام پڑھنے سے پہلے روح لوٹا دی جاتی ہے اس لحاظ سے تقدیر عبارت یوں ہو گی۔

مامن احد یسلم علی الا وقد رد اللّٰہ علی روحی من قبل ذالک

کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھے مگر یہ کہ اللہ نے میری روح اس کے سلام پڑھنے سے پہلے نہ لوٹا دی ہو۔

اگر یہ مذکورہ معنی نہ مانا جائے تو چار خرابیاں لازم آئیں گی۔

ایک یہ کہ جسم مبارک سے روح اقدس کے نکلنے کی وجہ سے تکلیف ہو گی یا کم ازکم بار بار روح کا نکلنا حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کے منافی ہے۔

دوسرے یہ کہ روح کا بار بار جسم سے نکلنا اور داخل ہونا شہداء اور غیر شہداء کی شان کے ہی خلاف ہے کیونکہ ان کے بارے میں یہ چیز ثابت نہیں ہے کہ عالم برزخ میں ان کی روحیں بار بار جدا ہوتی ہیں تو حضور ﷺ تو ان سے کہیں بلند شان کے مالک ہیں۔

تیسرے یہ کہ روح کا بار بار نکلنا اور پھر واپس آنا نص قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں ہے۔

رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (المومن:۱۱)

اے ہمارے رب تو نے دو مرتبہ ہمیں موت سے دوچار کیا اور دو بار ہی ہمیں زندگی دی۔

چوتھے یہ کہ یہ چیز احادیث کے خلاف ہے اور جو چیز قرآن اور سنت متواترہ کے خلاف ہو اس کی تاویل لازم ہے ورنہ وہ روایت باطل ہو گی۔ لہٰذا اس سے گزشتہ معنی مراد لینا واجب ہے۔

۲۔ یہاں رد اللہ روحی استعارۃ استعمال ہوا ہے جیسے حدیث اسریٰ میں ہے کہ حضرت

انس رضی اللہ عنہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام پس حضور ﷺ بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے۔
(البخاری ۲: ۱۱۲۱)

محدثین نے لفظ **استیقظ** کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نیند سے بیداری نہ تھی بلکہ آپ ﷺ شب معراج جن مشاہدات میں مستغرق تھے اس کیفیت میں جب مخلوق کی طرف توجہ ہوئی تو فرمایا میں نے اپنے آپ کو مسجد حرام میں پایا گویا یہ استغراق سے رجوع الی الخلق مراد ہے۔

چونکہ بعد از وصال آقائے نامدار ﷺ ہر وقت مشاہدہ حق اور عجائب ملکوت میں مستغرق ہو گئے جیسے نزول وحی کے وقت آپ پر کیفیت طاری ہوئی تھی۔ استغراق کی اس کیفیت میں امتی کے سلام کا جواب دینے کے لئے ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس دوران جو افاقہ ہوتا ہے اس کو رد روح سے تعبیر کیا ہے۔

۳۔ مذکورہ حدیث شریف میں **و ما من احد** کے الفاظ ہیں جن میں ما عموم کے لئے ہے جو تمام مخلوق جن 'انسان' ملائکہ سب کو شامل ہے۔ نظام کائنات میں کہیں دن ہے اور کہیں رات اور اس طرح نمازوں کے اوقات بھی ہر وقت موجود رہتے ہیں پس جس طرح وقت کا نظام تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے اسی طرح ہر وقت سلام کے پڑھے جانے اور آپ کی بارگاہ میں پیش کئے جانے کا سلسلہ بھی بغیر انقطاع کے قائم ہے۔ کائنات میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں آپ ﷺ پر سلام نہ پڑھا جاتا ہو اس لئے کسی وقت بھی روح اقدس کا جسم اطہر سے الگ ہونا ثابت نہیں۔

۴۔ یہاں مجاز کے طور پر روح سے نطق مراد لیا گیا ہے اس لئے حدیث کا معنی یہ ہو گا **الا رد اللہ الی نطقی** کہ حضور ﷺ علی الدوام زندہ ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حیات کے ساتھ ہر لحظہ نطق (بولنا) بھی حضور ﷺ کے لئے ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ بھیجنے والے کے سلام کے وقت حضور ﷺ کو نطق عطا فرما دیتا ہے۔

یہاں علاقہ مجاز تلازم ہے کیونکہ نطق کے لئے روح لازم ہے۔ اس لئے اس حدیث میں

Marfat.com

روح بدل کر نطق مراد لیا گیا ہے اور رد سے مراد جدائی کے بغیر بدستور موجود رہنا ہے۔ تو اب حدیث کا معنی یہ ہو گا کہ جب بھی کوئی سلام بھیجنے والا مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے نطق کو اللہ تعالیٰ میرے لئے موجود اور باقی رکھتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

۵۔ یہاں لفظ روح سے کنایہ سمع مراد لیا ہے اور حدیث کا معنی یہ کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو عادت کے طور پر ایسی قوت عطا فرماتا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کی آواز کو خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو سن لیتے ہیں کسی پہنچانے والے کے واسطے کے بغیر سن کر اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں جیسے کہ ابن قیم کے حوالے سے حدیث پاک گزر چکی ہے کہ **یبلغنی صوته کان** کہ اس کی آواز مجھ پر پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔

۶۔ اس حدیث مبارکہ میں لفظ روح سے مراد حیات مراد نہیں ہے بلکہ خوشی و راحت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **فروح وریحان** اس میں **فروح** کی را پر ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے یعنی **فروح** اس لحاظ سے معنی یہ ہو گا کہ آنحضرت ﷺ کو سلام بھیجنے والوں کے سلام سے نہایت خوشی و مسرت اور راحت و فرحت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ اپنے لئے سلام کو بہت پسند فرماتے ہیں اور یہ خوشی حضور ﷺ کو سلام کا جواب دینے پر آمادہ کرتی ہے۔

۷۔ یہاں لفظ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کی قبرانور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کر دیا گیا ہے اور جو حضور اکرم ﷺ کی امت کا سلام آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ لفظ روح سے جبریل علیہ السلام کے علاوہ دوسرے فرشتے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ اشراف ملائکہ کا نام ارواح رکھا جاتا ہے تو رد اللہ الی روحی کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو جو میری قبرانور پر متعین ہے میری طرف بھیج دیتا ہے تاکہ وہ مجھ تک سلام پہنچا دے۔

Marfat.com

۸۔ اس حدیث میں لفظ رد کا معنی سونپنا ہے جیسے کہ امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں ردت الحکم فی کذا الی فلان فوضتہ الیہ میں نے فلاں چیز کے بارے میں فیصلہ فلاں کے سپرد کردیا۔ قرآن پاک میں اس معنی کی تائید بھی موجود ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

اگر کسی معاملہ میں تمہارا تنازع (جھگڑا) ہو تو اس کو اللہ اور (اس کے) رسول ﷺ کے سپرد کردو۔ (النساء ۴: ۵۹)

اب حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سلام بھیجنے والوں کو سلام کا جواب دینا رسول اللہ ﷺ کے سپرد فرمادیتا ہے۔

۹۔ یہاں لفظ روح سے مراد وہ رحمت و شفقت ہے جو حضور ﷺ کے قلب انور میں امت کے لئے پائی جاتی ہے جو آپؐ کی جبلت مقدسہ میں شامل ہے۔

بعض اوقات حضور ﷺ ان لوگوں پر جن کے گناہ زیادہ ہو جائیں غضبناک ہوتے ہیں اور چونکہ آپ پر درود پڑھنا گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے جیسے کہ حضور ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ اگر تو ہر وقت درود پڑھتا رہے تو تو غموں سے نجات پا جائے گا اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے یہ بتادیا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام پڑھے خواہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ جب سلام پڑھتا ہے تو آپ کی فطری رحمت عود آتی ہے اور آپ بنفس نفیس اس سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں جس طرح کہ حدیث پاک میں ہے اور علامہ ابن قیم جلاء الافہام میں بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مشرق و مغرب میں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام پڑھے میں اور میرے رب کے فرشتے اس کا جواب دیتے ہیں۔

بعضوں نے سنا بھی ہے

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں:

حججت فجئت المدینہ فتقدمت الی القبر الشریف فسلمت علی رسول

میں حج سے فراغ پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس

اللہ ﷺ فسمعتہ من داخل الحجرۃ یقول وعلیک السلام

(القول البدیع:۱۶۰)

جاکر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔

سلام بن یحیم کہتے ہیں۔

رایت النبی ﷺ فی النوم قلت: یارسول اللہ ﷺ ھولاء الذین یاتونک یسلمون علیک اتفقہ سلامھم. قال: نعم وارد علیھم

(القول البدیع:۱۶۰)

میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یارسول اللہؐ یہ لوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں کیا آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

---حیات النبی کی دلیل

ابو معمر فرماتے ہیں

علمنی ابن مسعود التشھد وقال: علمنیہ رسول اللہ ﷺ کما کان یعلمنا السورہ من القران التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(جلاء الافہام:۲۱)

مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد سکھایا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تشہد ایسے سکھایا جیسے کہ آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے (اور وہ تشہد ہے) التحیات والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذکورہ حدیث میں جس تشہد کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے اس میں

Marfat.com

السلام علیک ایھا النبی کے الفاظ ہیں اور ان میں صیغہ خطاب ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے ظاہری دور رسالت سے لے کر قیامت تک یہی تشہد صیغہ خطاب سے پڑھا جانا حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کی دلیل ہے جیسا کہ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

هذا الخطاب والنداء الموجود يسمع (الروح: ۱۴)

یہ خطاب اور ندا ایسے وجود کے لئے درست ہے جو کہ سنتا ہو۔

یہ تمام امور حیات کا تقاضا کرتے ہیں شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی اس کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

ويؤيد سماع النبي ﷺ سلام من يسلم عليه من قريب وبعيد مشروعية السلام عليه في التشهد في الصلوٰة بصيغة الخطاب اذ يقول المصلي السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته فلو لم يكن ﷺ حيا يسمع جميع المصلين انما كانوا باسماع الله له ذالك لما كان لهذا الخطاب معنى بل كان صدوره من المصلين اشبه بكلام المجانين منه بكلام العقلاء فانك اذا سمعت متكلما يخاطب انسانا ميتا من عصوره كثيرة او حيا ولكنه في بلاد بعيدة تظن ان ذالك المتكلم قد اختلط عقله---- فاذن لم تشرع لنا

نماز کے دوران تشہد میں حضور ﷺ پر صیغۂ خطاب کے ساتھ سلام کا مشروع ہونا حضور ﷺ پر دور ونزدیک سے سلام پڑھنے والوں کے سلام کو سننے کی تائید کرتا ہے کیونکہ نمازی کہتا ہے اے نبی! ﷺ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔ پس اگر حضور ﷺ اس طرح زندہ نہ ہوں کہ تمام نمازیوں کے سلام کو اللہ تعالیٰ کے سنانے سے بھی نہ سن سکیں تو اس خطاب کا کیا معنی؟ بلکہ نمازیوں سے سلام کا اس طرح صیغہ خطاب کے ساتھ صادر ہونا عقلاء کے کلام کی نسبت بھانڈوں کے کلام سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے

مخاطبۃ النبی ﷺ فی الصلوٰۃ
بھذا الخطاب الا وھو یسمعھا فی
حیاتہ وبعد مماتہ ﷺ حتیٰ ان
بعض الاولیاء سمعوا علی سبیل
الکرامۃ ردہ السلام علیھم عند
قولھم: السلام علیک ایھا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولا استحالۃ
فی ذالک لان الذی اطلعہ علی
الغیب واسمعہ کلام من یخاطبہ من
بعید وقریب وھو اللہ تعالیٰ ولا
فرق عندہ تعالیٰ بین ان یکون ذالک
فی حیاتہ وبعد مماتہ ﷺ فقد صح
انہ حیی فی قبرہ (شواہد الحق: ۲۲۷)

کیونکہ جب تو کسی انسان کو دیکھتا ہے
کہ وہ کسی مردہ یا زندہ کو پکار رہا ہے
جب کہ مخاطب کہیں دور دراز رہتا
ہے تو تو یہی گمان کرے گا کہ اس کی
عقل ماری گئی ہے۔ پس ہمارے لئے
نبی اکرم ﷺ کو نماز میں اس خطاب
کے ساتھ مشروع نہیں کیا گیا مگر اس
حال میں کہ آپ ﷺ اسے اپنی
ظاہری حیات اور اس کے بعد حیات
برزخی میں سنتے ہوں۔ یہاں تک کہ
بعض اولیاء نے کرامتہ نبی کریم
ﷺ کا ان کے قول السلام علیک ایھا
النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے جواب
میں جواب دینا سنا اور یہ چیز محال نہیں
ہے کیونکہ وہ ذات جس نے آپ
ﷺ کو غیب پر مطلع کیا اور ہر اس
آدمی کا کلام سننے کی طاقت عطا فرمائی کہ
جو دور ونزدیک سے آپ سے مخاطب
ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے
اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات میں
کوئی فرق نہیں کہ یہ بات (کلام کا سننا
وغیرہ) آپ ﷺ کی ظاہری حیات
میں ہو یا موت کے بعد۔ تحقیق یہ بات

Marfat.com

درست ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ جاوید ہیں۔

ایک روایت میں بطور خاص عیسیٰ علیہ السلام کی ندا کے جواب کا ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله ﷺ يقول: والذی نفسی بیده لینزلن عیسی ابن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یامحمد لاجیبنه

(الحاوی للفتاوی '۲:۱۴۸)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں ضرور تشریف لائیں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد ﷺ کہیں تو میں ضرور جواب دوں گا۔

حضور ﷺ سفید صحیفے میں نام درج فرماتے ہیں

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی فی یوم الجمعة ولیلة الجمعة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الاخرة وثلاثین من حوائج الدنیا ثم یوکل الله بذالک ملکا یدخله فی قبری کما یدخل علیکم الهدایا یخبرنی بمن صلی علی باسمه ونسبه الی عشیرته فاثبته عندی فی صحیفة بیضاء

(زرقانی علی المواہب' ۵ : ۳۳۶' القول البدیع:۱۵۶)

جو مجھ پر جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات درود پڑھے اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ستر آخرت کی اور تیس اس دنیا کی پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کردیتا ہے جو کہ میری قبر میں درود اس طرح پیش کرتا جس طرح ہدیئے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ مجھے اس آدمی کے نام اور نسب کی اس کے خاندان سمیت خبر دیتا ہے پس میں اس کو اپنے پاس سفید صحیفے میں لکھ لیتا ہوں۔

سب سے پہلے افاقہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الناس یصعقون فاکون اول من یفیق — سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو سب سے پہلے جس کو افاقہ ہو گا وہ میں ہی ہوں گا۔

(الحاوی للفتاوی، ۲: ۲۶۵-۲۶۶)

اس روایت سے بھی حیات النبی ﷺ کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ محض بے ہوشی سے حیات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ قائم رہتی ہے۔

اندر ہوتے ہوئے بھی باہر

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون — حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

(مشکوٰۃ: ۴۵۷)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یهود تعذب فی قبورها — یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

(البخاری، ۱: ۱۸۴)

ایک تمثیل سے استدلال

بطور مثال اگر دو کمرے ساتھ ساتھ ہوں اور درمیانی دیوار میں ایک دروازہ ہو۔ ایک کمرے میں بلب روشن ہو تو دوسرے کمرے میں بھی اس کی روشنی جائے گی۔ اگر دوسرے کمرے میں بلب روشن ہو تو پہلے کمرے میں اسی طرح روشنی جائے گی۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ یہاں رہ کر قبور کے حالات کو جانتے ہیں کہ فلاں قبر میں عذاب ہو رہا ہے یا انعام ہو رہا ہے اور اگر آپ قبر میں ہیں تو اسی طرح آپ باہر دیکھتے ہیں اور باہر کی آواز کو بھی سنتے ہیں۔

فرشتے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں درود پیش کرتے ہیں

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغون عن امتی السلام

(مشکوٰۃ:۸۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل شانہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صلوا علی وسلموا حیث ماکنتم فیبلغنی سلامکم وصلاتکم

(الخصائص الکبری،۲:۲۸۰)

تم جہاں کہیں سے بھی مجھ پر درود پڑھو تمہارا وہ سلام اور درود مجھے پہنچ جائے گا۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

صلوا فی بیوتکم ولاتجعلوا بیوتکم مقابر لعن اللّٰہ الیھود اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیثما کنتم

(جلاء الافہام:۶۵)

تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہود پر لعنت کی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا اور تم مجھ پر درود پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا مجھ پر درود

Marfat.com

تبلغنی حیث ما کنتم

(مشکوٰۃ:۸۶)

پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ

(مشکوٰۃ:۸۷'المواہب اللدنیہ'۲:۳۸۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ

(القول البدیع:۱۵۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نے میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود پڑھے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھے اس کو میں جانتا ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

لیس احد من امۃ محمد یسلم علیہ ویصلی علیہ الا بلغہ

(الشفاء:۶۵۸)

حضور ﷺ کی امت میں سے جو آدمی بھی آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے وہ آپ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بھا ملکا یبلغنی

(الجوہر المنظم:۲۶'قول البدیع:۱۵۴)

جب بھی کوئی آدمی میری قبر کے نزدیک مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو

Marfat.com

مجھ پر درود کو پہنچاتا ہے۔

ان ملکا موکلا یوم الجمعۃ من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان فلانا من امتک یصلی علیک

(جلاء الافہام: ۶۴)

بے شک ایک فرشتہ جمعہ کے روز مقرر ہوتا ہے جو کوئی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کا درود پہنچاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کی امت میں سے فلاں آدمی نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

فرشتوں کے درود پہنچانے کی حکمت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کا درود چاہیں خود بھی سماعت فرمائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کی بارگاہ اقدس میں تحائف کی صورت میں درود پیش بھی کیا جاتا ہے۔ فرشتوں کے بارگاہ مصطفوی میں اس طرح درود شریف پیش کرنے سے نہ آپ کے علم کی نفی ہوتی ہے اور نہ ہی آپ کی قوت سماعت کی۔ بالکل اسی طرح جیسے رب العزت کی بارگاہ میں فرشتے انسانوں کے اعمال پیش کرتے ہیں حالانکہ اللہ کو ان اعمال کو علم ہوتا ہے۔ فقط کسی چیز کے پیش کرنے سے علم وغیرہ کی نفی کا معنی لینا درست نہیں ہے بلکہ درود پاک بارگاہ اقدس میں پہنچانے کی صورت میں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ درود پہنچانے کی صورت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فرشتوں کا اس کو پیش کرنا اور یہ عرض کرنا کہ فلاں ابن فلاں نے یہ درود پڑھا ہے اور آپ کا اس کو سننا پھر آپ کا اس درود کا جواب مرحمت فرمانا یہ تمام امور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر دلالت کرتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود پیش کرنے والے فرشتوں کی قوتِ سماعت

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ عزوجل اعطی ملکا من

بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں

Marfat.com

الملائکۃ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری حتیٰ تقوم الساعۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الا قال: یا احمد فلان ابن فلان باسمہ واسم ابیہ صلی علیک بکذا و کذا

(حجۃ اللہ علی العالمین: ۷۱۳)

سے ایک فرشتے کو پوری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی پس میری امت میں سے جو آدمی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے اے احمد! ﷺ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے (اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتا ہے) نے آپ پر ان الفاظ کے ساتھ درود بھیجا۔

۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان للہ تبارک و تعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری اذا مت فلیس احد یصلی علی صلوٰۃ الا قال: یا محمد صلی علیک فلان ابن فلان

(جلاء الافہام: ۵۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو پوری کائنات کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے جب میں ظاہری حیات سے پردہ کر جاؤں گا تو پھر جو آدمی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے محمد ﷺ فلاں شخص فلاں کے بیٹے نے آپ پر درود پڑھا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ان للہ ملکا اعطاہ سمع العباد فلیس من احد یصلی علی صلوۃ الا ابلغنیھا وانی سالت ربی ان لا یصلی علی عبد

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو تمام انسانوں کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ پس جو

صلوۃ الا صلی اللہ علیہ عشر امثالھا

(جلاء الافہام: ۵۲)

کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھے اس کا درود پہنچا دیتا ہے بیشک میں نے اپنے رب سے درخواست کی ہے کہ کوئی بھی بندہ مجھ پر ایک دفعہ سلام پڑھے تو تو اس پر اس کی مثل دس رحمتیں بھیج۔

ان مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ ایک فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ پوری دنیا میں درود پڑھنے والوں کو جانتا ہے بلکہ ان کے آباؤ اجداد کے نام بھی جانتا ہے اور ان کی آواز سنتا ہے۔ فرشتہ جو کہ حضور ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہے اس کی اتنی طاقت ہے تو آقائے دوجہاں مالک کون و مکان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قوت سماعت اور علم کا کیا عالم ہو گا؟ اور یہ علم و سماعت حیات النبی کے بغیر ناممکن ہے۔

سلام کا خود بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش ہونا

امام بیہقیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خبر چی ہے کہ

ان صلوتنا معروضة علیه وان سلامنا یبلغه وان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(الحاوی للفتاوی' ۲:۲۶۸)

ہمارے درود حضور ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں اور ہمارے سلام خود آپ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور بے شک انبیاء کے جسموں کا کھانا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ سلامنا یبلغه کا معنی تو یہ ہے کہ سلام ان تک پہنچتا ہے خود بخود سننے کا معنی کہاں سے ثابت ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سلامنا یبلغه سے بھی اگر پیش کئے جانے کا معنی مراد ہوتا تو اس کو الگ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ ان صلوتنا و سلامنا معروضة

علیہ ہی فرمایا جاتا۔ دونوں میں تفریق کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا معنی پیش ہوتا ہے اور دوسرا یبلغہ کا فاعل سلام ہے اس لئے اگر یہاں یہ معنی ہو کہ سلام پہنچایا جاتا ہے سلام فاعل کی بجائے مفعول بن جائے گا اور جب سلام کوئی نہیں پہنچاتا تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ خود سنتے ہیں۔

حضور ﷺ خود درود و سلام کو سنتے ہیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھدہ الملائکۃ لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان: قلنا وبعد وفاتک: قال: وبعد وفاتی، ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(حجۃ اللہ العالمین: ۷۱۳، جلاء الافہام: ۶۳)

جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھنے کی کثرت کرو بے شک جمعہ کا دن یوم مشہود ہے اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں جو آدمی مجھ پر درود پڑھے اس کے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کسی جگہ پڑھے ہم نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے۔

اس روایت میں بلغنی صوتہ کے الفاظ قابل ذکر ہیں کہ اس درود پڑھنے والے کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ اس میں نہ دور و نزدیک کی قید ہے اور نہ کسی کا پہچاننا شرط ہے بلکہ خود بخود حضور ﷺ کا سننا ثابت ہے جو حیات النبی کے ساتھ ساتھ آپ کی کمال درجہ قوت سماعت کی روشن دلیل ہے۔

اہل محبت کے سلام کو خود سنتا ہوں

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

اسمع صلوۃ اھل محبتی واعرفھم میں محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اور ان کو جانتا ہوں۔

(دلائل الخیرات، مطالع المسرات:۸۱)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اہل محبت کا درود خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے بھی ہیں اگرچہ وہ دور ہی ہوں۔ یہ روایات بھی حیات النبی ﷺ پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ سننا بغیر حیات کے ممکن نہیں لیکن ان روایات سے بطور خاص ہر چیز ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی قوت سماعت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

حتیٰ کہ کلام بھی

حضرت فضل بن عباسؓ فرماتے ہیں:

جب حضور ﷺ کو قبرانور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار سے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔

اذا رایت شفتیہ یتحرک فادنیت اذنی عندھا فسمعت وھو یقول: اللھم اغفر لامتی فاخبرتھم بھذا بشفقتہ علی امتہ

(مدارج النبوۃ، ۲:۴۴۲)

جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! میری امت کو بخش دے میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت امت پر سب دنگ رہ گئے۔

اس روایت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب ہائے مبارک کا حرکت کرنا ثابت ہے اور یہ چیز حیات کے بغیر ممکن نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ شفقت و محبت کی ایک جھلک بھی نظر آتی ہے کہ حضور ﷺ نے تو وقت ولادت اپنی امت کو یاد رکھا اور **رب ھب لی امتی** کی صدا بلند فرماتے رہے اور معراج کے موقع پر جو کہ تجلیات ربانی کے مشاہدہ کا وقت تھا اس وقت بھی **اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ** کہہ کر اپنی امت کو یاد فرماتے ہیں اور اب

Marfat.com

جب اس دنیا سے پردہ پوشی فرماتے ہیں تو اس وقت بھی اپنی امت کو اللھم اغفر لامتی کی صدا بلند فرما کر اپنی چادر رحمت سے امت کو ڈھانپ رہے ہیں۔ کاش ہمیں اللہ تعالیٰ ان احسانات کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اب بھی جانتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روای ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

من صلی علی فی یوم جمعۃ ولیلۃ جمعۃ مائۃ من الصلوٰۃ قضی اللّٰہ لہ مائۃ حاجۃ سبعین من حوائج الاخرۃ وثلاثین من حوائج الدنیا وکل اللّٰہ بذالک ملکا یدخلہ علی قبری کما تدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاۃ (الخصائص الکبریٰ ۲:۲۸۰)	جو آدمی مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو سو بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کر دیتا ہے جس میں سے ستر آخرت میں اور تیس دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے وہ فرشتہ اس درود کو میری قبر پر اس طرح پیش کرتا ہے جیسے تم کو ہدیے پیش کئے جاتے ہیں بے شک میرا علم میری موت کے بعد بھی ایسے ہی ہے جیسے میرا علم میری ظاہری زندگی میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا علم بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ ظاہری حیات میں تھا اور علم حیات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

حتی کہ دیکھتے بھی ہیں .....

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کنت ادخل البیت فاضع ثوبی واقول انما زوجی وابی فلما دفن عمر معھما مادخلتہ الا وانا مشدودۃ علی ثیابی	میں اپنے حجرے میں داخل ہوتی تھی، پردے کا اہتمام نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ یہ میرے خاوند اور دوسرے

حیاء من عمر
(مشکوٰۃ: ۱۵۴)

میرے باپ ہیں کیونکہ (وہ تو محرم ہیں ان کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں) اور جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو پھر میں اچھی طرح پردہ کئے بغیر نہ جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے (پردہ کرتی ہوں کیونکہ وہ غیر محرم ہیں، اور غیر محرم کے سامنے بے پردگی ناجائز ہے)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ' صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نہ صرف زندہ ہیں بلکہ دیکھتے بھی ہیں۔ جیسا کہ امام اعظمؒ کے حوالے سے برزخی کے ضمن میں گزر چکا کہ امام صاحب تو عام میت کے دیکھنے کے بھی قائل تھے چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ!

روضہ انور کی زیارت۔ حیات ظاہری کی جھلک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من زارنی میتا فکانما زارنی حیا
جذب القلوب (مترجم): ۲۰۷)

جس آدمی نے میری حالت ممات میں زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات میں زیارت کی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی
(شفاء السقام: ۱۶)

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد' گویا کہ اس نے میری ظاہری زندگی میں میری زیارت کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی

(وفاء الوفاء، ۴:۷ ۱۳۴)

جس نے میری موت کے بعد زیارت کی گویا اس نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی

(شفاء السقام: ۲۶)

جس نے میری ظاہری زندگی کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اس حال میں کہ میں زندہ ہوں۔

امام زرقانیؒ فرماتے ہیں:

لانہ ﷺ حی فی قبرہ یعلم بمن یزورہ ویرد سلامہ

(زرقانی، ۸:۲۹۹)

کیونکہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔

امام زرقانی نے اس بات کی تصریح کردی کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے حیات میں میری زیارت کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ جاوید ہیں۔ اس لئے علمائے امت نے بارگاہ مصطفوی ﷺ کی زیارت کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبر انور کے سامنے بالکل اسی طرح آداب کو ملحوظ رکھا جائے جیسے کہ حیات ظاہری میں آداب کو ملحوظ رکھا جاتا اور اس کا سبب بھی یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

امام نوویؒ ایضاح میں فرماتے ہیں

بل الادب ان یبعد منہ کما یبعد منہ

بلکہ ادب یہ ہے کہ زائر قبر انور سے

لو حضر فی حیاتہ ﷺ
(شواہد الحق: ۹۳)

امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں:

ینبغی ان یقف عند محاذاۃ اربعۃ اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ

(المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۸۷)

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یعلم بزائرہ وھو ﷺ لو کان حیا لم یسع زائرہ استقبالہ واستدبارہ القبلۃ

(الجوہر المنظم: ۴۶)

اتنے فاصلے پر رہے جس طرح کہ وہ اگر آپ ﷺ کی حیات میں حاضر ہوتا تو جتنے فاصلے پر ہوتا۔

زائر کو چاہیے کہ وہ قبرانور سے چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو اور ادب خشوع تواضع تمام ہیبت میں آنکھوں کو جھکاتے ہوئے لازم کرلے جیسے وہ آپ کی حیات ظاہری میں آپ کے سامنے کرتا تھا اور وہ آپ کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں آپ کے علم کو ذہن میں رکھے اور آپ ﷺ کا اس کے سلام کو سننا ذہن میں مستحضر رکھے جیسے کہ وہ آپ کی حیات میں تھا۔

بے شک حضور ﷺ اپنی قبرانور میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں اور آپ ﷺ اگر زندہ ہوتے تو آپ کی زیارت کرنے والوں کے لئے آپ کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پشت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا (پس اب بھی

Marfat.com

زندہ ہونے کے سبب قبلہ کی طرف ہی پشت کی جائے)

انبیاء علیہم السلام کا ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جانا

ملا علی قاری "شرح الشفاء" میں فرماتے ہیں:

لیس هنا موت ولا فوت بل هو انتقال من حال الی حال وارتحال من دار الی دار

(شرح الشفاء، ۱: ۱۵۲)

یہاں نہ کوئی موت ہے اور نہ فوت بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں رحلت فرماتا ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ان الانبیاء لا یموتون سائر الاحیاء بل ینتقلون من دار الی دار البقاء

(مرقاۃ، ۲: ۲۴۱)

بے شک انبیاء علیہم السلام وفات نہیں پاتے تمام زندہ لوگوں کی طرح ہیں بلکہ وہ دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب سوم

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اقوال اکابرین کی روشنی میں

Marfat.com

گزشتہ ابواب میں ہم نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے ثبوت میں کتاب وسنت سے دلائل دیئے۔ اب ہم صحابہ کرامؓ، تابعین، صوفیاء، محدثین، مفسرین اور فقہاء وغیرھم کے اقوال بیان کررہے ہیں تاکہ اس امر میں کوئی شک نہ رہے کہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا عقیدہ کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ متقدمین ومتاخرین کا بھی عقیدہ رہا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لما مرض ابی اوصی ان یوتی بہ الی قبر النبی ﷺ ویستاذن لہ ویقال: ھذا ابوبکر یدفن عندک یارسول اللہ. فان اذن لکم فادفنونی وان لم یوذن لکم فاذھبوابی الی البقیع فاتی بہ الی الباب فقیل ھذا ابوبکر قد اشتھی ان یدفن عند رسول اللہ ﷺ وقد اوصانا فان اذن لنا دخلنا وان لم یوذن لنا انصرفنا فنودینا: ادخلو وکرامۃ سمعنا کلاما ولم نرا احدا

جب میرے والد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اجازت طلب کرنا اور کہنا یہ ابوبکر ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ کے پاس دفن کردیں اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کردیں اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا پس آپ کو حجرہ مبارک کے دروازے پر لے جایا گیا اور کہا گیا کہ یہ ابوبکر ہیں یہ رسول اللہ کے پاس دفن کی خواہش رکھتے ہیں اور انہوں نے ہمیں وصیت کی کہ اگر آپ ہمیں اجازت دے

Marfat.com

دیں تو ہم داخل ہو جائیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم واپس چلے جائیں۔ پس ہمیں آواز دی گئی کہ تم داخل کر دو۔ ہم نے کلام سنا اور کسی کو دیکھا نہیں۔

دوسری روایت میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت الباب قد فتح فسمعت قائلا یقول ادخلوا الحبیب الی حبیبہ فان الحبیب الی الحبیب مشتاق
(الخصائص الکبری ۲:۲۸۱-۲۸۲)

میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ بے شک دوست دوست کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی 'امام رازی کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے سامنے دروازے پر لایا گیا اور آواز دی گئی "السلام یا رسول اللہ! یہ ابوبکر دروازے پر حاضر ہے" تو دروازہ خود بخود کھل گیا قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے کہ ایک دوست کو دوسرے دوست کے ہاں داخل کر دو" (جمال الاولیاء: ۲۹)

ان روایات سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واضح ہو گیا کہ آپ وصیت فرما رہے ہیں کہ جا کر بارگاہ مصطفوی میں عرض کرنا اور اس کے بعد جو حکم ہو گا اس پر عمل کرنا اور یہ بات اس وقت کہی جا سکتی ہے جب یقین ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور سنتے بھی ہیں اور اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر بھی ان کا ایک عمل بھی ان کے اس عقیدہ کی تائید کرتا ہے۔

لما توفی صلی اللہ علیہ وسلم اقبل ابوبکر حین جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

Marfat.com

بلغه الخبر فدخل علی رسول اللہ ﷺ فکشف عن وجھہ ثم اکبد علیہ فقبلہ ثم بکی وقال: بابی انت وامی طبت حیا ومیتا اذکرنا یا محمد عند ربک

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خبر کو سن کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں داخل ہوئے اور آپ کے چہرہ انور سے پردہ ہٹایا پھر آپ پر جھک گئے پھر آپ ﷺ کا بوسہ لیا، روئے اور عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی حیات ظاہری اور اس کے بعد بھی خوش وخرم رہیں۔ اے محمد! ﷺ آپ اپنے رب کے پاس ہمارا ذکر کریں۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں:

خطاب لمن یسمع ویعقل

(الروح:۱۰)

یہ خطاب اس آدمی کے لئے ہے جو سنتا بھی ہو اور عقل وشعور بھی رکھتا ہو۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطاب کرکے ذکر کرتے ہیں:

"اے اللہ کے محبوب! رب کے پاس جاکر ہمارا ذکر کرنا"

جس سے ثابت ہوا کہ آپ کا اعتقاد تھا کہ آپ سنتے اور سمجھتے ہیں۔ اس عقیدہ کی ترجمانی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

لاینبغی رفع الصوت علی نبی حیا ومیتا

(شفاء السقام:۱۵۴)

نبی ﷺ کے پاس ظاہری حیات اور اس کے بعد حیات برزخی میں بھی بلند آواز کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

وقع رجل فی علی عند عمر ابن

کسی آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا

Marfat.com

الخطاب فقال لہ عمر ابن الخطاب: معک اللہ لقد اذیت رسول اللہ ﷺ فی قبرہ

بھلا کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا "اللہ تجھے ذلیل کرے۔ بے شک تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی قبر انور میں تکلیف پہنچائی ہے۔

قبر انور میں تکلیف پہنچنے کا عقیدہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب یہ عقیدہ ہو کہ آپ اپنی قبر انور میں زندہ تشریف فرما ہیں۔

لما تحقق عمر رضی اللہ عنہ وفاتہ ﷺ بقول ابی بکر رضی اللہ عنہ قال وھو یبکی بابی انت وامی یارسول اللہ

(شواہد الحق: ۱۳۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کے ظاہر دنیا سے پردہ پوشی کا یقین ہوگیا۔ آپ رو رو کر عرض کر رہے تھے "یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں"

علامہ ابن قیم کے نزدیک اس طرح خطاب کرنا ایسے آدمی کو ہی درست ہے جو کہ سن رہا ہو اور یہ سماعت بغیر حیات کے متصور نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو زیر زمین آرام فرمائے ہوئے تین دن گزرے تھے کہ ایک اعرابی آیا۔ اس نے قرآن کریم کی یہ آیت

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

---پڑھی تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لئے بخشش طلب کریں۔

فنودی من القبر انہ قد غفرلک

(شواہد الحق: ۸۷)

پس قبر انور سے ندا آئی تحقیق تجھے بخش دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فقط حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں محض عقیدہ ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کر کے بتا رہے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ جاوید ہیں اور ہمارے کلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکور ہے۔

انہ کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتی الی القبر المقدس فقال یارسول اللّٰہ السلام علیک

(مواہب اللدنیہ ۲:۳۸۷)

ابن عمر جب کسی سفر سے واپس آتے تو مسجد میں آتے پھر قبر اقدس پر حاضری دیتے اور کہتے "اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو"

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

ان السلام علی من لا یشعر ولا یعلم بالمسلم محال

(الروح:۱۴)

بے شک مسلمان کے لئے محال ہے کہ ایسے آدمی کو سلام کرے جو کہ عقل وشعور اور علم نہیں رکھتا ہو۔

جب ایک عام مسلمان کے لئے ایسا کرنا محال ہے تو ایک ایسی ہستی جو براہ راست صحبت نبوی سے ہدایت حاصل کرنے والی ہو تو اس سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح سلام بھیجے اور اس کے باوجود اس کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وشعور پر نہ ہو؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم وشعور پر عقیدہ حیات النبی کے عقیدے کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ

انہ جاء الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال: یارسول اللّٰہ استسق لامتک

(شواہد الحق:۱۳۸)

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیے۔

Marfat.com

اس کے تحت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں۔

ففیہ النداء لہ بعد وفاتہ والخطاب بالطلب منہ ان یستسقی لامتہ
(شواہد الحق:۱۳۸)

اس میں حضور ﷺ کو آپ کی ظاہری حیات کے بعد ندا ہے اور حضور ﷺ سے اپنی امت کے لئے بارش کی دعا مانگنے کی طلب کے ساتھ خطاب ہے۔

ابن قیم کے نزدیک خطاب اور ندا قوت سماعت کے بغیر درست نہیں اور سماعت کی قوت کا ہونا حیات پر دلیل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

احلف تسعا انہ ﷺ قتل قتلا احب الی من ان احلف واحدۃ انہ لم یقتل
(زرقانی علی المواہب، ۸:۳۱۳)

میں نو بار قسم کھا کر یہ کہہ دوں کہ آپ ﷺ شہید کئے گئے ہیں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے بنسبت اس کے کہ میں ایک مرتبہ کہہ دوں کہ آپ شہید نہیں کئے گئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی شہادت کا اقرار کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ وصف شہادت بھی متحقق ہو گیا تو آپ کا زندہ ہونا شہداء کے مقابلے میں بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گا تو گویا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی حیات کا اقرار کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

انہا کانت تسمع صوت الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطنبۃ بمسجد رسول اللہ ﷺ —

وہ حضور ﷺ کی مسجد کے ساتھ (ملحق گھروں میں سے) کیل اور میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو ان کی طرف

Marfat.com

فترسل الیھم: لاتؤذوا رسول اللہ ﷺ | پیغام بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

(شفاء السقام: ۱۵۴۔۱۵۵)

تکلیف کا تصور بغیر حیات کے ممکن نہیں ہے۔ اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں واضح ہوتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی قبراطہر کے پاس شور تک کو منع فرمارہی ہیں۔

اس سے قبل مشکوۃ کی روایت درج کی جاچکی ہے جس کے مطابق جب حجرہ مبارک میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون تھے تو اس وقت پردے کا اہتمام نہ کرتی تھیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مدفون ہونے کے بعد حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے سختی سے پردے کا اہتمام کرتی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جیسا یقین رکھتی تھیں کہ وہ دیکھ رہے ہیں اسی طرح اس سے پہلے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی یقین رکھتی تھیں لیکن محرم ہونے کی وجہ سے وہ پردہ نہیں کرتی تھیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی پھوپھی جان حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی وفات کے بعد اشعار کی صورت میں مرثیہ لکھا۔ عرض کرتی ہیں۔

الا یارسول اللہ انت رجاءنا | یارسول اللہ ﷺ آپ ہماری امید ہیں۔

اس پر علامہ نبہانی فرماتے ہیں۔

ففیھا النداء مع قولھا انت رجاءنا وسمع تلک المرثیۃ الصحابۃ ولم ینکر احد قولھا: یارسول اللہ انت رجاءنا | ان کے قول میں ندا ہے اور اس مرثیہ کو تمام صحابہ نے سنا لیکن کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔

(شواھد الحق: ۱۴۲)

Marfat.com

علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد خاص علامہ ابن قیم کی تصریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نداء و خطاب وغیرہ حیات کے بغیر متصور نہیں ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے ہیں:

لم ازل اسمع الاذان والاقامۃ فی قبرہ رسول اللہ ﷺ ایام الحرۃ حتی عاد الناس

(الخصائص الکبری '۲:۲۸۱)

میں ایام حرہ میں اذان اور اقامت کی آواز قبر مبارک سے سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس پلٹ آئے۔

لیس من یوم الا ۔۔۔ و تعرض علی النبی ﷺ اعمال امتہ غدوۃ و عشیۃ فیعرفھم بسیماھم و اعمالھم فذالک یشھد علیھم

(المواہب اللدنیہ '۲:۳۸۷)

ہر روز حضور ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں پس آپ ان چہروں اور اعمال کو بھی جانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ ان پر گواہی دیں گے۔

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب حیات النبی کا عقیدہ رکھتے تھے کیونکہ اعمال اور چہروں کو پہچاننا اور اعمال کو پیش کیا جانا یہ سب کچھ حیات کے لوازمات میں سے ہیں اور پھر اوپر والی روایت میں حیات النبی ﷺ کا مشاہدہ کرکے بتا رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ جاوید ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

من کانت حیاتہ بنفسہ یکون مماتہ بذھاب روحہ و من کانت حیاتہ بربہ فانہ ینتقل من حیاۃ الطبع الی حیاۃ الاصل وھی حیاۃ الحقیقۃ واذا کان

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہو جاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی

Marfat.com

القتيل بسيف الشريعة حيا مرزوقا فكيف من قتل بسيف الصدق والحقيقة"

(روح البیان' ۲:۱۲۵-۱۲۶)

ہے حیات اصلی کی طرف انتقال کرتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے تو جو صدق و حقیقت کی تلوار سے قتل ہو جاتا ہے وہ کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

ابو منصور عبد القاہر بن طاہر البغدادی

قال المتكلون المحققون من اصحابنا ان نبينا ﷺ حتى بعد وفاته وانه يبشر بطاعات امته ويحزن بمعاصي العصاة منهم وانه تبلغه صلاة من يصلي عليها من امته

(الحاوی للفتاوی' ۲:۴۵۱)

ہمارے تمام متکلمین اور محققین اصحاب کا فرمان ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور بے شک آپ کی امت میں سے جو آپ پر درود بھیجے اس کا درود آپ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

واحضر قلبك النبي ﷺ وشخصه الكريم وقل السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته ولمصدق املك حتى به يبلغه ويرد عليك ماهو اوفى منه

(احیاء العلوم' ۱:۱۶۹)

پس تو اپنے دل میں حضور ﷺ کی ذات کو جلوہ گر مان کر عرض کرائے نبی محترم! آپ پر اللہ کی رحمت اور برکات کا نزول ہو' اور اس بات پہ یقین رکھ کہ میرا سلام آپ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے اور آپ اس سے بہتر جواب سے نوازتے ہیں۔

Marfat.com

امام بیہقیؒ

الانبیاء بعد ماقبضوا ردت علیھم ارواحھم لھم احیاء عند ربھم کالشھداء

(شفاء السقام: ۱۵۴)

انبیاء علیھم السلام کی روحوں کو قبض کرنے کے بعد واپس لوٹا دیا گیا ہے پس وہ اپنے رب کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہیں۔

علامہ تقی الدین سبکیؒ

اما حیاۃ الانبیاء اعلی واکمل واتم من الجمیع لانھا للروح والجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا

(الحاوی للفتاوی ۲: ۲۶۷)

بے شک انبیاء علیھم السلام کی حیات تمام سے اعلیٰ اور کامل تر ہے کیونکہ ان کی روحیں ان کے جسموں کے ساتھ اسی طرح زندہ رہتی ہیں جس طرح کہ دنیا میں تھیں۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

قد ثبت ان اجساد الانبیاء لاتبلی وعود الروح الی البدن سنذکرہ فی سائر الموتی فضلا عن الشھداء فضلا عن الانبیاء

(شفاء السقام ۱۴۳۔ ۱۴۴)

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ انبیاء علیھم السلام کے اجسام بوسیدہ نہیں ہوتے اور روح کا بدن کی طرف لوٹنا۔ عنقریب ہم اس چیز کا ذکر مردوں کے حوالے سے کریں گے چہ جائیکہ شہداء اور انبیاء۔

ملا علی قاریؒ

لیس ھناک موت ولا فوت بل ھو انتقال من حال الی حال وارتحال من دار الی دار وان المعتقد المحقق انہ

یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے لئے نہ موت ہے نہ فوت بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں

Marfat.com

حی برزق
(مرقاۃ '۱۱:۲۵۶)

منتقل ہوتا ہے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں ہجرت فرماتا ہے محقق عقیدہ یہ ہے کہ آپ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

لا عدۃ علیھن لانہ ﷺ حی فی قبرہ و کذالک سائر الانبیاء
(شرح الشفاء '۱:۱۵۲)

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر کوئی عدت نہیں کیونکہ آپ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

قاضی ابو بکر ابن العربی

ولا یمتنع رویۃ ذاتہ بجسدہ الشریفۃ وروحہ وذالک لانہ ﷺ وسائر الانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم بعد ماقبضوا
(الحاوی للفتاوی '۲:۴۵۰)

حضور ﷺ کی ذات شریفہ کی جسدا اور روحا رؤیت ممتنع نہیں کیونکہ آپ اور تمام انبیاء زندہ ہیں اور ان کی روحوں کو قبض کرنے کے بعد لوٹا دیا گیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ

قد شرع لنا اذا دخلنا المسجد ان نقول السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ کما نقول ذالک فی اخر صلاتنا بل قد استحب ذالک لکل من دخل مکانا لیس فیہ احد: ان یسلم علی النبی ﷺ لما تقدم من ان السلام علیہ یبلغہ من

تحقیق ہمارے لئے مشروع کیا گیا کہ جب ہم مسجد میں داخل ہوں تو یہ کہیں: "السلام علیک ایھا النبی رحمتہ اللہ وبرکاتہ" جیسے کہ ہم نماز کے آخر میں کہتے ہیں بلکہ اس طرح حضور ﷺ پر سلام بھیجنا ہر اس آدمی کے لئے مستحب ہے جو کہ ایسی جگہ داخل

Marfat.com

کل موضع
(اقتضاء الصراط المستقیم: ۳۶۶)

ہو جہاں پر کوئی آدمی نہ ہو بسبب اس کے جو (احادیث) گزر چکی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر پڑھا جانے والا اسلام ہر جگہ سے آپ تک پہنچ جاتا ہے۔

حافظ ابن قیم

قال ابو عبد اللہ و قال شیخنا احمد بن عمرو الذی یزیح ھذا الاشکال ان شاء اللہ تعالی ان الموت لیس بعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال ویدل علی ذالک ان الشھداء بعد قتلھم وموتھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء کان الانبیاء بذالک احق واولی ... بان موت الانبیاء ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاندرکھم وان کانوا موجودین جاء واذالک کالحال فی الملائکۃ فانھم احیاء موجودون ولا نراھم
(الروح: ۵۱-۵۲)

ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے استاذ احمد بن عمرو نے کہا کہ موت عدم محض نہیں ہے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء قتل ہو جانے کے بعد اور پس از وفات اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں' رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہوتے ہیں دنیا میں زندوں کی بھی یہی صفات ہیں۔ لہٰذا جب شہداء کا یہ حال ہوا تو انبیاء بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کی موت کے بارے میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا معنی فقط یہ ہے کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں اور ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں اور ان کا حال ملائکہ کا سا ہے کیونکہ وہ بھی زندہ

Marfat.com

اور موجود ہیں مگر ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

ایک اور مقام پر بھی اسی تصور کو یوں واضح کرتے ہیں۔

ومعلوم بضرورۃ ان جسدہ ﷺ فی الارض طری مطرا

(الروح: ۶۳)

یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ حضور ﷺ کا جسد انور قبر مبارک میں ترو تازہ ہے۔

امام قرطبی

ان الشھداء بعد قتلھم وموتھم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء فالانبیاء احق بذالک واولی

(الحاوی للفتاوی '۲: ۴۵۱)

بے شک شہداء اپنے قتل ہونے اور وفات پا جانے کے بعد زندہ ہوتے ہیں' کھاتے پیتے ہیں شاد و مسرور ہوتے ہیں اور یہی دنیا میں زندوں کی صفت ہے تو جب شہداء کا یہ حال ہے تو انبیاء زندہ ہونے میں ان سے بہت زیادہ افضل و اولیٰ ہیں۔

ایک اور مقام پر اس کی تصریح یوں فرماتے ہیں:

غیبوا عنا بحیث لاتدرکھم وان کانوا موجودین احیاء وذالک کالحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولایراھم احد من نوعنا الا من خصہ الله بکرامتہ

(الحاوی للفتاوی '۲: ۴۵۱)

وہ ہم سے پردہ فرما جاتے ہیں اور ہم ان کو نہیں دیکھتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہوتے ہیں اور ان کا حال فرشتوں کا سا ہو جاتا ہے کہ فرشتے زندہ موجود ہوتے ہیں مگر ان کو کوئی نہیں دیکھ سکتا سوائے اس کے جس کو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے خاص فرمایا ہو۔

علامہ قسطلانی

۱۔ حیاۃ الشھید یثبت للنبی ﷺ بطریق اولی

(المواہب اللدنیہ ۳:۳۸۹)

شہید کی حیات حضور ﷺ کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔

۲۔ ان حیاۃ الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام ثابتہ معلومہ مستمرۃ ونبینا ﷺ افضلھم واذا کان کذالک فینبغی ان تکون حیاتہ ﷺ اکمل واتم من حیاۃ سائرھم

(المواہب اللدنیہ ۲۷:۳۹۰)

(اس امر میں کوئی شک نہیں کہ) انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت و معلوم اور دائمی ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور جب ایسا ہے تو چاہیے کہ آپ ﷺ کی حیات بھی ان تمام انبیاء کی حیات سے کامل تر ہو۔

۳۔ وینبغی ان یقف عند محاذاہ اربعہ اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبہ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ سماعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذ لافرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لاخفاء

(المواہب اللدنیہ ۲:۳۸۷)

زائر کو چاہیے کہ وہ قبر انور سے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور ادب خشوع، تواضع، مقام ہیبت میں آنکھوں کو جھکائے ہوئے لازم کرے جیسے وہ آپ کی حیات ظاہری میں آپ کے سامنے کرتا تھا اور وہ آپ کی بارگاہ میں اپنے کھڑے ہونے کے بارے میں آپ کا علم اور اپنے سلام کا سننا ذہن میں رکھے جیسے کہ وہ آپ کی حیات میں تھا کیونکہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ اور برزخی حیات طیبہ میں اپنی امت کے مشاہدہ اور ان کے

Marfat.com

احوال، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کی قلبی کیفیات کو جاننے میں کوئی فرق نہیں اور یہ سب امور آپ کے نزدیک واضح ہیں ان میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

علامہ سید محمود احمد آلوسی

حیاۃ نبینا ﷺ اکمل واتم من سائرھم علیھم السلام

(روح المعانی، ۲۲:۳۸)

ہمارے نبی ﷺ کی حیات دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات سے اکمل اور اتم ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ

قد ثبت حیاۃ الانبیاء ولا شک انھا اکمل من حیاۃ الشھداء

(الجوہر المنظم: ۲۶)

تحقیق انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء کی حیات شہداء کی حیات سے کامل تر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

واما ادلۃ حیاۃ الانبیاء فمقتضاھا حیاۃ الابدان کحالۃ الدنیا

(الجوہر المنظم: ۲۷)

اور رہے انبیاء علیہم السلام کی حیات کے دلائل تو ان کا تقاضا بدنوں کی حیات بھی ہے جیسے کہ دنیا کی حالت میں (بدن صحیح وسلامت اور زندہ تھے)

شیخ رملی

اما الانبیاء فانھم احیاء فی قبورھم یصلون ویحجون کما وردت بہ

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور حج بھی

الاخبار

(شواہد الحق: ۱۱۳)

کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

شیخ تاج الدین بن فاکہانی مالکی

یوخذ من هذا الحدیث ان رسول الله ﷺ حیی علی الدوام و ذالک انه محال عادة ان یخلو لوجود کله من واحد یسلم علی النبی ﷺ فی لیل او نهار

(الحاوی للفتاوی ۲: ۲۷۱)

اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اس لئے یہ عادۃً محال ہے کہ دنیا میں کوئی وقت پایا جائے کہ حضور ﷺ پر کوئی درود نہ بھیج رہا ہو۔

شیخ عفیف الدین یافعی

الاولیاء ترد علیهم احوال یشاهدون فیها ملکوت السماوات والارض وینظرون الانبیاء احیاء غیر اموات کما نظر النبی ﷺ الی موسی علیه السلام فی قبره

الحاوی للفتاوی ۲: ۲۷۸

اولیاء اللہ پر ایسے حالات وارد ہوتے ہیں کہ جن میں وہ آسمانوں اور زمینوں کے حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو مردہ نہیں بلکہ زندہ دیکھتے ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں زندہ دیکھا۔

شیخ زین الدین مراغی

فیحمد اللّٰہ تعالیٰ ویمجده ویصلی علی النبی ﷺ ویکثر الدعا والتضرع ویجدد التوبة فی حضرته الکریمة۔ ویسال اللّٰہ تعالی بجاهه

پس بارگاہ رسالت ماب کی حاضری کے وقت اللہ کی حمد و بزرگی بیان کرو اور حضور ﷺ پر درود پڑھو اور کثرت کے ساتھ دعا اور گریہ زاری کرو اور

ﷺ ان یجعلها توبۃ نصوحا ویکثر من الصلوۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ بحضرتہ الشریفۃ حیث یسمعہ ویرد علیہ

(شواہد الحق:٨٦)

آپ کی بارگاہ اقدس میں نئے سرے سے توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کے صدقے سے سوال کرو کہ وہ اس توبہ کو توبہ النصوح (سچی توبہ) بنادے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پہنچ کر آپ پر کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھو اس طرح کہ آپ اس کو سن رہے ہیں اور اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

شیخ شمس شوبری شافعی

کرامات الاولیاء ثابتۃ وتصرفهم لا ینقطع بالموت ویجوز التوسل بهم الی اللہ تعالی والاستعانۃ بالانبیاء والمرسلین وبالعلماء والصالحین بعد موتهم لان معجزۃ الانبیاء وکرامۃ الاولیاء لاتنقطع بعد موتهم اما الانبیاء علیهم الصلوۃ والسلام فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کما وردت بہ الاخبار

(شواہد الحق:٩٥)

اولیاء کی کرامات ثابت ہیں اور ان کا تصرف موت سے ختم نہیں ہوتا اور ان کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں توسل پکڑنا جائز ہے اور انبیاء رسول علماء اور صالحین سے ان کی موت کے بعد بھی مدد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ان کی موت کے بعد ختم نہیں ہوتیں انبیاء علیہم السلام سے اس لئے کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں ادا کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔

علامہ بارزی

سئل بارزی عن النبی ﷺ هل هو حی بعد وفاته؟ فاجاب انه ﷺ حی

(الحاوی للفتاوی، ۲:۲۶۸)

علامہ بارزی سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ وفات کے بعد زندہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا۔ بے شک آپ زندہ ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

هل حیاة الانبیاء اقوی منهم واشد ظهور اثارها فی الخارج حتی لایجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بخلاف الشهداء

(تفسیر مظہری، ۱:۱۵۲)

بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہدا سے بہت زیادہ قوی اور ظہور میں کہیں بڑھ کر ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح کرنا جائز نہیں بخلاف شہداء کے (کہ ان کی ازواج سے نکاح جائز ہے)

ایک اور مقام پر بیان فرماتے ہیں

ان اللہ تعالیٰ یعطی لارواحهم قوة الاجساد فیذهبون من الارض والسماء والجنة حیث یشاء ون وینصرون اولیائهم ویدمرون اعداء هم ان شاء اللہ تعالیٰ

شامی، ۴:۱۵۱

بے شک اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے تو وہ زمین و آسمان جنت جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔

علامہ شامی حنفی

ان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام احیاء فی قبورهم

شامی، ۴:۱۵۱

تحقیق انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

Marfat.com

علامہ شہاب الدین

قد حرم اللہ جسدہ علی الارض واحیاہ فی قبرہ کسائر الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام

نسیم الریاض، ۱:۳۱۶

تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کے جسد اقدس کو زمین پر حرام کر دیا ہے اور آپ کو اپنی قبر انور میں باقی انبیاء علیہم السلام کی طرح زندہ فرمایا۔

علامہ صاوی مالکی

مثل الشھداء الانبیاء بل حیاۃ الانبیاء اجل واعلی

الصاوی علی الجلالین (۱:۶۸)

شہداء انبیاء علیہم السلام کی مثل ہیں لیکن انبیاء کی حیات زیادہ اچھی اور بلند تر ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ

۱۔ نبی الا وقد جمع مع النبوۃ وصف الشھادۃ فیدخلون فی عموم قولہ تعالی ولاتحسبن الذین الذین قتلوا ... الایہ

زرقانی علی المواہب (۵:۳۳۲)

کوئی نبی ایسا نہ ہوگا جس میں نبوت کے ساتھ وصف شہادت بھی نہ پایا گیا ہو اس صورت میں تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے اس قول (ولا تحسبن الذین) کے تحت آجاتے ہیں۔

۲۔ حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت بہ الاخبار

الحاوی للفتاوی (۲:۲۶۴)

حضور ﷺ کا اپنی قبر انور میں زندہ ہونا اور اسی طرح باقی تمام انبیاء علیہم السلام کا زندہ ہونا ایک ایسا امر ہے جو علم قطعی کے ساتھ ہمیں معلوم ہے اس لئے اس پر ہمارے نزدیک قطعی دلیلیں قائم ہو چکی ہیں اور اس کے بارے میں روایات تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔

Marfat.com

٣ - ان رسول الله ﷺ حی بجسده وروحه وانه یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وهو بهیئته التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شئ وانه مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکه مع کونهم احیاء باجسادهم

فاذا اراد الله رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برؤیته راه علی هیئته هو علیها لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برؤیه المثال

الحاوی للفتاوی (۲: ۴۵۳)

بے شک نبی اکرم ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تصرف فرماتے ہیں اور زمین وعالم ملکوت میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور آپ بالکل اسی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از وفات تھے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بے شک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جس طرح ملائکہ اپنے جسموں کے ساتھ ہونے کے باوجود غائب ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ آپ کی رؤیت کے ساتھ کسی کو عزت واکرام عطا کرنا چاہتا ہے تو اس سے حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ کو اسی حقیقت پر دیکھتا ہے جس پر آپ ہیں اس سے کوئی عمل مانع نہیں ہے اور رؤیت مثال کی تخصیص کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

علامہ سخاوی

یوخذ من هذه الاحادیث انه ﷺ حی علی الدوام وذالک انه محال عادة ان یخلو الوجود کله من واحد یسلم علیه فی لیل ونهار ونحن نومن ونصدق بانه ﷺ حی

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ زندہ ہیں اور یہ بات عادۃً محال ہے کہ دن رات میں کوئی ایک سلام پڑھنے والے آدمی سے خالی ہو اور ہم ایمان

Marfat.com

برزق فی قبرہ وان جسدہ الشریف لاتاکلہ الارض والاجماع علی ھذا (القول البدیع:۱۶۷)

لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی قبرانور میں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اور بیشک آپ کے جسد اطہر کو زمین نہیں کھاسکتی اور اس پر اجماع ہے۔

حسن بن عمار شرنبلالی

نبی اکرم ﷺ کی حیات مقدسہ کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔

ھو مقرر عند المحققین انہ ﷺ حی برزق متمتع لجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات (نور الایضاح:۲۰۵)

محققین کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ نبی اکرم ﷺ زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے۔ آپ جمیع لذائذ اور عبادات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مگر آپ ان لوگوں سے محجوب ہیں جو مقامات عالیہ سے قاصر ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثم تنھض متوجھا الی القبر الشریف فتقف بمقدار اربعۃ اذرع بعیدًا عن القبر الشریف بنھایۃ الادب مستدبر القبلۃ محاذیا لراس النبی ﷺ ووجھہ الاکرم ملاحظ نظرہ السعید الیک وسماعہ کلامک وردہ علیک السلام وتامینہ علی دعائک (مراقی الفلاح:۱۶۵)

پھر تو (زائر) قبرانور کی طرف منہ کرکے چار گز کے فاصلے پر نہایت ادب سے پشت قبلہ کی طرف کرکے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں یوں کھڑا ہو جیسے حضور ﷺ کی نظر مبارک تجھ پر پڑ رہی ہو اور آپ تمہاری بات سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں اور دعا پر آمین کہتے ہیں۔

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

"وحیات انبیاء کرام متفق علیہ است ہیچ کس را در خلافے نیست حیات جسمانی و دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی" (مدارج النبوۃ '۲:۲۴۷)

اور حیات انبیاء کرام پر سب کا اتفاق ہے کسی ایک کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے اور حیات جسمانی دنیاوی اور حقیقی ہے نہ کہ روحانی اور معنوی"

"انبیاء کرام کبھی معزول نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مراتب درجات رسالت انہیں عطا فرمائے ہیں وہ ان سے کبھی نہیں چھینتا۔ رسالت موت کے بعد بھی قائم وجاری رہتی ہے بلکہ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ انبیاء کرام کو موت نہیں آتی' زندہ وجاوید اور باقی ہیں۔ (تکمیل الایمان:۱۱۶)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ان الانبیاء لا یموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم
(فیوض الحرمین: ۸۴)

بیشک انبیاء کرام فوت نہیں ہوتے بلکہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ حضور ﷺ کے روحانی تصرفات آج بھی جاری ہیں۔ ان تصرفات اور فیوضات کا بیان شاہ صاحب نے اپنی کتب تفہیمات الہیہ' الدر الثمین اور فیوض الحرمین میں بالخصوص فرمایا ہے۔

ایک مقام پر اس کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

سالتہ ﷺ سوالا روحانیا عن معنی قولہ "کنت نبیا وادم منجدل بین الماء والطین ففاض علی روحی من روحہ الکریمۃ الصورۃ المثالیۃ التی کانت قبل ان یوجد فی عالم الاجسام وان فیضانھا فی الحضرۃ

میں نے آپ ﷺ سے روحانی سوال کیا کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین کا کیا معنی ہے؟ تو میری روح پر آپ ﷺ کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور ایک ایسی صورت مثالیہ دکھائی گئی کہ جو عالم اجسام میں آنے

Marfat.com

المثالیہ
(تفہیمات الہیہ ۲٬ ۳۰۰)

سے پہلے تھی اور اس کا فیضان بارگاہ رسالت میں نمایاں ہو رہا تھا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی

حیاۃ الانبیاء فی قبورھم ثابتہ بادلہ کثیرۃ استدل بھا اھل السنہ وکذا حیاۃ الشھداء والاولیاء

(شواہد الحق ۱۲۷)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یہ کثیر دلائل سے ثابت ہے جن سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے اور ایسے ہی شہداء اور اولیاء کی حیات بھی ثابت ہے۔

مولانا انور کاشمیری

معناہ ارواح الانبیاء علیھم السلام لیست بمعطلہ عن العبادات الطیبہ والافعال المبارکہ بل ھم مشغولین فی قبورھم ایضا کما کانوا مشغولین حین حیاتھم فی صلاۃ وحج وکذالک حال تابعیھم علی قدر المراتب

(فیض الباری ۲٬ ۶۴)

اس حدیث (الانبیاء فی قبورھم یصلون) کا معنی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح عبادات طیبہ اور افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں (نماز، روزہ حج وغیرہ) کرتی تھیں اور اسی طرح تابعین کا حال ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی

دلت النصوص الصحیحہ علی حیاۃ الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام

(فتح الملہم ۱: ۳۲۵-۳۲۶)

نصوص صحیحہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔

مولانا قاسم نانوتوی

انہوں نے اس تصور کو اس انداز میں پیش کیا کہ حضور ﷺ کی حیات مثل

Marfat.com

شمع و چراغ ہے۔ خیال فرمایئے کہ جب اس کو کسی ہنڈیا یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سرپوش رکھ دیا جائے تو اس کا نور بالبداہتہ مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا۔

(آب حیات: ۱۶۰)

دوسرے مقام پر کہتے ہیں۔

"حیات النبی ﷺ دائمی ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عارضی ہے زائل ہو سکتی ہے"۔ (آب حیات: ۱۶۰)

ایک اور مقام پر یوں کہا۔

"انبیاء علیہم السلام زندہ ہوں گے اور ان کی موت ان کی حیات کی ساتر ہوگی۔ یعنی موت رافع و دافع نہ ہوگی"۔ (آب حیات: ۳۶)

عام مومنین کی طرح موت آپ کی حیات طیبہ کو ختم نہیں کر دیتی بلکہ آپ کی موت آپ ﷺ کی حیات کو ڈھانپنے والی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات ظاہری آنکھیں رکھنے والوں کی نظروں سے چھپ جاتی ہے فقط باطنی آنکھیں رکھنے والے آپ کی حیات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں جن کے لئے اللہ نے پردے اٹھا رکھے ہیں۔ اسی لئے مولانا ایک جگہ اس تصور کو یوں واضح کرتے ہیں۔

"لیکن انبیاء علیہم السلام کی زندگی زیر پردہ ظاہر بینوں کی نظروں سے مستور ہے مثل امت ان کو موت میں زوال حیات نہیں" (آب حیات: ۳۶)

مولانا خلیل احمد انبیٹھوی

عندنا و عند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حی فی قبرہ الشریف وحیوتہ ﷺ دنیویہ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء صلوت اللہ علیہم اجمعین

(المہند ۱۳)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بغیر مکلف ہونے کے اور یہ حیات آنحضور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

Marfat.com

علامہ احمد علی سہارنپوری

والاحسن ان یقال ان حیاتہ ﷺ لایتعقبھا بل یستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورھم

(حاشیہ بخاری، ۱۰:۵۱۷)

اور بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ آپ ﷺ کی حیات کو موت نہیں پا سکتی بلکہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

مولانا اعزاز علی

فمثلہ ﷺ بعدوفاتہ کمثل شمع فی حجرۃ اغلق بابھا فھو مستور عمن ھو خارج الحجرۃ ولکن نورہ کما کان بل ازید ولھذہ حرم نکاح ازواجہ بعدہ ﷺ ولم یجر احکام المیراث فیما ترکہ لانھما من احکام الموت

(حاشیہ نور الایضاح:۲۰۵)

پس نبی اکرم ﷺ (کے محبوب ہونے) کی مثال ایسے ہی ہے جیسے شمع کو حجرے میں رکھ کر اس کے دروازے کو بند کردیا جائے تو وہ شمع اس شخص سے مستور ہوگی جو کہ حجرے سے خارج ہو لیکن اس کی روشنی ایسے ہی ہوتی ہے جیسے کہ پہلے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح حرام ہے اور جو آپ نے ترکہ چھوڑا۔ اس پر وراثت کے احکام جاری نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں موت کے احکام میں سے ہیں۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

علامہ موصوف ایک خط میں ایک دوست نیاز الدین خاں صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"نبی اکرم ﷺ کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانے میں یہ سعادت کی بات ہے۔ قرآن شریف کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ قلب نسبت محمدی پیدا کرے اس نسبت محمدیہ کی تولید کے لئے ضروری نہیں کہ قرآن کے معنی بھی آتے ہوں۔ خلوص اور محبت کے ساتھ محض قرات کافی ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں پر ناگوار ہو گا اس واسطے خاموش رہتا ہوں" (فتراک رسول: ۷)

محمد علوی مالکی

قد ثبت لنبینا محمد ﷺ حیاۃ برزخیۃ اکمل واعظم من غیرہ تحدث عنها بنفسہ تثبت اتصالہ بالامۃ المحمدیۃ ومعرفتہ باحوالها واطلاعہ علی اعمالها وسماعہ لکلامهم وردہ لسلامهم والاحادیث فی هذا الباب کثیرۃ

(مفاہیم: ۲۵۱)

ہمارے نبی ﷺ کے لئے ایسی برزخی زندگی ثابت ہے جو کسی بھی دوسرے سے زیادہ کامل اور عظیم ہے (حتی کہ) اس کی بناء پر آپ ﷺ کا اپنی امت سے تعلق اس کے احوال کی معرفت اس کے اعمال پر اطلاع ان کے سلام کا سننا اور ان کے سلام کا جواب مرحمت فرمانا بھی واقع ہوتا ہے اور اس بارے میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہے۔

خلاصہ کلام

گزشتہ بحث میں کتاب وسنت، صحابہ وتابعین، علماء ومحدثین کے اقوال سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کامل حیات حاصل ہے اور آپ کا امت کے ساتھ آج بھی اسی طرح تعلق ہے جس طرح ظاہری حیات میں تھا اور آپ

Marfat.com

کا فیضان کرام آج بھی جاری ہے۔ اس سلسلے میں مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ان کو تشفی دیتے ہوئے فرمایا:
"فقیر مرتا نہیں، صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو ظاہری زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا"۔ (حضرت صاحب نے) فرمایا "میں نے اپنے حضرت کی قبر اقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا" (امداد المشتاق: ۱۱۳)

گزشتہ بحث میں ایک حدیث پاک گزر چکی ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا "انہ لیسمع قرع نعالھم" (صحیح البخاری، ۱: ۱۸۳ فی کتاب الجنائز: باب ماجاء فی عذاب القبر) کہ میت دفن کر کے واپس جانے والوں کے پاؤں کی آہٹ سنتی ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ وہ آدمی منوں مٹی کے نیچے ہے۔ وہاں نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی لیکن اس کے باوجود میت پاؤں کی آہٹ تک سنتی ہے۔ حالانکہ یہی کیفیت اگر دنیا میں ہوتی تو مرنے والا بالکل نہیں سن سکتا تھا۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا کہ عام انسان کے حواس کی قوت میں کے بعد بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

جب کفار و مشرکین کی قوت سماع کا یہ حال ہے تو انبیاء علیہم السلام کے حواس مبارکہ کی قوت کا کیا عالم ہو گا جن کے حواس مبارکہ عام انسانوں سے پہلے ہی بہت بلند و بالا ہیں اور پھر حضور سید عالم ﷺ کے حواس مبارکہ کی قوت تو تمام انبیاء کرام سے بڑھ کر ہے جس پر کتاب و سنت میں بہت سے دلائل موجود ہیں جو ایک الگ موضوع ہے اس لئے ہم اس پر گفتگو نہیں کر رہے۔

حضور اکرم ﷺ اپنے جسد اقدس کے ساتھ تو مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں لیکن اپنے غلاموں کا سلام دنیا کے ہر کونے سے سنتے بھی ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں اور اپنی امت کے احوال کو ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں بلکہ اپنے غلاموں کو خواب میں تشریف لا کر ہدایات بھی فرماتے ہیں اور یوں سیرت طیبہ کا یہ پہلو تا قیامت جاری ہے۔

سیرت طیبہ کے اس پہلو کے حوالے سے عبد المجید صدیق ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لکھتے ہیں:

"تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ اس نوعیت کے اتنے بہت سے خواب جمع کئے گئے تھے اور ان کے مطالعہ سے بارہا میں یہ محسوس کرچکا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کا دور آپ کے وصال کے ساتھ ختم نہیں ہوا۔ حیاۃ النبی ﷺ پر تو لوگوں کا اعتقاد ہے مگر حیاۃ النبی ﷺ کا جو اصل مقصد ہے وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے حضور ﷺ کی حیاۃ بعد الممات سب سے جدا ہے اور اس میں سیرت کا نہایت ہی اہم پہلو پنہاں ہے۔ غور کرنے پر یہ بات واضح ہوتی چلی گئی اور ساتھ ہی ساتھ عنوان "سیرۃ النبی بعد از وصال النبی" بھی ذہن میں آگیا"۔

ایک دوسرے مقام پر اس طرح لکھتے ہیں:

"جب کہ میری یہ کاوش خالص تحقیقی اور تخلیقی ہے سیرۃ النبی کو ایک نئے انداز میں نئے زاویہ سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سیرت النبی کی کوئی کتاب آپ ﷺ کی صرف ۲۳ سالہ حیات طیبہ کو بیان نہیں کرتی۔ میرا مقصد اس بات کے کہنے سے یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر پر اعلان نبوت سے حیاۃ طیبہ کے آخری دن ،عمر تریسٹھ سال تک کا دور بلکہ سیرت النبی کی ہر کتاب ولادت باسعادت سے لے کر آخری دن تک پورے دور کا احاطہ کرتی ہے۔ جب یہ بات ہے کہ ابتدائی چالیس سال بھی سیرت النبی کا حصہ ہیں تو پھر بعد از وصال آج تک بلکہ قیامت تک کا دور کہ جس پر آپ کی نبوت کا اصل دور گزر چکا ہے' بدرجہ اولی سیرۃ النبی کا حصہ ہے۔ جب ابتدائی چالیس سال قابل ترک نہیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو پوری دنیا اور قیامت تک کے لئے نبی برحق (ﷺ) ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے تو پھر بعد از وصال قیامت تک آپ کے فیض' رشد وہدایت' تعلیم و تلقین اور اظہار معجزات وغیرہ وغیرہ کی چیزوں سے کیوں انحراف کیا جاسکتا ہے؟

حضرت محمد رسول مقبول ﷺ نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ آپ کی سیرت کا

Marfat.com

سلسلہ بھی جاری و ساری ہے اور اس ضمن میں بھی آپ بے مثال ہیں۔ حیات تو آپ کے بے شمار امتیوں کو بھی حاصل ہے۔ البتہ آپ کی حیات انتہا درجہ اعلیٰ وارفع قسم کی ہے۔ لیکن اس سے کہیں اہم چیز ہے سیرت النبی کا جاری ہونا جس کا سلسلہ وصال کے بعد بھی قائم ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ اسی حیات النبی کا نتیجہ ہے۔ میں ریت کی بنیاد پر ہوائی قلعہ تعمیر نہیں کر رہا میرے موقف میں جان اور صداقت ہے۔ یہ کوئی مابعد الطبیعاتی یا Meta Physical قسم کی چیز نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی کو ان خوابوں کے ذریعے بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ کسی بھی خواب کا تجزیہ کر دیکھیں، آپ میرے موقف سے اتفاق کرنے پر مجبور ہوں گے اور ہر صالح فکر انسان مجھ سے متفق ہو گا۔ یہ سب خواب نہایت ذمہ دار لوگوں نے دیکھے ہیں قسم بخدا! اگر ان خوابوں کی زبان ہوتی تو ہر خواب پکار پکار کر اعلان کرتا کہ "سیرت النبی بعد از وصال النبی کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے"

کتاب کے آغاز میں انہوں نے طفیل ہوشیارپوری کے شعر میں نبوت کی جگہ سیر کا لفظ لکھ کر یہ شعر بھی درج کیا ہے

ساری دنیا میں کسی شے کو نہیں حاصل دوام
یارسول اللہ سیرت ہے دوامی آپ کی

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیات النبی ﷺ ایک زندہ و جاوید حقیقت ہے اور اس کے فیوض و برکات سے آج بھی پوری دنیائے انسانیت مستفیض ہو رہی ہے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا اور اس کے ساتھ ساتھ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ ہمارے لئے ختم نبوت کے بنیادی عقیدے میں مزید تقویت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ ہمیں سلف صالحین کی اتباع میں ایسے اعتقادات اپنانے کی توفیق عطا فرمائے جو کتاب و سنت سے ثابت ہوں۔ آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ

Marfat.com

A. قرآنیات

01. عرفانُ القرآن (اُردو ترجمہ قرآنِ حکیم)
02. تفسیر منہاجُ القرآن (سورۃ الفاتحہ، جزو اوّل)
03. تفسیر منہاجُ القرآن (سورۃُ البقرہ)
04. حکمتِ اِستعاذہ
05. تسمیۃُ القرآن
06. معارِفُ الکوثر
07. فلسفۂ تسمیہ
08. معارفِ اِسمِ اَللّٰہ
09. مَناھِجُ العرفان فی لفظِ القرآن
10. لفظِ ربُّ العالمین کی علمی و سائنسی تحقیق
11. صفتِ رحمت کی شانِ اِمتیاز
12. اَسمائے سورۂ فاتحہ
13. سورۂ فاتحہ اور تصورِ ہدایت
14. اُسلوبِ سورۂ فاتحہ اور نظامِ فکر و عمل
15. سورۂ فاتحہ اور تعلیماتِ طریقت
16. سورۂ فاتحہ اور اِنسانی زندگی کا اِعتقادی پہلو
17. شانِ اَوّلیت اور سورۂ فاتحہ
18. سورۂ فاتحہ اور حیاتِ اِنسانی کا عملی پہلو (تصورِ عبادت)
19. سورۂ فاتحہ اور تعمیرِ شخصیت
20. فطرت کا قرآنی تصور
21. تربیت کا قرآنی منہاج
22. لا إکراہ فی الدین کا قرآنی فلسفہ
23. ''کنز الایمان'' کی فنی حیثیت
24. معارفِ آیۃ الکرسی
25. العِرفَانُ فِي فَضَائِلِ وَآدَابِ القُرآنِ
26. اَلتِّبیَان فِي فَضلِ بَعضِ سُوَرِ القُرآن ﴿قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے فضائل﴾
27. التصوّر الإسلامی لطبیعۃِ البشریۃ
28. نہجُ التربیۃِ الإجتماعیۃ فی القرآن الکریم
29. Irfan-ul-Qur'an (English Translation of the Holy Qur'an)
30. Qur'anic Concept of Human Guidance
31. Islamic Concept of Human Nature

B. الحدیث

32. اَلخُطبَۃُ السَّدِیدَۃ فِي أُصُولِ الحَدِیثِ وَفُرُوعِ العَقِیدَۃ
33. العَبدِیَّۃ فِي الحَضرَۃِ الصَّمَدِیَّۃ ﴿بارگاہِ اِلٰہی سے تعلقِ بندگی﴾
34. البَیَان فِي رَحمَۃِ المَنَّان ﴿رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز احادیثِ مبارکہ کا مجموعہ﴾
35. مُختَصَرُ المِنهَاجِ السَّوِيّ مِنَ الحَدِیثِ النَّبَوِيّ ﴿عربی متن، اُردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج﴾
36. هِدَایَۃُ الأُمَّۃ عَلَی مِنهَاجِ القُرآنِ وَالسُّنَّۃ (الجزء الأوّل): اُمتِ محمدیہ کے لیے قرآن و حدیث سے ضابطۂ رُشد و ہدایت
37. جَامِعُ السُّنَّۃ فِیمَا یَحتَاجُ إِلَیهِ آخِرُ الأُمَّۃ

Marfat.com

﴿كِتَابُ الْمَنَاقِب﴾ (انبیاء کرام، اہلِ بیتِ اَطہار، صحابہ کرام اور اَولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب مع عربی متن، اُردو ترجمہ و تحقیق وتخریج)

38. الأربعين فی فضائلِ النبی الأمين ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب﴾

39. اَلْمَكَانَةُ الْعَلِيَّة فِي الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے نبوی خصائصِ مبارکہ﴾

40. اَلْمِيْزَاتُ النَّبَوِيَّة فِي الْخَصَائِصِ الدُّنْيَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے دُنیوی خصائصِ مبارکہ﴾

41. اَلْعَظَمَةُ النَّبَوِيَّة فِي الْخَصَائِصِ الْبَرْزَخِيَّة ﴿حضور ﷺ کے برزخی خصائصِ مبارکہ﴾

42. اَلْفُتُوْحَاتُ النَّبَوِيَّة ﷺ فِي الْخَصَائِصِ الْأُخْرَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے اُخروی خصائص مبارکہ﴾

43. اَلْجَوَاهِرُ النَّقِيَّة فِي الشَّمَائِلِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے شمائلِ مبارکہ﴾

44. اَلْمَطَالِبُ السَّنِيَّة فِي الْخَصَائِلِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے خصائلِ مبارکہ﴾

45. اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰی ﷺ ﴿جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت﴾

46. بُشریٰ للمؤمنین فی شفاعۃِ سیدِ المرسلین ﷺ ﴿شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ پر منتخب اَحادیثِ مبارکہ﴾

47. البدر التمام فی الصلوٰۃ علیٰ صاحبِ الدُّنُوِّ والمقام ﷺ ﴿درود شریف کے فضائل و برکات﴾

48. كَشْفُ الْأَسْرَار فِي مَحَبَّةِ الْمَوْجُوْدَاتِ لِسَيِّدِ الْأَبْرَار ﷺ ﴿حضور ﷺ سے حیوانات، نباتات اور جمادات کی محبت﴾

49. عُمْدَةُ الْبَيَان فِي عَظَمَةِ سَيِّدِ وَلَدِ عَدْنَان ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور اِختیارات﴾

50. النِّعْمَةُ الْعُلْيَا عَلٰى أَوَّلِ الْخَلْقِ وَآخِرِ الْأَنْبِيَاء ﷺ ﴿حضور ﷺ کا شرف نبوت اور اَوّلیتِ خلقت﴾

51. رَاحَةُ الْقُلُوْب فِي مَدْحِ النَّبِيِّ الْمَحْبُوْبِ ﷺ ﴿مدحت و نعتِ مصطفیٰ ﷺ پر منتخب آیات و احادیث﴾

52. اَلصَّفَا فِي التَّوَسُّلِ وَالتَّبَرُّكِ بِالْمُصْطَفٰى ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ سے توسُّل اور تبرک﴾

53. أَحْسَنُ السُّبُل فِي مَنَاقِبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُل ﴿اَنبیاء و رُسل کے فضائل و مناقب﴾

54. العِقد الثمين في مناقب أمهات المؤمنين ﴿اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب﴾

55. الدرة البيضاء فی مناقب فاطمة الزهراء سلام اللہ علیہا ﴿سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے فضائل و مناقب﴾

56. مرج البحرين فی مناقب الحسنين علیہما السلام ﴿حسنین کریمین علیہما السلام کے

فضائل و مناقب﴾

57. السيف الجلى علىٰ منكر ولاية على علیہ السلام ﴿اعلانِ غدیر﴾

58. القول المعتبر فى الإمام المنتظر علیہ السلام ﴿امام مہدی علیہ السلام﴾

59. اَلنَّجَابَةُ فِيْ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ ﴿صحابہ کرام و اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب﴾

60. الإجابة في مناقب القرابة ﴿اہلِ بیتِ اطہار سلام اللہ علیہم کے فضائل و مناقب﴾

61. الإنابة في مناقب الصّحابة ﴿صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب﴾

62. القول الوثيق فى مناقب الصديق رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا صدیق اَکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب﴾

63. اَلْقَوْلُ الصَّوَاب فِيْ مَنَاقِب عُمَرَ بنِ الخطَّاب رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا فاروق اَعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب﴾

64. رَوْضُ الجِنَان في مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب﴾

65. كَنْزُ الْمَطَالِبِ فِيْ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِب رضی اللہ عنہ ﴿سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب﴾

66. روضة السّالكين في مناقب الأولياء والصّالحين ﴿اَولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب﴾

67. الكنز الثمين فى فضيلة الذكر والذاكرين ﴿ذکر الٰہی اور ذاکرین کے فضائل﴾

68. البَيِّنَاتُ فِي الْمَنَاقِبِ وَالْكَرَامَاتِ ﴿فضائل و کرامات ...... اَحادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں﴾

69. اَلْمَنَاهِلُ الصَّفِيَّة فِي شَرَفِ الْأُمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّة ﷺ ﴿اُمتِ محمدیہ کا شرف اور فضیلت﴾

70. تَكْمِيلُ الصَّحِيفَة بِأَسَانِيدِ الْحَدِيثِ فِي الإمام أبي حَنِيفَة رضی اللہ عنہ

71. الأنوارُ النَّبَوِيَّة فِي الأسانيدِ الْحَنَفِيَّة (مَعَ أُحادِيَاتِ الإمام الأعظم رضی اللہ عنہ)

72. النَّجَاة فِي إِقَامَةِ الصَّلَاة ﴿فضائلِ نماز پر منتخب آیات و احادیث اور آثار و اَقوال﴾

73. الصَّلَاةُ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فِي ضَوءِ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز﴾

74. التَّصْرِيحُ فِي صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ ﴿بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت﴾

75. الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ ﴿نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے اور ذکر بالجہر کرنے پر مجموعہ آیات و اَحادیث﴾

76. الإِنْعَام فِي فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْقِيَام ﴿روزہ اور قیام اللیل کی فضیلت پر منتخب آیات و احادیث﴾

77. الإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحَرُوْرَاءِ ﴿گستاخانِ رسول ...... اَحادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں﴾

78. اللُّبَابُ فِي الْحُقُوْقِ وَالآدَابِ ﴿انسانی حقوق و آداب ...... اَحادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں﴾

79. اَلنَّجَاح فِي أَعْمَالِ الْبِرِّ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلَاح

Marfat.com

80. مِنهَاجُ السَّلامَة فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الْإِقَامَة ﴿إقامتِ دین اور اَمن و سلامتی کی راہ﴾

81. تُحفَةُ النُّقَباء فِي فَضِيلَةِ الْعِلمِ وَالْعُلَمَاء ﴿فروغِ علم و شعور کی اہمیت و فضیلت﴾

82. أحسَنُ الصَّنَاعَة فِي إثبَاتِ الشَّفَاعَة ﴿عقیدۂ شفاعت: اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں﴾

83. القَولُ القَوِيّ في سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ (عربی)

84. اَلقَولُ القَوِيّ في سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ ﴿مع اُردو ترجمہ: اِمام حسن بصریؒ کی سیدنا علی ﷺ سے ملاقات اور سماع﴾

85. سلسلہ مرویاتِ صوفیاء (۱): اَلْمَرْوِيَّاتُ السُّلَمِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّة ﴿امام ابو عبد الرحمان محمد السلمیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

86. سلسلہ مرویاتِ صوفیاء (۲): اَلْمَرْوِيَّاتُ الْقُشَيْرِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّة ﴿امام ابو القاسم عبد الکریم القشیریؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

87. سلسلہ مرویاتِ صوفیاء (۳): اَلْمَرْوِيَّاتُ السُّهرَوَرْدِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّة ﴿شیخ شہاب الدین السہروردیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

88. سلسلہ مرویاتِ صوفیاء (٤): مَرْوِيَّاتُ الشَّيخ الْأَكبَر مِنْ أَحَادِيثِ النَّبِيِّ الْأَطْهَر ﷺ ﴿شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ کی مرفوع متصل روایات﴾

89. اَلْمُنتَقَى لِأَسَانِيدِ الْعَسْقَلَانِي إِلَى أَئِمَّةِ التَّصَوُّفِ وَالْعِلمِ الرَّبَّانِي

90. سلسلۂ اربعینات: اَلْعَسَلُ النَّقِيّ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيّ ﴿اَسمائے مصطفیٰ ﷺ پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

91. سلسلۂ اربعینات: اَلْفَوزُ الْجَلِيّ فِي التَّوَسُّلِ بِالنَّبِيّ ﷺ ﴿حضور ﷺ سے توسل پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

92. سلسلۂ اربعینات: اَلشَّرَفُ الْعَلِيّ فِي التَّبَرُّكِ بِالنَّبِيّ ﷺ ﴿ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے حصولِ برکت پر چالیس اَحادیث﴾

93. سلسلۂ اربعینات: اَلتَّصَرُّفَاتُ النَّبَوِيَّة فِي الْأُمُورِ التَّشْرِيعِيَّة ﴿تشریعی اُمور میں تصرفاتِ مصطفیٰ ﷺ پر چالیس اَحادیث﴾

94. سلسلۂ اربعینات: اَلْأَخبَارُ الْغَيْبِيَّة فِي الْعُلُومِ النَّبَوِيَّة ﴿حضور ﷺ کے علم غیب پر مشتمل چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

95. سلسلۂ اربعینات: اَلْعَطَاءُ الْعَمِيم فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْعَظِيم ﷺ ﴿رحمتِ مصطفیٰ ﷺ پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

96. سلسلۂ اربعینات: اَلنُّورُ الْمُبِين فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ الْأَمِين ﷺ ﴿حیات النبی ﷺ

Marfat.com

پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

97. سلسلۂ اَربعینات: اَلْمَنْهَلُ الصَّفِيّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿زیارتِ روضۂ رسول ﷺ کی فضیلت پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

98. سلسلۂ اَربعینات: اَلْفُتُوْحَات فِي الْأَذْكَارِ بَعْدَ الصَّلَوَات ﴿نمازِ پنج گانہ کے بعد اَذکار پر چالیس اَحادیث مبارکہ﴾

99. کتبِ حدیث میں مرویاتِ اِمام اَعظم ﷺ

100. The Ghadir Declaration
101. The Awaited Imam
102. Virtues of Sayyedah Fatimah (سلام اللہ علیہا)
103. Pearls of Remembrance

C. ایمانیات

104. اَرکانِ ایمان

105. دینِ اِسلام کے تین درجات ﴿اِسلام، ایمان اور اِحسان﴾

106. ایمان اور اِسلام

107. شہادتِ توحید

108. حقیقتِ توحید و رسالت

109. ایمان بالرسالت

110. ایمان بالکتب

111. ایمان بالقدر

112. ایمان بالآخرت

113. مومن کون ہے؟

114. منافقت اور اُس کی علامات

115. مومن جي سنجاڻپ

116. Islam and Freedom of Human Will

D. اِعتقادیات

117. کتابُ التّوحید (جلد اوّل)

118. کتابُ التّوحید (جلد دُوم)

119. کتاب البدعۃ ﴿بدعت کا صحیح تصور﴾

120. تصورِ بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت

121. لفظ بدعت کا اِطلاق (اَحادیث و آثار کی روشنی میں)

122. اَقسامِ بدعت (اَحادیث و اَقوالِ ائمہ کی روشنی میں)

123. البِدْعَةُ عِنْدَ الْأَئِمَّة وَ الْمُحَدِّثِيْن (بدعت ائمہ و محدثین کی نظر میں)

124. حیاۃ النبی ﷺ

125. مسئلہ اِستغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت

126. تصورِ اِستعانت

127. کتاب التوسل (وسیلے کا صحیح تصوّر)

128. کتاب الشفاعۃ

129. عقیدۂ علمِ غیب

130. شہرِ مدینہ اور زیارتِ رسول ﷺ

131. اِیصالِ ثواب اور اُس کی شرعی حیثیت

132. خوابوں اور بشارات پر اِعتراضات کا علمی محاکمہ

133. سُنّیت کیا ہے؟

134. منہاجُ العقائد

135. التَّوَسُّل عِنْدَ الأئمَّة وَالْمُحَدِّثِيْن (توسل: ائمہ و محدثین کی نظر میں)

Marfat.com

136. عقیدۂ توحید کے سات اَرکان (سورۂ اخلاص کی روشنی میں)
137. مبادیاتِ عقیدۂ توحید
138. عقیدۂ توحید اور غیر اللہ کا تصور
139. عقیدۂ توحید اور اِشتراکِ صفات
140. عقائد میں اِحتیاط کے تقاضے
141. تبرک کی شرعی حیثیت
142. زیارتِ قبور
143. وسائطِ شرعیہ
144. تعظیم اور عبادت
145. توحيد جي عقيدي جا ست رُکن (سورت اخلاص جي روشني ۾)
146. Beseeching for Help (*Istighathah*)
147. Islamic Concept of Intermediation (*Tawassul*)
148. Real Islamic Faith and the Prophet's Status

E. سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ

149. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اوّل)
150. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ دُوم)
151. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دُوم)
152. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)
153. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد چہارم)
154. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد پنجم)
155. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ششم)
156. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)
157. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)
158. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد نہم)
159. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)
160. سیرتِ نبوی ﷺ کا علمی فیضان
161. سیرتِ نبوی ﷺ کی تاریخی اَہمیت
162. سیرۃ الرسول ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اَہمیت
163. قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کا نظریاتی و اِنقلابی فلسفہ
164. قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ
165. نورِ محمدی: خِلقت سے وِلادت تک (میلاد نامہ)
166. میلاد النبی ﷺ
167. تاریخِ مولدُ النبی ﷺ
168. مولدُ النبی ﷺ عند الأئمة والمحدّثين (میلاد النبی ﷺ: ائمہ ومحدثین کی نظر میں)
169. کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
170. معمولاتِ میلاد
171. فلسفۂ معراج النبی ﷺ
172. حسنِ سراپائے رسول ﷺ
173. خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
174. شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
175. برکاتِ مصطفیٰ ﷺ
176. اَسمائے مصطفیٰ ﷺ
177. معارفِ اِسمِ محمد ﷺ
178. معارف الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ
179. تحفة السرور في تفسير آية نور
180. نور الأبصار بذكر النبي المختار ﷺ
181. تذکارِ رسالت

Marfat.com

182. ذکرِ مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)
183. صلوۃ وسلام سنتِ اِلٰہیہ ہے
184. فضیلتِ درود وسلام
185. فضیلتِ درود وسلام اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
186. اِیمان کا مرکز ومحور (ذاتِ مصطفیٰ ﷺ)
187. عشقِ رسول ﷺ: وقت کی اَہم ضرورت
188. عشقِ رسول ﷺ: اِستحکامِ اِیمان کا واحد ذریعہ
189. غلامیِ رسول: حقیقی تقویٰ کی اَساس
190. تحفظِ ناموسِ رِسالت
191. اَسیرانِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ
192. مطالعہ سیرت کے بنیادی اُصول
193. سیرت کا جمالیاتی بیان (قرآن حکیم کی روشنی میں)
194. سیرۃُ الرسول ﷺ کی دینی اَہمیت
195. سیرۃُ الرسول ﷺ کی آئینی و دستوری اَہمیت
196. سیرۃُ الرسول ﷺ کی ریاستی اَہمیت
197. سیرۃُ الرسول ﷺ کی اِنتظامی اَہمیت
198. سیرۃُ الرسول ﷺ کی علمی وسائنسی اَہمیت
199. سیرۃُ الرسول ﷺ کی شخصی و رسالتی اَہمیت
200. سیرۃُ الرسول ﷺ کی تہذیبی وثقافتی اَہمیت
201. سیرۃُ الرسول ﷺ کی اِقتصادی اَہمیت
202. کشف الغطا عن معرفة الأقسام للمصطفی ﷺ
203. مقامِ محمود
204. عالمِ اَرواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ
205. روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ
206. تعلق بالرّسالت: آشنائی سے وفا تک
207. Sirat-ur-Rasul ﷺ, vol. 1
208. Greetings and Salutations on the Prophet (ﷺ)
209. Salawat auf den Propheten (ﷺ)

F. ختمِ نبوت

210. مناظرۂ ڈنمارک
211. عقیدۂ ختمِ نبوت
212. حیات ونزولِ مسیح ؑ اور وِلادتِ اِمام مہدی ؑ (عقیدۂ ختم نبوت کے تناظر میں)
213. عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی
214. مرزائے قادیان اور تشریعی نبوت کا دعویٰ
215. مرزائے قادیان کی دِماغی کیفیت
216. عقیدۂ ختمِ نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

G. عبادات

217. اَرکانِ اِسلام
218. فلسفۂ نماز
219. آدابِ نماز
220. نماز اور فلسفۂ اِجتماعیت
221. نماز کا فلسفۂ معراج
222. فلسفۂ صوم
223. فلسفۂ حج

H. فقہیات

224. نص اور تعبیرِ نص
225. تحقیقِ مسائل کا شرعی اُسلوب
226. اِجتہاد اور اُس کا دائرۂ کار
227. عصرِ حاضر اور فلسفۂ اِجتہاد

Marfat.com

228. تاریخِ فقہ میں ہدایہ اور صاحبِ ہدایہ کا مقام

229. دہشت گردی اور فتنۂ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)

230. خونِ مسلم کی حرمت

231. منہاج المسائل

232. الحکم الشرعی

233. نصابِ تربیت (حصہ اوّل)

234. التصوّر التشریعی للحکم الإسلامی

235. فلسفةُ الإجتهاد و العالم المعاصر

236. منهاجُ الخطبات للعيدينِ و الجمعات

237. Introduction to the Fatwa on Suicide Bombings and Terrorism

238. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings

239. Philosophy of Ijtihad and the Modern World

240. Ijtihad (meanings, application and scope)

I. رُوحانیات

241. اِطاعتِ الٰہی

242. ذکرِ الٰہی

243. محبتِ الٰہی

244. خشیتِ الٰہی اور اُس کے تقاضے

245. حقیقتِ تصوّف

246. اِسلامی تربیتی نصاب (جلد اوّل)

247. اِسلامی تربیتی نصاب (جلد دُوم)

248. سلوک و تصوف کا عملی دستور

249. اَخلاقُ الانبیاء

250. تذکرے اور صحبتیں

251. حسنِ اَعمال

252. حسنِ اَحوال

253. حسنِ اَخلاق

254. صفائے قلب و باطن

255. فسادِ قلب اور اُس کا علاج

256. زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے

257. ہر شخص اپنے نشۂ عمل میں گرفتار ہے

258. ہمارا اَصلی وطن

259. جرم، توبہ اور اِصلاحِ اَحوال

260. طبقاتُ العباد

261. حقیقتِ اِعتکاف

262. دل جي صفائي

263. Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)

264. Qur'anic Philosophy of Benevolence (*Ihsan*)

J. اَوراد و وظائف

265. الفيوضات المحمدية ﷺ

266. الأذكار الإلٰهية

267. اَلدَّعَوَاتُ وَالْأَذْكَارُ مِنْ سُنَّةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ ﷺ ﴿مسنون دعاؤں اور اَذکار پر مشتمل مجموعہ آیات و اَحادیث﴾

268. دَلَائِلُ الْبَرَكَات فِی التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَات (عربی)

269. دَلَائِلُ الْبَرَكَات فِی التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَات (بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اَڑھائی ہزار درود و سلام کا ہدیۂ عقیدت و محبت)

270. مناجاتِ اِمام زین العابدین عليه السلام

271. الدعوات القدسية

Marfat.com

272. أَحْسَنُ الْمَوْرِدِ فِي صَلٰوةِ الْمَوْلِدِ

273. صَلَوَاتُ سُوَرِ الْقُرْآنِ عَلٰى سَيِّدِ وَلَدِ عَدْنَانَ (ﷺ)

274. أَسْمَاءُ حَامِلِ اللِّوَاءِ مُرَتَّبَةٌ عَلٰى حُرُوْفِ الْهِجَاءِ

275. صَلَاةُ الْأَكْوَان (درودِ کائنات)

276. صَلَاةُ الْمِيْلَادِ (درودِ میلاد)

277. صَلَاةُ الشَّمَائِل (درودِ شمائل)

278. صَلَاةُ الْفَضَائِل (درودِ فضائل)

279. صَلَاةُ الْمِعْرَاج (درودِ معراج)

280. صَلَاةُ السِّيَادَة (درودِ سیادت)

281. دعا اور آدابِ دعا

K. علمیات

282. اِسلام کا تصورِ علم

283. علم ...... توجیہی یا تخلیقی

284. مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اِصلاح طلب پہلو

285. تعلیمی مسائل پر انٹرویو

286. Islamic Concept of Knowledge

L. اِقتصادیات

287. معاشی مسئلہ اور اُس کا اِسلامی حل

288. بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ

289. بلاسود بنکاری اور اِسلامی معیشت

290. بجلی مہنگی کیوں؟ IPPs کا معاملہ کیا ہے؟

291. اِقتصادیاتِ اِسلام ﴿تشکیلِ جدید﴾

292. اِسلام کا تصورِ ملکیت

293. اِسلام اور کفالتِ عامہ

294. اِسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اُصول

295. قواعدُ الإقتصادِ فی الإسلام

296. الإقتصاد الأربوی و نظام المصر فی الإسلام

M. جہادیات

297. حقیقتِ جہاد

298. جہاد بالمال

299. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام (فلسفہ و تعلیمات)

300. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام (حقائق و واقعات)

301. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام: ایک پیغام

302. شہادتِ اِمام حسین علیہ السلام اور محبتِ اِمام حسین علیہ السلام

303. ذبحِ عظیم (ذبحِ اسماعیل علیہ السلام سے ذبحِ حسین علیہ السلام تک)

N. فکریات

304. قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد اول)

305. قرآنی فلسفۂ انقلاب (جلد دوم)

306. اِسلامی فلسفۂ زِندگی

307. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

308. منہاجُ الافکار (جلد اوّل)

309. منہاجُ الافکار (جلد دُوم)

310. منہاجُ الافکار (جلد سوم)

311. ہمارا دینی زوال اور اُسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج

312. ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اُس کا تدارک

313. دورِ حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ

314. خدمتِ دین کی توفیق

315. قرآنی فلسفۂ تبلیغ

316. اِسلام کا تصورِ اِعتدال و توازن

ہے

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے تین بار فرمایا۔ اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ بھی تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر قوم خاموش ہوگئی تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' یہ کیسے ہوگا؟ (موت بہتر کیسے) فرمایا: میری حیات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے پس میں تمہیں بتاتا ہوں وہ چیزیں جو تم پر حلال ہیں اور وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں اور میری وفات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات کو میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں پس اگر وہ اعمال بہتر ہوں تو میں اس پر اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں اور اگر وہ اعمال برے ہوں تو میں تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں

www.minhaj.org
tehreek@minhaj.org

BD-0003-1

Marfat.com